مطبع نامی گرامی منشی نولکشور میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ٥ وَنُصَلِّيْ عَلٰى اَشْرَفِ لَدِ اٰدَمَ لَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ ٥ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ الَّذِيْنَ يَفِرُّ الشَّيْطَانُ مِنْ ظِلَالِهِمْ فَجَعَلُوْهُ كَالرَّمِيْمِ ٥
اما بعد یہ خاکسار ذرہ بی مقدار علی بخش عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ فی زماننا جناب سی ایس آئی سید احمد خانصاحب بہادر نے تہذیب الاخلاق مین خلاف قرآن وحدیث وجمہور اہل اسلام کے ایک تقریر جدید لکھی ہے جسمین وجود حقیقی ابلیس سے اور اکثر مضامین آیات بینات سے انکار کیا ہے اور اوس تحریر کا نام سرگذشت آدم رکھا ہے گویا زبان آدم خیالی سے تفسیر آیات قرآنی کے بیان کی گئی ہے اور حتی المقدور بہت فکر کی ہے جس سے معنی مجازی تمام آیات کے قرار پاسکین اور بعد شہرت اوس تحریر کے مولوی سید مہدی علی صاحب بہادر نے یہ لکھا کہ وجود سے ہمیشہ وجود جسمانی خارجی ہی مراد نہین ہوتا پس وجود جسمانی شیطان کا انکار کرنا بڑی غلطی اور نادانی ہے میرے نزدیک اون لوگون کی دلیلین جو کہ شیطان کو وجود خارجی سے منکر ہین ناقص ہین اور ہین اوسے

مخالف ہون اور اونکی سمجھ اور فہم کی غلطی پر افسوس کرتا ہون اسلئے **قولہ** اور محمول کرنا اوسکو
امور باطنی پر اور صرف کرنا اون لفظون کا اوسکے ظواہر سے اور بیان کرنا اوسکی حقیقت روحانی
بھی صراحتًا غلط تاویل ہے پس ایسی تاویل بدعت ہے اور یہ اشعار فرقہ باطنیہ کا ہے اگر ایسی
تاویل نصوص صریحہ کی کیجاوے تو بالکل اعتبار ظاہر شریعت سے اوٹھ جاوے اور عقائد
اسلامیہ یونانی حکیمون کے مسئلے اور شریعت محمدیہ عیسائیون کی سی شریعت ہو جاوے
کہ ظاہر پر کوئی چیز باقی نرہے ہر چیز سے مراد روحانیت اور حقیقت باطنی اوسکی لی جاوے
حالانکہ یہ بالکل مخالف شریعت محمدیہ کے ہے انتہی مختصرا اس تحریر کو دیکھکر جناب
سی الیس آئی صاحب بہادر نے پھر اصرار اپنے ہی خیالات پر کرکے تقریر کو بڑہا دیا اور اپنے
دوست کو کشان کشان پھر اپنی طرف بولایا۔ غنیمت نسمجھے کہ مولوی سید مہدی علیصاحب
نے حضرت کو الزام کفر سے بچایا گو بدعتی اور نادان ٹھہرایا۔ اور انکے عقیدے کو مخالف
شرع محمدی اور مماثل ملت عیسوی بنایا مگر چہ از دست سید نکوست۔ اب میرا ارادہ
ہے کہ بخوبی ثابت کردون کہ تفسیر بالرای جناب سی الیس آئی بہادر کی محض غلط ہے اور
خیالات اونکے باطل ہین لہذا اب پہلے خلاصہ تقریر جناب موصوف کا لکہتا ہون وہی ہذہ
آدم خیالی سے جناب سید احمد خانصاحب نے سوال کیا۔ کہ تم کون ہو اور تمہارا کیا نام ہے
جواب ملا کہ یہ تو مین نہین جانتا کہ مین کون ہون مگر میرا نام آدم ہے بس تمیز کیا گذری ج
مین نے اپنے تئین اسی دنیا مین پایا مگر یہ نجانا کہ کس طرح بنا اور کسنے بنایا مین نے اور بھی
بہت سے چرند اور پرند کیڑے مکوڑے دنیا مین دیکھے مین سمجھا کہ جس طرح یہ سب بنے ہونگے
اوسی طرح مین بھی بنا ہونگا مگر دل گھبراتا تھا ایک دن مین نے اپنے پہلو کے پاس ایک اپنی ہی
صورت کی چیز دیکھی ہم دونون ایک دوسرے کو دیکھکر خوش ہونے لگے مین نے پوچھا تو
تم کون ہو اور تمہارا کیا نام ہے وہ بولی بھائی یہ تو مین نہین جانتے کہ مین کون ہون جو
تم ہو وہی مین ہون مگر میرا نام حوا ہے مین بہت خوش ہوا اور تالیان بجا کر خوب اوچھلا کودا
اور اوپر کو دیکھکر ایک بڑی ہستی اور بڑے قادر مطلق کا خیال کرکے خوب گیت گاتے
اور نہایت ذوق شوق مین یون چلایا آدا آدا ری آوا ری آدا ری وہ جو ہے ازی

وہ چھوارہ ہم جو ہینگاری وہ جو ہینگاری وہ جو تو ہے اری وہ جو تو ہے میرے شگوفے والے اوس ہنگام
خدا نے میرا شگاف لیا اب ہم اوسی برکت کی بدولت پہول ہوے ہیں۔ اوجان یہ تو تمنے حال کی کہی ہم تو اونکے
بہی پہلے کی پوچہتے ہین آج میری پیاری وہ تو ہمارے ہوش اور تمیز سے پہلے کی بات ہے
مین بہی زمین سے پیدا ہوا رفتہ رفتہ مجکو یہ صورت ملی ہے جب زمین سے نکلا تہا تو بال سے
بہی باریک اور رائی کے دانہ سے بہی چہوٹا بہنگا تہا اور اوسی مین حسن و جمال عقل و کمال سب
چہپا تہا جیسے بیج مین درخت کی تمام پہل پہول پتی چہپی ہوتی ہین یہ اوسکی قدرت ہے کہ اپنی قدرت و
کمال سے ایسا ضعیف و ناچیز فرشتون پر فوق لیجاتا ہے اور اپنے آپ ہی سے اپنے کمال کو
پہچانتا ہے۔ تمام قوتین حیوانی اور انسانی ملکی و شیطانی اوسی مین تہین اور سب اوسکی فرمانبردار
حاضر تہین جس کام پر وہ مامور تہین اونکو کرتی تہین اور اپنے کام مین ذرا سی بہی خطا نہین
کرتی تہین بلکہ ایک قوت نہایت قوی اور سرکش تہی وہ میری کوئی خدمت نہین کرتی تہی
بلکہ طرح طرح کے جذبات کو جو غصہ اور غضب اور بغض و کینہ و عداوت و خون ریزی چوری
و زناکاری کے منشا ہین تحریک دیتی تہی مین نے جان لیا کہ وہ میری دشمن ہے اوسی پر فتح
پانا بہت بڑا کام ہے گو وہ بہی جتاتی تہی کہ مین تیری دشمنی کبہی نہین چہوڑونگی وہ قوت اگرچہ دشمن
تہی لیکن اگر وہ نہوتی تو ایک اور چیز ہم مین نہوتی کمال و وبال انسانی کی باعث یہی اسی
سبب سے وہ قوت کبہی دشمن اور کبہی دوست معلوم ہوتی مین آتی تہی مگر میری طاعت مین کبہی نہ تہی خدا نے
مجکو ایک جگہ ڈال دیا جہان نہ مجکو بہوک تہی نہ پیاس نہ دہوپ کی گرمی لگتی تہی نہ کپڑا پہننے کی
حاجت ہوتی تہی۔ تمام قوتین جو مجہہ مین تہین میرے کام مین آتی تہین لیکن ایک قوت مجہہ مین
تہی کہ میرے کام مین نہ تہی نہ مین اوسکو کام مین لاتا تہا جب مین بڑا ہوا اور مین تمیز کو پہونچا
تو اوسی دشمن قوت نے مجکو بتایا کہ اس سے بہی کام لے کیونکہ وہ جانتی تہی کہ جب مین وہ
کام لونگا تب ہی مصیبت مین پہنسونگا مگر اوسی قوت سے کام لینا کمال کا بہی سبب تہا اسلیے
اوس دشمن قوت نے سکہایا کہ اگر اوس سے کام لیگا تو فرشتہ ہو جائیگا اور کبہی فنا نہوگا مین اوسکو
کام مین لایا اور اوسی وقت میرے عیب مجہپر کہل گئے مین نے جانا کہ مین تو نہایت ناچیز
ہستی ہون بیشک مجہہ مین فرشتہ ہونے اور ہمیشہ رہنے کی قوت ہے مگر اوسکے ساتہ بڑائی

دشمن بھی لگا ہوا ہے اوسی سے بچنا نہایت مشکل ہے مین اپنے عیبون کے چھپانے کی فکر مین
پڑا اور خدا نے للکارا کہ خبردار اب تو اپنا آپ مالک ہوا دوست دشمن سے واقف ہوا اب جبتک
زمین پر رہنا ہے نیک بد سمجھ اور اپنا کام کر۔ پھر مین سمجھا کہ خدا کی نشانیان اور ہدایتین ہمارے
ساتھ ہین اونہین کو سمجھو اور ہدایت پر چلو مگر یہ سمجھ مین نہ آتا تھا کہ گذشتہ بدی کا کیا علاج ہو بعد
غور کے سمجھا کہ جو چیز مجھہ مین بڑی ہوگئی ہے اوسی کا سدہا کرنا اوسکا علاج ہے تب مین نے
خدا سے کہا ربنا ظلمنا انفسنا الاتیہ۔ پھر تو خدا نے مجکو اپنا نائب کر دیا اور فرشتے غل ہی مچا کر رہے
۔ اور ہمارے اور تمام دنیا کے سمجھ مین آجانے کے لائق تو اسی بات کو موسے اور محمد نے
بہت اچھی تمثیل سے بتایا ہے۔ اونہون ملکی قوی کا نام فرشتہ رکہا ہے اور اوس دشمن و بیت نما
قوت کا نام شیطان اور اوس قوت کا نام جو مجھہ مین تھی پر میرے کام مین نہ تھی درخت اور اوسکی صفت
یا حالت کا نام جب مین اوسکو کام مین لانیکے لایق ہوا اوس درخت کا مزہ چکہنا رکہا ہے
چنانچہ قصہ اکل شجر ممنوعہ کا اور بہشت سے آدم و حوا کا نکالا جانا بیان کرکے فرمایا ہے لیہر خدا نے
آدم کو زمین پر اپنا نائب بنایا۔ فرشتون نے کہا کہ کیا ایسے شخص کو زمین کی نیابت دیگا جو
اوسمین فساد کرے اور خون بہاوے اور ہم تو تیری پاکیزگی سے تجکو یاد کرتے ہین خدا نے کہا
کہ ہان مین سب کچھ جانتا ہون جو مین جانتا ہون تم نہین جانتے ۔۔ پھر خدا نے آدم سے چیزون کے
نام بتائے اور فرشتے نہ بتا سکے آدم نے سب بتا دیے بس آپ نے یہ کیا فرمایا کہ خدا نے
آدم و حوا کو پہلے پیدا کیا پھر انکو اس صورت پر جواب ہی بتایا آج بیٹا تمنے قرآن پڑہا ہے
اوسمین تو صاف لکہا ہے کہ لقد خلقنا کم ثم صورنا کم ۔ اصل یہ ہے کہ انسان نطفہ مین نہایت باریک بیج
کے مانند پیدا ہوتا ہے پھر اوسکی صورت بنتی ہے بس جب قوی ہم مین موجود تھے اونہین مین سے
خدا نے کسی کو فرشتہ کسی کو شیطان بنایا کیا وہ ہم سے علیحدہ دوسری چیزین تہین ج انسان
عجیب مختلف قوتون سے بنا ہوا ہے کہ باوصف مرکب ہونیکے ہر ایک قوت جدا جدا کام کرتی
ہے مگر تمہاری سمجھ مین نہ آیا ۔ جب اس زمانہ مین ہی تم اوسکو نہ سمجھ سکے تو موسی کے اور
اوس سے پہلے کے زمانہ مین کون سمجھ سکتا تہا اسلیے خدا نے اس مطلب کو ایسی لفظون مین
بیان کیا کہ سینا کے جنگل مین پہرنے والون اور عرب کے ریگستان کے رہنے والون سے

لیکن سقراط اور بقراط کے درجون تک کے لوگ سمجھ لین ۔ مرکب چیز جب متعدد چیزون سے
ملتی ہے تو ایک قسم کا خاص مزاج پیدا ہو جاتا ہے مثلاً بہت سی گرم و سرد و خشک و تر دوا اون سے
ملکر ایک معجون بناؤ تو ایک دوا کا بھی مزاج اپنی حالت اصلی پر نہین رہتا ہے ۔ مگر انسان
ایک عجیب معجون مرکب ہے اگرچہ یہ سب قوی آپسمین ملی ہوتی ہین جیسے دودہ مین پانی
اوسپر بھی سب اپنا اپنا جدا جدا کام کر رہی ہین پس اس ترکیب انسانی کو سمجھانے کے لیے
تمام نبیون نے تمثیلی زبان اختیار کی اور جس طرح کہ ان قوی کے جدا جدا کام تہے اسی طرح
اونکو بیان کیا گیا گویا وہ الگ الگ ایک دوسرے کے مقابل جدا جدا چیزین ہین پس دادا جان
یہ بات تو ہماری سمجھ مین بالکل آگئی اور اس بیان سے ایک اور عقدہ حل ہو گیا کہ بعض
روایتون مین جو یہ بیان ہوا ہے کہ رحم مین فرشتہ انسان کی صورت بناتا ہے اس سے
بھی یہی قوت مصورہ مراد ہے جو خدا نے اوسمین رکھی ہے مگر یہ بتا دیجیے کہ اون ملکی قوی کے
سجدہ کرنے اور ایک قوت کی سرکشی کرنے سے کیا مطلب ہے ج بیٹا یہ تو بہت صاف
بات ہے تم خود اپنے آپ ہی کو دیکھو تمام قوتین جس جس مطلب کے لیے تمہارے مین پیدا
ہوتی ہین سب تمہارے تابع ہین جسوقت تم کسی ایسے قوت کو تحریک دینا چاہتے ہو جو نیکی
کی مخرج ہے فی الفور تحریک مین آتی ہے اور تم سے نیکی ظہور مین آتی ہے اور صاف ثابت
ہوتا ہے کہ وہ تمام قوی جو اون چیزون کے منشا ہین تمکو سجدہ کر رہی ہین یعنے تمہاری مطیع
و فرمانبردار ہین برخلاف اسکے اوس قوت کو دیکھو جو بدی اور گناہ کا مخرج ہے تم اون افعال
کو جو اوس سے پیدا ہوتے ہین برا جانتے ہو اور اونکے نہ کرنیکا ارادہ بھی کرتے ہو اور پھر کرنے بھی جاتے ہو
اوہ وہ قوت سرکش کیسی نافرمانبردار ہے پس قال فبما اغویتنی الایہ سے کیا مراد ہے کیا خدا شیطان
کا شیطان تہا ج اسمین اشارہ ہے کہ وہ قوت سرکش خود خدا نے بنائی ہے اور اوس سرکشی
کی قوۃ خود خدا نے اوسمین رکھی ہے اوسکا بہکانا بہی گر انسان مین خدا نے ایسے قوی بہی رکھے ہین
جو اوسکو مطیع کر سکتے ہین اور یہی حکم دیتا ہے کہ آدم کو سجدہ کر یعنی یون کہا کہ اوسنے سرکشی کی اور
خدا کا حکم نہ مانا یعنے وہ قوت ایسی سرکش ہے کہ مطیع ہو ہی نہین سکتی اور یہی نافرمانی ہے اور یہین
بہی مثل تمہارے جائز الخطا ہون جسقدر مجکو وحی آتی ہے اوسمین غلطی نہین ہوتی ہے سبب

باتین مین نے وحی سے نہین کہی ہین بلکہ خود اپنے مین اور تم مین دیکہکر کہی ہین پس شیطان کو آگ
سے پیدا کرنیکے کیا معنی ہین ج تمام قوی پہرجسمین وہ سرکش قوت بہی داخل تہی فرشتون کا اطلاق
کیا گیا ہے اور ایک قوت کا سرکش ہونا اوس سے مراد فرشتون سے علیحدہ ہے۔ اور پہر وہ دہرتا
ہے۔ اور تمہارے قوی کی ترکیب مین ایک قسم کی حرارت ہے جسکو حرارت غریزی کہتے ہین
اوس تمام حرارت کا سرجوش وہ قوت سرکش ہے پس وہ سب سے اوپر ہے باقی قوتین اوس سے
نیچے ہین یہ معنی ہین خلقتنی من نار و خلقتہ من طین کے مولوی صاحب کے روٹی پکانے کے
چولہے کی آگ سے شیطان نہین بنا ہے پس جس درخت کے کہانے سے خدا نے منع کیا تہا
وہ کیا قوت تہی اور اوسکا کہانا یا استعمال مین لانا کیا حالت تہی ج بیٹا وہ قوت عقل و علم ہے کیونکہ
علم کے لیے عقل کا ہونا بہی لازم ہے اور جب انسان اوس حد کو پہونچتا ہے کہ اوس قوت کو استعمال
مین لا سکے قابل ہو جاوے اوسکا نام انبیا کی زبان مین شجرہ ممنوعہ کا کہانا ہے اور زبان شرع مین
مکلف ہونا اور زبان حکما مین بالغ ہونا ہے پس دادا جان یہان تو بڑی مشکل پیش آتی اسلیے
کہ انسان کا جہیٹ پہننے سے بڑا ہوتا اور عقل و تمیز کی حالت تک پہونچنا ایک ضروری اور لازمی
بات ہے اگر انسان زندہ ہے تو خواہ نخواہ اوس حالت تک پہونچتا ہے پہر خدا کا اوس درخت کے
کہانے سے منع کرنیکا اور انسان کا اوسکے کہا لینے کا اور خدا کی نافرمانی کر کے گنہگار ہونیکا کیا مطلب
ہے ج جو تمنے کہا سچ ہے مگر اس مقام پر ایک نہایت مشکل مسئلہ جبر اور قدر کا نہایت خوبی
اور سہل تمثیل سے حل کیا گیا ہے بعضے لوگ کہتے ہین کہ انسان بالکل مجبور ہے اوسکو وہی
باتین کرنی پڑتی ہین جو اوسکے لیے مقرر ہو چکی ہین اور بعضے خیال کرتے ہین کہ وہ خود مختار
ہے اور اپنے تمام افعال پر قادر ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے بعضے کہتے ہین کہ نہ مجبور ہی نہ قادر
ہے بین الجبر و الاختیار ہے جیسے ایک مچہلی والے نے ایک بادشاہ کو مچہلی نذر کرتے وقت اس
خیال سے کہ بادشاہ اوسکا جوڑا نہ مانگے کہا تہا کہ یہ مچہلی مخنث ہے اس مقام پر خدا تعالیٰ کو یہ بات
بتلانی تہی کہ جو قوی انسان کو دی گئی ہین وہ خود اوسکا مالک مختار ہے اور انکو خود کام مین
لا سکتا ہے پس خدا کے منع کرنے اور انسان کا اوسکے کہا لینے سے انسان کا اون قوی پر
جو اوسکو دیے گئے ہین قادر ہونا اور اونکے استعمال کی خود قدرت رکہنا بتایا گیا ہے اور جو کہ اوس

حالت تک پہونچنا اور عقل و تمیز حاصل کرنا انسان پر گناہ ہونیکا سبب ہے اسلیے خدا نے فرمادیا کہ
اوس حالت پر پہونچنے کے بعد آدم گنہ گار ہوا۔ السعید من سعد فی بطن امہ والشقی من شقی فی
بطن امہ نہایت صحیح اور سچا قول ہے جو کچہ اسوقت ہم انسان کی حالت دیکہتے ہو اچہی یا بری یہانتک
کہ نبیون کی نبوت اور عابدون کی عبادت زاہدونکا زہد معشوقون کا حسن عاشقون کا عشق شاعرون
کی شاعری فاسقونکا فسق کافرونکا کفر یہ سب وہ اپنے مان کے پیٹ مین سے لیکر نکلے ہین پس
نبی کو نبوت اور زاہدون کو زہد اور فاسقون کو فسق اور کافرونکو کفر لازمی اور ضروری ہے نہ
کرنے ہوتے رہ ہی نہین سکتا جو شخص جو کچہ اپنی مان کے پیٹ سے لایا ہے وہ اوسی کو گاتا ہے
انبیا یون فرماتے ہین انا نبی و آدم بین الماء والطین سعدا یون کہتے ہین انا سعید و
آدم بین الماء والطین اشقیا کا یہ قول ہے کہ انا شقی و آدم بین الماء والطین اور ہمارا
یہ قول ہے کہ انا احمد و آدم بین الماء والطین — مگر نہ عابد کی نجات عبادت پر ہے اور نہ فاسق
کی درکات اوسکے فسق پر بلکہ انسان کی نجات صرف اسپر ہے کہ جو قوی خداتعالی نے اوسمین
رکہے ہین اور جسقدر رکہے ہین اون سبکو بقدر اپنی طاقت کے کام مین لاتا رہے اگر قوائے
بہیمیہ اوسپر غالب ہین اور قوائے ملکیہ کمزور تو ان کمزور قوی کو بیکار نہ چہوڑے اونکو بہی کام مین لاتا رہے کہ
یہی اون گناہون کا علاج ہے جسکو توبہ اور کفارہ کہتے ہین پس دادا جان خدا کا شکر ہے
کہ ہم بہی ان حقایق و معارف کا بیان آپ کی زبان سے سنتا اپنے مان کے پیٹ سے لیکر
نکلے تہے مگر یہ تو فرمایئے کہ آدم کا زمین پر نایب کرنا اور فرشتونکا تکرار کرنا اور خدا کا آدم کو سب چیزونکے
نام سکہانا کیا معنی — سچ بیٹا زمین موجود ہے انسان موجود ہے دیکہو کہ خدا کی نیابت کسکو
ہے کیسے فرشتے کیسی تکرار یہ تو خطابیات کی قسم سے بیان ہے قوی جسقدر رکہے ہین ہمیشہ وہی
کام کرتے ہین جسکے لیے وہ مخلوق ہین لا یعصون اللہ ما امرہم و یفعلون ما یؤمرون
مگر انسان ہی ایسی مخلوق ہے کہ وہ نیکی بہی کرسکتا ہے اور بدی بہی پس خدا نے اس مقام
انسان کی حقیقت بیان کردی کہ وہ کیسی کیسے سخت گناہون کے کرنے پر قادر ہے مگر اوسی کو
نایب کرنے کی وجہ کو بہی بتایا کہ وہ قابل تعلیم ہے اور اوسکی غلطیان اصلاح کے قابل ہین اور
ایسے اعلی درجہ تک ترقی کرسکتا ہے جہان فرشتون کا بہی مقدور نہین کیونکہ اون مین جو بات ہے

اوس سے زیادہ ترقی کی قوت نہین ہے قَالُوا سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا خدا نے آدم کو تمام
چیزون کے نام اس طرح نہین سکہائے تھے جس طرح انا بچے کو سکہاتی ہے بلکہ تمام چیزونکا
سکہانا وہ ملکہ علم انسان مین ودیعت کرنا ہے اور اسی سے مراد ہے وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا
مگر خدا نے انسان کو حقیقت اشیاء کچہ نہین بتائی صرف اسماء بتائی ہین نہ حقائق اسیواسطے
لفظ اسماء کا فرمایا ہے ــ اور خدا نے جو قصہ آدم کا بیان کیا ہے وہ اصلی حالت فطرت انسانی
کا بیان ہے جسکو اس زمانہ کے حکما نیچر کہتے ہین خود انسان کی فطرت نے زبان حال سے بیان
کیا ہے پس تمام عبادت اور تمام شکر اور تمام انسانیت یہی ہے کہ انسان اپنے تمام قوی کو جو خدا نے
اوسکو دیئے ہین کام مین لاتا ہے اوس طرح جسطرح کام مین لانا صانع کی مرضی ہے اور اوس
مرضی کو انسان پر ظاہر ہونیکا خدا تعالی نے ان لفظون سے وعدہ کیا ہے اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا
فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا
وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ انتہی مجملاً و مختصراً مضمون خط
مصنف بنام سید مہدی علی صاحب ــ میرے پیاری مہدی ــ ابخیال
کرو کہ قرآن شریف مین شیطان کا لفظ یا نام آیا ہے مگر اوسکی حقیقت و ماہیت کچہ بیان نہین
ہوتی ــ البتہ ہم اوسکے کچہ صفات قرآن مجید اور بعض احادیث سے پاتے ہین بڑی صفت
اوسکی جو بمنزلہ ذاتیات کے ہے اور اوس سے گویا اوسکی حقیقت یا ماہیت ــ پائی جاتی ہے
وہ یہ ہے کہ وہ صرف مغوی آدم ہی نہین تہا بلکہ وہ تا قیامت مغوی للانسان علے المعصیۃ ہے
کما قال اللہ تبارک و تعالی قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ اور یہ کہ وہ ہمارے بدن مین
ہمارے خون کے ساتہ پہرتا ہے کما روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشیطان
یجری من الانسان مجری الدم ــ اور یہ کہ وہ ہم مین اور ہماری نماز مین (خواہ نماز کا وجود
موجود فی الخارج سمجہو یا نہ سمجہو) حائل ہوتا ہے کما روی عنہ صلعم ــ الشیطان حائل بینی
و بین صلوتی ــ پس یہی اوصاف حمیدہ ان بزرگ ذات کے ہین جو ہمکو شارع نے بتائے
ہین اور واسطے مراد لینے وجود مستقل کی ثبوت قطعی اور واقعی ہی چاہیے کیونکہ صرف نام سے
وجود خارجی ثابت نہو سکیگا ــ اب ان صفات شیطان کا جو ہمارے پاک خدا اور سچے

بتلاتے ہین ہم اپنے مین اثر پاتے ہین مگر کسی وجود خارجی کو محسوس نہین پاتے بلکہ
معلوم ہوتا ہے کہ ہم مین ایک قوت ہے جو ہمکو سیدہے رستے سے پھیرتی ہے شیطان سمجھکر
اوسکی ڈاڑہی پکڑ لیتے ہین اور زور سے طمانچہ مارتے ہین مگر جب آنکھ کھلتی ہے تو اپنی ہی
سفید ڈاڑہی اپنے ہاتھ مین اور اپنا ہی گال لال دیکھتے ہین - کتاب و سنت سے وجود
خارجی کا ثبوت نہین ہوتا ہے انتہی مختصرا خط ثانی مصنف بنام مولوی مہدی علی صاحب
میرے پیارے مہدی - مین ہمیشہ آپکو کہا کرتا ہون کہ جو خراب اثر مشرقی طریقہ تعلیم کا انسان کے
دل اور طبیعت پر ہوتا ہے اوس سے آپ کبھی ایمن نہین آپ سمجھے ہین کہ نبی آخر الزمان
صلعم کو امی محض کہنے مین کیا حکمت تہی یہی حکمت تہی کہ نیچرل فیض جو اندرونی چشمون کا
جاری رہتا ہے اوسکو کوئی بیرونی چیز مزاحم نہو اور جو کچھ باہر نکلے خالص بے میل
بہی آپ نیچر کے سرچشمہ کے جاری رکھنے پر متوجہ رہا کرین اور جس علم کی نسبت یہ کہا گیا
ہے کہ اَلعِلمُ حِجَابُ الاَکبَر اوسکے پیرو ہرگز نہووین - مجھے یقین ہے کہ آپکا دل یہ بات
کہتا ہوگا کہ لفظ شیطان سے اگر کوئی وجود خارج عن الانسان مراد لیا جاوے تو ضرور قرآن مجید کو
نعوذ باللہ غلط یا خلاف واقع ماننا پڑیگا کیونکہ حقیقت مین کوئی وجود خارجی مغوی للانسان
موجود نہین ہے جو لوگ وجود خارجی کا دعوے کرتے ہین اوسکا اثبات اونکے ذمہ ہے
منکر کی دلیل کو ناقص کہدینا کافی نہین ہے - اور پہلی بسم اللہ قرآن مجید مین لفظ
قال کا بہ نسبت خدا اور فرشتون اور شیطان کے آیا ہے کوئی نہین کہہ سکتا کہ تینون جگہ
لفظ قال اپنے حقیقی معنون مین مستعمل ہے کیونکہ خدا کے قول کو مثل اقوال انسان مرکب من الصوت
والالفاظ کے کوئی یقین نہین کرسکتا اور غالبا اقوال فرشتگان و شیطان کے بہی اس قسم کے
نہونگے پس بمجرد ترک کرنے معنی حقیقی کے جو کچھ آدم و شیطان و فرشتون کی نسبت بیان
ہوا ہے وہ قصہ و حکایت نرہیگا بلکہ صرف خیال رہ جاویگا وما ہو الا ما الہمنی ربی پہر لفظ شجر کا بہی
کیا حقیقت مین وہ للوانی اور گلکسان کا بویا ہوا تہا جب حقیقی معنی مراد نہین ہین تو وہ ایک
تمثیل رہ جاتیگی وما ہو الا ما الہمنی ربی کیا سچ سچ آپ یہ یقین کرتے ہین کہ لفظ فبدت لہما
سوآتہما سے حضرت آدم کی وہ چیز گول گول اور لمبی لمبی دکھائی دینے لگی یا حضرت حوا کی

شرمگاہ — کسقدر رنج وغم کی بات ہے کہ آپ سا آدمی جو مہدی ہذا الزمان ہو مفسرون اور ترجمہ نویسونکی
ایسی بلادت کی پیروی کیا کرے — کیا لفظ سوءۃ کے اور معنی عرب کے زبان مین نہین فی القاموس
السوءۃ الفرج والفاحشۃ والخلیۃ القبیحۃ — زوال حرمت فی التفسیر الکبیر والعورۃ کنایۃ عن سقوط الحرمۃ
وزوال الجاہ والمعنی ان غرضہ من القاء تلک الوسوسۃ الی آدم وذہاب منصبہ الخ اور کیا یہ لفظ اور معنون
مین مستعمل نہین ہوتا ہے اسی سورہ مین آیا ہے — یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری
سوآتکم وریشا ولباس التقوی ذلک خیر ذلک من آیات اللہ لعلھم یذکرون
یا بنی آدم لا یفتننکم الشیطان کما اخرج ابویکم من الجنۃ ینزع عنھما لباسھما ای لباس تقویھما
بدلیل قولہ تعالی ولباس التقوی ذلک خیر لیریھما سوآتھما (ای الخلۃ القبیحۃ التی کانت مستورۃ فیھما)
انہ یراکم ھو وقبیلہ من حیث لا ترونھم انا جعلنا الشیاطین اولیاء للذین لا یؤمنون
ان سب آیتون مین تشبیہ واستعارہ ہے اپنے حقیقی مراد نہین ہین جیسا کہ اور علما نے تسلیم کیا ہے
وما ہو الا بالمعنی جی بھائی مہدی انصاف کرو کہ اگر قران کے یہ معنے لیے جاوین کہ جب آدم و
حوا نے گیہون کے درخت کا پہل کہایا تو انکو اعضاء مخصوصہ دکہائی دینے لگے تو یہ مجبوری کہنا پڑیگا کہ نعوذ باللہ
عالم بالاعلوم ... حضرت کو بہکٹر پولنے ہی نہین آتے چہ جای خدای — کہا گیہون کا کہانا اور
کہان اعضاء مخصوصہ کا دکہائی دینا اور کیا تمہارا دل یقین کرتا ہے کہ خدا مین اور فرشتون مین ایسی
تکرار اور مناظرہ ہوا ہو جیسا کہ الفاظ ظاہری سے سمجہا جاتا ہے ہان اگر وہی معنی ہون تو خدا مین اور
فرشتون مین خدای اور بندگی کا ہیکو ... سے تو تو مین مین ہوئی اگر یہ سچ ہو تو ہمکو اپنے نوکرون
کی شکایت نہین رہیگی کیونکہ خدا کے نوکر ہمارے نوکرون سے زیادہ بڑے ہین اور جب زیادہ
حقیقت جنت و آدم و اکل درخت و سجدہ ملائکہ وغیرہ کے بیان نہین کیے گئے تو پہر آیات کو
نصوص کہنا نہ چاہیے یہ سب مضامین سچ ہین روحانی تربیت حاصل معنی ہے جسطرح
شیطان کا وجود خارجی کوئی شخص خیال کرکے ایک لمبی سینگ مثل شیطان کی دم کی لیکے لاحول
پڑہی اوسیطرح ایک دانا نیچرل اسٹ اوس حقیقت کو خیال کرکے سمجہے کہ وہ سب نیچر انسان کا
بیان ہے جو تخیلی زبان مین بیان ہوا ہے دونون کو قران سے وہی نتیجہ روحانی برابر ملیگا
اگر اسکا نام بدعت ہے تو ہدایت کسکا نام ہے علماء سابقین نے مصلحتا یہ اسرار ظاہر نہین کیے

جناب عالی ... نزول ... الثانی
السوأۃ فرج الرجل والمرأۃ وذلک ...
قال ابن عباس ...

اب وہ زمانہ نہین رہا۔ حقایق اشیا روز بروز معلوم ہوتے جاتے ہین لا ادری کہدینا کافی نہین
ہے اب کسی وحشت کے وقت تیسیر الخط آپکو عیسائیون کی گردن مروڑی مرغی کی نسبت لکھونگا
انتہی مختصراً و محصلاً اقول وباللہ التوفیق جناب لوہترانی نیچرل اسسٹ لاثانی نے جو
یہ تفسیر جدید قرآن شریف کے وہم وخیال سے ایجاد کی جسکی سند نہ کسی حدیث سے ملتی
ہے نہ جمہور امت مرحومہ کے موافق ہے نہ علم حکمت سے مطابق ہے نہ محاورہ اہل لسان
وکتب لغت سے نشان ملتا ہے کچھ ثبوت نہین کہ قوت شیطانی کس قوت کا نام ہے
حالانکہ جسقدر قویٰ ہین سب خادم نفس انسان ہین نہ کوئی سرکشی اور دشمنی کرتی ہے محض
وسوسہ وعداوت روح کسی قوت کا کام ہے۔ جب تک جو ایک قوت مخترعہ کا ثابت نہو
سرے سے تمام خیالات باطل ٹھہر جاینگے۔ اگر یہ معنی مصطلحہ شرعیہ ہین تو کوئی سند پیش کیجیے
مگر یہان ایجاد حضور کا کچھ علاج نہین قیاس فی اللغت بھی ہونے لگا۔ اور جب منطوق آیات
قرانی واحادیث رسول ربانی اور ظاہر الفاظ وسباق وسیاق وتبادر اذہان وطریقہ نظم کلام ہمارے
موافق ہے تو ہمیں یہ کہنا کہ وجود خارجی ابلیس کا ثبوت پیش کرو عجیب بات ہے۔ خیر ہم بھی حلقو
مان لینگے اور آپکی شہادت کا جواب کتاب وسنت سے دینگے مگر یہ بھی خیال رہے کہ آپ صرف
مانع نہین ہین بلکہ اسقدر دعویٰ ہین خود ہی مدعی ہین کہ ملائکہ سے مراد قواے انسانی ہین اور ابلیس
نام ہے ایک قوت کا جو روح سے معادات رکھتی ہے اور جسکا صرف اغواے انسان ہی کام ہے
اور وہ اطاعت آدم سے ہمیشہ باہر ہے اور سجدہ نام ہے اطاعت قوت کا اور سرکشی نام ہے
انکار سجدہ کا وغیر ذالک من الاوہام۔ اور ہم آپ کے ایجاد کو محض باطل اور تفسیر بالراے اور
انکار نصوص کا بیان کرتے ہین تو اپنے دعوے پر آپکو بھی کوئی برہان پیش کرنے چاہیے ورنہ محض
تحکم ومکابرہ بیفائدہ ہے اور یہ بھی ارشاد ہو کہ یہ قاعدہ کلیہ کہان سے نکالا ہے کہ جس چیز کو
آپ حواس بدنی سے معلوم نہ کرسکین وہ معدوم اور وجود خارجی سے محروم ہوتی ہے آخر ملائکہ
اور جن کا وجود خارجی انکار کے لایق نہین ہے وہ کب آپکو محسوس ہوتے ہین۔ اور تبیین الکلام
کے صفحہ ۱۰۱ مین سدرۃ المنتہی کا وجود قول سے قاضی عیاض کے (قال القاضی ان
سدرۃ المنتہی فی الارض) اور حدیث معراج سے قایم کرکے مطابقت توریت سے کی ہے

بلکہ دو نہرین چہوٹی دو بڑی اوسکی جڑ مین سے جاری ہوتی بہی تسلیم کی ہین اگر وہ آپ کی سند مطابق دعوے کے ہوتی تو کسواسطے پیش کیجاتی اور اپنی رای اوسکے خلاف لکہنی منظور ہوتی تو مطابقت توریت مین کوئی اور آیت یا حدیث لکہی جاتی ہان اسقدر تصرف کیا ہے کہ اپنی طرف سے معنی شجر مذکور کی یون لکہی ہے (ای شجر علم الخیر والشر) ہرچند یہ معنی مجرد دعوی کے طور پر ہین اور اوسپر کوئی دلیل نہین لکہی مگر اتنا خیال کر لینا واجب تہا کہ پہر اوسکی جڑ مین سے فرات اور نیل وغیرہ کہان سے آنکلیں اور مضمون حدیث معراج سے کیونکر تطابق ہوگا جسمین اوسکے پہل اور پتے بہی موجود ہین لا محالہ تاویل علیل سے کچہ کام نہین نکلے گا اور وجود فی الخارج ماننا پڑیگا اب ارشاد فرمایئے کہ بخاری کی حدیث المعراج کو کیا سمجہ کر بحث متضمن کیا تہا جسکے الفاظ نقل کیے ہین ورفعت الی سدرۃ المنتہی فی اصلہا اربعۃ انہار نہران باطنان ونہران ظاہران فسئلت جبرئیل فقال اما الباطنان ففی الجنۃ واما الظاہران فالفرات والنیل اس حدیث کا ترجمہ جناب نے یون لکہا ہے رسول خدا نے فرمایا کہ مجکو سدرۃ المنتہی کیا یا گیا اوسکی جڑ میں (یعنی جہان وہ ہے) یہ لفظ یعنی جہان وہ ہے باقرار جناب مخاطب کے وجود خارجی پر دال ہے خواہ اوسکو افلاک پر ٹہراوین خواہ موافق قول قاضی عیاض کے اوسکی اصل زمین پر بتاوین) چار نہرین ہین دو نہرین چہوٹی ہین اور دو نہرین بڑی ہین پہر پوچہا مین نے جبرئیل سے پس کہا اونہون نے کہ چہوٹی نہرین باغمین ہین اور بڑی نہرین ہین فرات اور نیل بلفظہ اس مقام پر مین یہ عرض کرتا ہون کہ باطنان وظاہران کا ترجمہ چہوٹی اور بڑی اور جنت کا ترجمہ مطلق باغ حضرت نے اسواسطے کیا ہے کہ توریت کی اس عبارت سے مطابقت ہوجاوے اور اوگایا خدای معبود نے زمین سے ہر درخت اچہا دیکہنے مین اور ستہرا کہانے مین اور درخت زندگی کا بیچ مین باغ کے اور درخت پہچان بہلائی اور برائی کا اور نہر نکلی عدن سے واسطے سینچنے باغ کے اور وہین سے الگ ہوکے ہوئین چار دہارین بلفظہ اگرچہ باطن وظاہر کا ترجمہ غلط کیا ہے اور معراج کا قصہ اور جبرئیل سے پوچہنا جو معنے حقیقی پر اشارہ کرتا ہے اوس سے بہی چشم پوشی کی ہے مگر یہان متعلق ناسخن فہ کے ہمارے واسطے حجت قائم ہے کہ اس قسم کے موجودات خارجیہ تسلیم کیے گئے ہین جنکو جواہر

نزدیک وہ بہی جنت دار الثواب ہے تا تفسیر کرین سکا القول الثالث وہو قول جمہور صحابنا ان ہذہ الجنۃ ہی دار الثواب الخ ۱۲ منہ

بشری سے خواہ جغرافیہ خواہ دلیل عقلی سے جناب عالی ثابت نہیں کر سکتے ہیں لامحالہ جو کچھ
جواب اسکا مجکو عنایت ہوگا وہی بحث ابلیس میں کافی ہوگا فتدبر ولا تکن من الغافلین —
علاوہ اسکے ہم نہیں تسلیم کرتے ہیں کہ واسطے ثبوت وجود خارجی کے حس بصر شرط ہے بلکہ
جائز ہے کہ اگر مخبر صادق کی تصدیق سے اور خود خالق ابلیس کے ارشاد سے ثابت ہو جاوے کہ
شیطان وجود خارجی رکھتا ہے تو اہل اسلام کے واسطے کافی ہے کیونکہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے
کہ خالق مطلق نے کل اشیاء مخلوق کا علم ہمکو دیا ہے اور ہر شے اس قابل کر دی ہے کہ ہم اوسکو
اپنے حواس سے دیکھ سکتے ہیں بلکہ سچا یہ قول ہے لَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ
وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ۞ جب صاف صریح وجود ابلیس کا قرآن شریف اور احادیث
میں ارشاد ہو گیا ہے اور اوسکو ایسا تسلط دیا گیا ہے کہ وہ ہمکو اغوا کر سکتا ہے اور ہم اغوا کی
حالت کو اپنے میں دیکھتے ہیں تو کیا ضرور ہے کہ تحریف معنوی آیات و احادیث پر کمر باندھیں
اور ایسے فلسفی بنکر بیٹھیں کہ جو چیز نظر نہ آوے یا اوسکو لمس مس نکر سکیں اوسکے وجود سے ہی
منکر ہوتے چلے جاویں ورنہ قرآن شریف معاذ اللہ معما ہو جائیگا اور کوئی آیت متعلق احکام
حلال و حرام و معاد وغیرہ بھی ایسی نہ رہیگی کہ معنی مجازی ساتھ تاویلات و تخیلات کے قائم نکر دی
جاویں — کما یعلم الفطین البصیر — اس مقام پر مجکو یہ بھی عرض کرنے کا موقع ہے کہ حدیث معراج
کو جناب مخاطب نے قبول کر کے اپنی سند میں پیش کیا ہے تو ضرور ہے کہ اوسکا پورا مضمون
تسلیم فرماوینگے پھر تو اونکی تقریرات میں سے کتنے مسئلے خود باطل ہو جاوینگے لہذا اسلیے مختصراً وہ
حدیث معراج — مشکواۃ شریف سے نقل کی جاتی ہے — عن قتادة عن انس بن مالك
عن مالك بن صعصعة ان نبي الله صلى الله عليه وسلم حدثهم عن ليلة اسري به
قال بينما انا في الحطيم وربما قال الحجر مضطجعا اذ اتاني آت فشق ما بين هذه
الى هذه يعني من ثغرة نحره الى شعرته فاستخرج قلبي ثم اتيت بطست من
ذهب مملوءة ايمانا فغسل قلبي ثم حشي ثم اعيد وفي رواية ثم غسل
البطن بماء زمزم ثم ملئ ايمانا وحكمة ثم اتيت بدابة دون البغل
وفوق الحمار ابيض يقال له البراق يضع خطوه عند اقصى طرفه فحملت

علیہ فانطلق بی جبریل حتی اتی السماء الدنیا فاستفتح قیل من ھذا
قال جبریل قیل ومن معک قال محمد قیل وقد ارسل الیہ قال نعم قیل مرحبا
بہ فنعم المجیئ جاء ففتح فلما خلصت فاذا فیھا آدم فقال ھذا ابوک
آدم الی قولہ ثم صعد بی حتی اتی السماء الثانیۃ فاستفتح الی قولہ ثم صعد بی
الی السماء الثالثۃ فاستفتح الی قولہ ثم صعد بی حتی اتی السماء الرابعۃ فاستفتح
الی قولہ ثم صعد بی حتی اتی السماء الخامسۃ فاستفتح الی قولہ ثم صعد بی
حتی اتی السماء السادسۃ فاستفتح الی قولہ ثم صعد بی الی السماء السابعۃ
فاستفتح الی قولہ ثم رفعت الی سدرۃ المنتہی فاذا نبقھا مثل قلال ھجر
واذا ورقھا مثل آذان الفیلۃ قال ھذا سدرۃ المنتہی فاذا اربعۃ
انھار نھران باطنان ونھران ظاھران قلت ما ھذان یا جبریل قال
اما الباطنان فنھران فی الجنۃ واما الظاھران فالنیل والفرات ثم رفع
الی البیت المعمور ثم اتیت باناء من خمر واناء من لبن واناء من
عسل فاخذت اللبن فقال ھی الفطرۃ انت علیھا وامتک الخ متفق علیہ

اس حدیث سے جو حضرت مخاطب نے سند توافق تورات مین ساتھ ملت
اسلام کے پیش کی ہے ثابت ہوا کہ حضرت رسول مقبول صلعم لیٹے ہوئے
تھے کہ ناگہان آیا انکے پاس فرشتہ پہر چیرا اوسنے گڑہے سے
حلق کے زیر ناف تک پہر نکالا دل کو پہر فرمایا حضرت نے کہ لایا گیا باہر بیچ
لگن سونیکا بہرا ہوا ایمان سے پہر دہویا گیا دل میرا پہر بہرا گیا دل میرا پہر اصلی جگہہ پر رکہا گیا۔ اور ایک
روایت مین ہے کہ پہر دہویا گیا پیٹ یعنے اندر کی چیزین زمزم کے پانی سے پہر بہرا گیا ایمان و
حکمت سے پہر لایا گیا میرے پاس ایک جانور نیچا خچر سے اور اونچا گدہے سے سفید رنگ کہا جاتا تہا
براق رکہتا تہا قدم نزدیک تمام ہونے نگاہ کے پہر سوار کیا گیا مین اوسپر پہر لیگیا مجکو جبرئیل یہان تک
کہ آیا نیچے آسمان دنیا کو پہر کہلوانا چاہا جبرئیل نے دروازہ آسمان کا اوسکے دربانون سے اونہی
پوچہا کون ہے کہا جبرئیل نے کہ مین ہون جبرئیل کہا اونہے کون ہے تیرے ساتھ کہا محمد صلعم

نہین کہا فرشتون نے کیا تمہارے ساتھ آتے ہین بلاتے ہوئے کہا جبرئیل نے ہان کہا فرشتون نے
مرحبا محمد صلعم کو پھر کہا فرشتون نے کیا اچھا آنا آیا پھر جب داخل ہوا مین آسمان مین تو ملاقات کی
آدم علیہ السلام سے اور اونکو سلام کیا اسی طرح ہر ایک آسمان مین داخل ہوکر وہی گفتگو دربانون سے کرتے
ہوئے اور انبیا علیہم السلام سے ملاقات کرتے ہوئے سدرۃ المنتہی تک پہونچے جسکے پھل ہجر کے
مٹکون کے برابر تھے اور پتے اوسکے ہاتھی کے کانون کے برابر تھے ناگہان وہان چار نہرین نظر آئین
دو نہرین چھپی ہوتی اور دو ظاہر کہا جبرئیل نے یہ دو نہرین چھپی ہوتی بہشت مین ہین اور دو نہرین
ظاہر نیل اور فرات ہین پھر کہا گیا مجکو بیت المعمور پھر لایا گیا میرے لیے ایک برتن شراب کا
دوسرا دودہ کا تیسرا شہد کا پھر اختیار کیا مین نے اونمین سے دودہ کو تب کہا گیا مجھے کہ یہی
فطرۃ اور تیری امت کی ہے الی آخر القصہ ——— اب خاکسار یہ التماس کرتا ہے کہ شق
صدر حضرت کا اور براق کا وجود خارجی اور وجود سات آسمانونکا اور انہین ہونا دروازون کا اور
نہین ہونا دربانونکا اور وجود سدرۃ المنتہی کا اور انہین سے دو نہرونکا بہشت مین جانا اور
دو نہرونکا دنیا مین آنا اور بیت المعمور کا وجود خارجی ہونا دلالت الفاظ سے بخوبی ظاہر ہوا
پھر وجہ انکار کی کوئی نہین رہی اور جب حضرت مخاطب نے سدرۃ المنتہی کا وجود خارجی
تبیین الکلام مین مان لیا گو اوسکی جڑ زمین مین موافق قول قاضی عیاض کے تسلیم کی ہو
تو اب کس منہ سے دعوی کرتے ہین کہ حواس ظاہری سے جو شے محسوس نہو وہ معدوم محقق
ہے قاعدہ کلیہ اونکا باطل ہوگیا اور بعد تسلیم حدیث کی صحت حدیث مین بھی کلام نہ رہا بجز
سواے اسکے تشبیہات و استعارہ و محاورات متعلق وجود افلاک و بیت المعمور و براق
و انہار جنت و شق صدر وغیرہ کی اپنے خیالات سے بنائے جاوین اور کچھ چارہ نہین رہا تو ہمکو بہار
جناب مخاطب خدانخواستہ ایسے متعصب نہین ہین گے کہ حق پسندی کو چھوڑ دینگے غالبا اپنے
اصرار و سخن پروری سے باز آوینگے اور آیات و حدیث کو ہرگز معاوضہ جیستان نہ بتاوینگے انشاء اللہ تعالی
——— اور اب ہمارا یہ بھی سوال ہے کہ قرآن شریف مین جو قصہ یاجوج ماجوج کا مذکور ہے اوس قسم کی
تفصیل آپ کے پاس کسی مشاہدہ مین آئی ہے یا کتب جغرافیہ مین کہین دیکھی ہے شق اول مین
ضرور ہے کہ ثابت کیجیے اور شق ثانی مین اقرار کرنا پڑیگا کہ جو چیز حواس انسانی سے نظر نہ

وہ معدوم الحقیقت اور وجود خارجی سے خارج نہیں ہوتی۔ اور الشجرۃ الملعونۃ فی القرآن
بھی کیا آپ نے دیکھا ہے اور اوسکے باب مین کیا ارشاد ہے **فائدہ** مجکو خیال ہوتا ہے
کہ جناب شیخ تاب جب کوئی مفر نہ دیکھینگے تو وجود افلاک کے انکار پر فلاسفہ جدید اہل یورپ کی
تقلید پر آمادہ ہونگے گو تقلید ایمہ دین کو ضلالت اور اندہا پن سمجھتے ہین مگر اہل یورپ جو کچھ فرماتے ہین وہ
بسر و چشم قبول کر لیتے ہین خواہ اونمین اختلاف بھی موجود ہو اور خود بدولت نے بھی اونکے
دلائل پر علم قطعی حاصل نکیا ہو۔ راوی معتمد سمجھکر قرآن وحدیث سے اعراض کر جاتے ہین
لا محالہ یہی ارشاد ہوگا کہ مسٹر گلیلیو جو کچھ لکہ گیا ہے آمنا بہ اور بے تکلف حدیث معراج مین کلام
کرنے لگین گے۔ اور یقین الکلام ہے کہ قرآن سے بھی دور بہاگین گے۔ حالانکہ میری دانست مین
فلاسفہ جدید کا یہ حال ہے کہ وہ نظام شمسی مین دو قسم کے خیالات رکھتے ہین یعنی جسقدر علم ہندسہ
سے قرب و بعد باہمی کواکب کا اور اونکا قطر وغیرہ دریافت کیا ہے متاخرین اوسکو قطعاً تسلیم
کرتے ہین اور افلاک کے باب مین اونکا اسی قدر قول ہے کہ ہمکو دوربین کے ذریعہ سے
نظر نہین آتے ہین پھر بھی بعض فلاسفہ کواکب ثوابت کے ساتھ آسمانون کو مانتے ہین مگر
سیارون سے بے علاقہ جانتے ہین اور دوربین کے اعتماد سے خود مسٹر گلیلیو نادم اور حیران
ہوگیا تھا جب شیشون کی غلطی دیکھی تو گھبرا گیا تھا اور اپنی غلطی کے ظہور سے ڈرتا تھا جب خود
اوس حکیم فلسفی کا یہ حال ہے تو محض اوہام وظنون فلاسفہ جدید پر تکیہ کرنا اور اوس مسئلہ کو مان لینا
جسکی قطعیت ابتک ثابت نہین ہوئی۔ اور اوسکے مقابلہ مین کلام الہی واحادیث نبوی سے
ہاتھ دہو بیٹھنا کسقدر ناعاقبت اندیشی ہے ممکن ہے کہ آیندہ بذریعہ کسی ایجاد دوربین کے
حکماء یورپ وجود افلاک کے قائل ہو جاوین تو یہ تفسیر آیات بینات قرآنی کے جواب کی
کی گئی ہے کہان جائیگی گویا یہ نتیجہ نکلیگا کہ قرآن شریف کے معنے بیان کرنا منحصر اہل یورپ کی
مرضی پر ہے جدہر وہان کی ہوا پہرے اودہر یہان ایمان بھی پہرنے لگے ہین اس مقام پر خیال
کرتا ہون کہ حضرت مخاطب شاید میرے اس قول کی تصدیق مین تامل کرنے لگین سکے کہ گلیلیو
وغیرہ کا جو حال بیان ہوا وہ کسی کتاب علم ہیئت سے ثابت بھی ہے یا نہین لہذا مجکو ضرور
ہوگا کہ عبارت انگریزی کتاب کی مع ترجمہ حضور اعلی مین پیش کر کے دکھا دون بات تو یہ ہے

کتاب اول رسالہ ہیئت مولفہ مسٹر چیمبر صاحب مین مکتوب سوم جو مسٹر
گلیلیو صاحب نے بنام ولسر کے مورخہ ۴ دسمبر ۱۶۱۲ء لکہا ہے صفحہ ۱۲۳
باب ۱۲۲ مین ہے اور وجہ اوسکے لکہنے کی یہ ہوئی ہے کہ اوسکو پہلے بذریعہ دوربین
کے معلوم ہوا تہا کہ زحل بشکل بیضاوی ہے اور گرد اوسکے دو چہوٹے چہوٹے
ستارے ساتہ ہین بعدہ ملاحظہ ثانی سے غلطی ملاحظہ اول مین باقی تہی
وہی زحل ستارہ بشکل مستطیل نظر آیا اور دونو ستارے چہوٹے چہوٹے معدوم
تہے تب وہ نہایت حیرت کے ساتہ یہ لکہتا ہے کہ بہ نسبت ایسے تبدیل
عجیب کے کیا کہون کیا یہ دو چہوٹے ستارے مثل نقاط آفتاب کے معدوم ہو گئے
یا شاید زحل نے اپنے دونون بچون کو کہا لیا یا یہ ہیئت محض وہمی و فریب
تہی جو ایک دوربین کے شیشون نے مجہکو اور دوسرونکو جنہین مین نے دکہایا تہا
دہوکے مین رکہا ہے اب شاید وہ وقت آپہونچا کہ جو لوگ تجربات جدیدہ کو محض
مغالطہ اور غیر ممکن الوجود ثابت کرنے مین کوشش کرتے ہین انکی سوکہی ہوئی
امید سرسبز ہو جاوے ایسی حیرت انگیز نادر غیر متوقع حالت مین اب مین کیا کہون
تنگی فرصت اور غیر متوقع واقعہ اور ضعف فہم اور خوف غلطی نے مجہکو سخت گہبرایا
ہے انتہی محصلہ اور طرفہ یہ کہ دوربین کے ذریعہ سے جو دو ستارے زحل کے پاس ٹہرائے
گئے تہے بعد پچاس برس کے معلوم ہوا کہ وہ ستارے ہی نہ تہے تب یہ مان لیا گیا کہ وہ حلقے
زحل کے نور کے ہونگے جو کبہی نظر آتے ہین اور کبہی غائب ہو جاتے ہین اور گفتگوی اول
و دوم بحث علم ہیئت مندرجہ کتاب سوال و جواب مسٹر چوائس صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴
سینتی فک ڈایلاک بہی ملاحظہ کیجیے جسکا ترجمہ بطور حاصل معنی کے برعایت الفاظ یہ ہے
سوال کیا ثوابت کبہی اپنی جگہہ سے نہین ہلتے ہین جواب باعتبار آسمانون کے وہ گرد
قطب کے متحرک معلوم ہوتے ہین لیکن باعتبار مواقع آلیس کے ایک ہی جگہہ پر وہ ہمیشہ قائم ہین
اسیواسطے انکو بمقابلہ سیارات کے جنکی جگہہ بہ نسبت ثوابت کے اور نیز بہ نسبت آلیس کے بدلا کرتی
ہین ثوابت کہتے ہین سوال مجہے شک نہین کہ قطب شمالی کے معلوم کرنے مین سید اکثر

آنے سے دقت کم ہوگی جواب مین اوسکو اور دوسرے ستارون کی جو شبہ گذشتہ مین بتاتے ہین
بخوبی دریافت کرونگا اگر اونکی جگہہ بدلی ہوگی وے بہ نسبت یکدیگر کے ہمیشہ ایک ہی مقام پر قایم
ہین گو اونکے مقامات باعتبار آسمانون کے باوقات وایام مختلفہ متبدل معلوم ہوتے ہین فقط
اتنا تو ظاہر ہو گیا کہ فلاسفہ جدید کو اپنی دوربینون کے ذریعہ سے دیکھنے پر قطعی جزم و یقین نہین
ہے اور وہی خود ہی غلطیان پاتے ہین اور اپنے تقریرات سے شرمندہ ہین اور بعض فلاسفہ ایسے
بھی ہین کہ ابتک حرکات ثوابت کے متعلق وجود افلاک سے انکار نہین کرتے پس جبکہ حال
ہے تو کل مسائل ہیئت جدیدہ کے مانند اصول موضوعہ اقلیدس کے قطعی ٹھہرالینا عبث ہے
کیونکہ منطوق آیات قرآنی واحادیث رسول ربانی سے اعراض کیا جاوے مجکو ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ حکماء جدید کو وجود و عدم افلاک مین زیادہ بحث نہین ہے وہ استقدر کہتے ہین کہ جو شیشون کے
ذریعہ سے ابتک نظر نہین آئے ہین اسواسطے ہم اقرار وجود کا نہین کرتے ہین مگر مین یہ کہتا ہون
کہ ہمیشہ ایجاد جاری ہے اور نئے نئے شیشے دوربین کے بنتے جاتے ہین کئی سال پہلے استقدر
ستیارے دوربینون سے نظر نہ آتے تھے جو بعدہ معلوم ہونے لگے اسیطرح اگر کسی وقت مین افلاک
بھی نظر آنے لگین توکیون ناامید ہونا چاہیے یا یہ خیال کرنا لازم ہوگا کہ افلاک محض شفاف ہین شعاع
اور چمک دمک نہین رکھتے ہین جو مثل ستارون عکس اونکا آنکہہ مین پڑے دیکھو ہوا اگرچہ استقدر
شفاف نہین ہے توبھی دوربین سے نظر نہین آتی ہے پھر کیا ضرور ہے کہ دوربین سے نظر
نہ آنے کو قطعی مان لیا جاوے اس مقام پر ہم یہ کہنا بے موقع نہین سمجھتے ہین کہ ہماری کتاب
آسمانی مین صرف وجود افلاک کا ذکر ہے الا یہ بیان نہین ہے کہ افلاک مین ستارے جڑے ہوئے ہین
یا نہین پس اگر ہیئت قدیمہ کو مانا جاوے تب تو وجود افلاک مین کلام ہی نہین ہے باقی رہی ہیئت
جدیدہ اوس سے بھی تکذیب قرآن کی نہین ثابت ہوتی ہے کئی وجہ سے اول قرآن شریف قطعیات
مین ہے اور دوربین سے نظر آنا خود ہی محل بحث و نظر ہے بانی مبانی علم ہیئت جدیدہ کا اوسکی
نسبت آزمائی کرتا ہے جیسا کہ ہم لکھ چکے اور بعض فلاسفہ قطعاً منکر بھی نہین ہین دوم اسوقت
تک نظر نہ آنے سے لازم نہین آتا کہ آیندہ بھی امید منقطع ہے کیونکہ بہت سے سیارے پہلے
معدوم سمجھے جاتے تھے اور بعدہ معلوم ہو گئے سوم کیا ضرور ہے کہ افلاک مین ستارے جڑے ہوئے ہون

جائز ہے کہ سیارے موافق نظام شمسی جدید کے گردش کرتے ہوں اور فلک کی حرکت کے تابع نہوں
ہیئت قدیمہ کی تصدیق یا تکذیب قرآن میں کہاں مذکور ہے چہارم جائز ہے کہ زمین ساکن ہو
اور آفتاب اوسکی گرد گردش کرے کوئی استحالہ عقلی نہیں ہے یا ممکن ہے کہ زمین گرد آفتاب کی
گردش کرے دونوں حالتوں میں اختلاف فصول کا اور واقع ہونا خسوف کسوف کا اور تقسیم اقالیم
کی و کمی بیشی مدت لیل و نہار کی یکسان نتیجہ ہے اور یہہ جب قرآن میں زمین کی حرکت و سکون کا تذکرہ
نہیں ہے تو ہیئت جدیدہ سے کیا نقصان قرآن میں آتا ہے اور قرآن شریف کب بتاتا ہے کہ آسمان
میں ثوابت جڑے ہیں اور وہ نہ زمین ساکن کے گرد ۲۴ گھنٹے میں گردش کرتا ہے جائز ہے
کہ ثوابت جڑے ہی ہوں اور زمین پورب سے پچھم کی طرف اپنے مرکز پر گھومتی ہے اور گردش
افلاک بمنزلہ گردش زمین ہو اور جائز ہے کہ افلاک فوق حقیقی اور منتہی تمام عالم اجسام کے ہوں
اور محدد جہات ٹھہریں اور تمام کواکب سے فوق رکھتے ہوں جہاں تک دوربین کام نہیں کرتی
ہے پہر کیا وجہ ہے کہ استحالہ عقلی وجود افلاک پر قائم کر لیا جاوے فلک اول میں قمر اور چہارم
میں شمس کا جڑا ہوا ہونا قرآن میں نہیں آیا ہے اور جائز ہے کہ تمام ہیئت جدیدہ آئندہ غلط نکلے
جیسے ہزارہا برس کی ہیئت ایک دم سے چند نظر بازوں نے غلط بتادی ہے کیا آئندہ دوربین
سے دیکھنے والے نہ پیدا ہونگے ہمارے واسطے خالق الارض والسموات کی گواہی کیا کم ہے
جو ہم فلاسفہ جدیدہ کا منہ تکتے رہیں اون سے پوچھہ پوچھہ کر قرآن کے معنی بدلتے رہیں الحاصل مجرد
وجود افلاک کا اور انکا گردش کرنا اور اونکے متعلق باعتبار حقیقت جصص کرہ کے کواکب کا بشکل
بروج واقع ہونا اور اونکے جسم کا قابل انشقاق و انفطار ہونا ہرگز ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ بعد تسلیم
ہیئت جدیدہ کی بہی وجود افلاک سے انکار کرنیکی ضرورت ہو خواہ مخواہ اوسکو یا قرآن شریف کو معاذ اللہ
غلط قرار دیا جاوے شاید کوئی یہہ خیال کرے کہ قرآن میں گہومنا سورج اور چاند کا بہی مذکور ہے زمین
یہ تو مخالف ہیئت جدیدہ کا ہو تو ہم کہتے ہیں ہرگز مخالف ہیئت جدیدہ یا قدیمہ کی نہیں ہے قدیمہ سے
تو اب کچھ بحث نہیں ہی رہ گئی جدیدہ اوسمیں ثابت ہے کہ قمر گردش کرتا ہے اور اوسکی گردش
ایک مقدار معین سے کے طور پر ہوتی ہے باقی رہا شمس اوسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ
اپنے مرکز پر گہومتا ہے پندرہ روز میں اوسکا دورہ ختم ہوتا ہے کیونکہ چند داغ سیاہ جو اوسکے

جسم مین ہین پیدا ہوین روز نظر آتے ہین اور بعض کا قول یہ ہے کہ شمس مع تمام نظام شمسی کے تابع حرکت دیگر شموس کا ہے جنکا عکس بہ سبب بُعد کثیر کے ابتک زمین پر نہین پہونچا ہے بہر حرکت و دورہ شمس کا ہر حال مین مان لیا گیا ہے گو زمین کے گرد گھومنے مین رہے اختلاف ہے اور کثرت رای عدم کی طرف گئی ہو پس وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا کسی طرح غلط نہین ہو سکتا نہ ہیئت جدیدہ سے نہ ہیئت قدیمہ سے — چونکہ یہ رسالہ بحث افلاک تمام کرنے کے لایق نہین ہے ما نحن فیہ دوسری بات ہے لہذا اولاً علم ہیئت پر پورے بحث کرنیکا محل موقع نہین ملا ہے انشاء اللہ کسی علحدہ رسالہ مین بشرط فرصت لکھنے کا ارادہ ہے —

اوربطول تقریر کو اسقدر مختصر مضمون پر ختم کرتا ہون — کہ جناب مخاطب کو ہر گز بجز نہین دیتا کہ بعد تصنیف تبئین الکلام کے وجود افلاک سے پہلا قیا ہوا وغیرہ مرادلی سکین گو اپنا مذہب بھی بیان کر چکے ہین کہ آسمان سے مراد پہلاو ہے مگر خود ہی یہ بھی لکھہ چکے ہین کہ ہوا اور کواکب سے علحدہ خدا نے افلاک بناتے ہین جیسا کہ ترتیب سے ظاہر ہے جب یہ حال ہے تو کواکب کو خواہ ہوا کو خواہ ابر کو یا وسعت محفیہ کو فلک ٹھہرانا محض تحکم ہوگا اَلْمَرْءُ يُؤْخَذُ بِإِقْرَارِهِ ——— اور مولوی سید مہدی علی صاحب کی تفسیر متعلق افلاک کی نسبت آمنا و صدقنا کیونکر پکار ینگے خود تو یہ فرما چکے ہین کہ کتب سماویہ سابقہ پر میرا مضبوط اعتقاد ہے اور توریت کی تفسیر کو ملت اسلام سے مطابق کرنے پر کوشش کر چکے ہین اب مین تبئین الکلام کے صفحہ ۳۰ کی عبارت لکھتا ہون وہی ہذہ — جب عالم شہادت اوسنے پیدا کرنا چاہا تو سب سے پہلے پانی پیدا کیا پھر اندھیرا پھر نور پھر ہوا پھر آسمان پھر زمین پھر نباتات پھر سورج چاند ستارے پھر حیوانات پھر حضرت انسان اور یہی مذہب — عالم شہادت پیدا ہونے مین ہم مسلمانون کا ہی انتہی بلفظہ — اب مین عبارت انگریزی سند لہ اپنی بعینہ لکھتا ہون *

Chamber's Descriptive Astronomy, Book I, Chapter XI, Page 123.

Copy of Gablio's 3rd letter to Welsor, Dec. 4, 1612.

WHAT is to be said concerning so strange a metamorphosis? Are the two lesser stars consumed after the manner of star spots? Have they vanished or suddenly fled? Has Saturn perhaps devoured his own children? Or were the appearances illusion or fraud, with which the glasses have so long deceived me, as well as many others to whom I have shown them? Now perhaps is the time came to revive the well-nigh withered hopes of those who quitted by more profound contemplations, have discovered the fallacy of the new observations and demanstrated the utter impossibility of their existance. I do not know what to say in a case so surprising, so unlooked for, and so novel. The shortness of the time, the unexpected nature of the event, the weakness of my understanding, and the fear of being mistaken have greatly confounded me.

Scientific Dialogues, by Rev. J. Joyce,

Astronomy. Conversation II, Page 103.

JA.—But do they never move from their place.

FA.—With respect to the whole heavens they seem to move round the polar star; but they always remain in the same apparent relative position with respect to each other. Hence they are called fixed stars, in opposition to the planets, which like our earth are continually changing their places both with regard to the fixed stars, and to themselves also.

Conversation III, Page 104.

FA.—I have no doubt that you will have very little difficulty in discovering the north polar star soon, as we go into the open air.

JA.—I shall at once know where to look for that, the other stars which you pointed out last night if they have not changed their places.

FA.—They always keep the same position with respect to each other, though their situation, with regard to the heavens will be different at different seasons of the year, and in different hours of the night.

بعد فارغ ہونے کے بحث افلاک سے شاید ہمارے جناب مخاطب کو یہ شبہ باقی رہے
کہ زمین کا گرد آفتاب کے گھومنا صحیح ہے اس سبب سے ہئیت قدیمہ خواہ وجود افلاک
مین پھر بھی تردد کا مقام ہے ہم کہتے ہین کہ تمام بحث علم ہئیت لکھنے کا موقع اس رسالہ مین
نہین ہے لہذا جیسے چاہیے تقریر جامع و مانع کسی دوسرے رسالہ مین لکھ سکتے ہین الا
ایک سوال کیا جاتا ہے پہلے اسکا جواب شافی تجویز کر لیا جاوے اوسکے بعد حرکت
سالانہ ارض پر گفتگو کا مضایقہ نہین یعنی یہ امر مسلم ہے تمام حکما جدید کے نزدیک
ادجو حرکت ارض کے قائل ہین کہ قوت کشش شمس کی اور قوت بھاگنی زمین کی آپس مین غالب
و مغلوب نہین ہین ورنہ ضرور ہوتا کہ یا تو زمین بحرکت مستقیمہ شمس سے دور بھاگ جاتی یا
شمس اپنی قوت سے زمین کو بلا لیتا اور یہ بھی وہ تسلیم کرتے ہین کہ جو حلقہ زمین کی گردش
کا گرد آفتاب کے ہے وہ مدور اور کروی نہین پڑتا ہے بلکہ بیضاوی پڑتا ہے ہم
کہتے ہین کہ قوت جاذبہ شمسی قریب و بعید سے مساوی نہین رہ سکتی کما لا یخفی تو ضرور ہے
کہ اگر زمین گرد شمس کی حرکت سالانہ کرتے ہو حلقہ اوسکے دورہ کا ٹھیک گول واقع ہو جیسا
کہ ہر طرف سے آفتاب گول ہے مگر جب ایسا نہین ہوگا اور بیضاوی مان لیا گیا ہے تو
جسوقت زمین اوس گوشہ وسعت کی طرف جائیگی جو بہ نسبت سابق کے شمس سے بعید
واقع ہے تو اوسقدر قوت جاذبہ شمسی نہ رہیگی جو قریب مین تھی اور زمین کی قوت بھاگنی
کے جو مستقیم ہے غالب آویگی پھر کوئی وجہ نہین ہے کہ زمین بلا تفاوت مدت دورہ کے
اور بغیر تبدیل کیفیت سرعت و بطوء حرکت کے دائرہ بیضاوی قبول کرکے پھر اپنے
تئین گرد شمس کے بمجبوری لاوے اور اپنی حرکت طبعی چھوڑ دی بلکہ سیدھی بھاگ جائیگی اور
پھر شمس کے پاس کبھی نہ آئیگی اس شبہہ کا جواب کتاب علم ہئیت مولفہ ہرشل صاحب و
چمبر صاحب و لوٹن صاحب وغیرہ مین جو اسوقت میرے پیش نظر ہین ایسا بھی نہین
ملا کہ مین اوسکا ذکر بیک کرون لہذا مین نہین تسلیم کرتا ہون کہ زمین کی حرکت سالانہ کا
دعوی کسی برہان قطعی سے ثابت کیا گیا ہے اور میری سند المنع کا رفع کرنا بھی مدعیان
حرکت سالانہ ارضی پر واجب ہے اس مقام پر یہ مت خیال کرو کہ گو حرکت سالانہ ثابت

نہو سکے مگر حرکت ہر روزہ پورب کی طرف پچہم سے اب تک غیر مخدوش ہے — ہم یہ کہتے ہین کہ
جب سارا قصہ نظام شمسی کا غارت ہوگیا تو پہر حرکت روزانہ کس طرح درست ہوگی اور نئی
ہیئت ایجاد کرنی پڑیگی خیر پہلے سالانہ حرکت کا ثبوت ہم دیکہتے ہین اوسکے بعد پوچہہ لینگے کہ حرکت
روزانہ طبعی ہے یا قسری ہے یا ارادی ہے اور اوسکی وجہ کیا ہے اور نظام شمسی پہر کیونکر
صحیح ٹہریگا فتدبر — الحاصل جو لوگ صرف افلاک کے معنی بُعد مجرد یا پہلاو کے لیتے ہین
اونکو اوس مضمون کے طرف بہی خیال رہے جسکے واسطے قرآن مجید مین فرمایا گیا ہے
یَوۡمَ نَطۡوِی السَّمَآءَ کَطَیِّ السِّجِلِّ لِلۡکُتُبِ الآیہ وغیر ذالک من الآیات حضور والا پہلی
ہیئت کے ہر مسئلہ جدیدہ کو تو برہان سے قطعی کر دکہاوین اوسکے بعد قرآن مین معنی پہناوین
اور آسمان و زمین کے قلابے ملاوین — علم مساحت و علم ہندسہ کے ذریعہ سے جسقدر
قرب و بعد آپس کا اور مدت ستارون کی گردش کے بعض حالات مین حکماء جدیدہ نے
بیان کیئے ہین وہ تو اس قابل ہے کہ اوسپر بحث کیجاے باقی جو احتمالات محض قایم کیئے ہین
مثلاً ایک شمس کا مع کل نظام شمسی کے تابع ہونا حرکت شمس ثانی کا اور اوسکا ثالث کا
اور اوسکا رابع کا الی غیر النہایت — یا حرکت شمس کی ارادی ہونے یا قسری ہونے وغیرہ
من الخیالات اب تک قطعیات مین سے نہین ہے ہان درسی کتب جو مدارس مین پڑہائی
جاتی ہین اونمین تسلیم کے بعد حالات لکہے جاتے ہین نہ بطور ادلہ اثبات ہیئت جدیدہ کے
اوس سے کیا کام نکلیگا اور کیون قرآن شریف مین شک آویگا کما یعلم من لہ وجدان سلیم
— اور مخفی نرہے کہ حدیث معراج کو نیچر اور فلسفیت جدیدہ پیش کرکے اب ہنسی ٹہٹہو مین
اوڑا دینے کی گنجائش نہی اسی واسطے مین نے تہوڑی سی بحث افلاک کے لکہہ دی ہے
اب مین اپنی اصل مبحث کی طرف رجوع کرکے عرض کرتا ہون کہ وجود خارجی جنکا قرآن
شریف سے ایسا ثابت ہے کہ انکار اوسکا محض مکابرہ ہے تمام قرآن پڑہنے سے معلوم
ہوتا ہے کہ بہت آیات بینات مین جن و انس کو مکلف ساتہ ایمان کے ٹہرایا گیا ہے اور یہ بہی
فرمایا کہ اگر جن و انس دونون جمع ہوکر چاہین کہ ایسا قرآن بنا لاوین تو ہرگز نہ لا سکینگے اور یا معشر الجن
والانس ارشاد ہوتا ہے اور کفر اختیار کرنے پر وعید عذاب نار کا بہی جن و انس کو واسطے

مساوی آیا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جن واسطے سننے قرآن شریف کے حاضر ہوے اور جنکی بابت
اور حقیقت بھی ارشاد ہوئی ہے چنانچہ فرمایا ہے خَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ
اور دوسری آیت میں مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ پس وجود خارجی جنکا انکار مستعد ہے نہ مجکو
صاف معلوم ہوا ہے کہ جناب مخاطب وجود خارجی کے منکر ہین اگر اب انکار کرینگے تو مین بہت
سی آیات قرآنی و احادیث رسول ربانی پیش کرونگا اور سورہ جن بھی پڑھ دونگا اور اوپر کی
دو آیات کا جو مین نے نشان دیا ہے وہ بھی ثبوت کافی ہے اس دعوی کا کہ حقیقت جنکی ناری
ہے جیسی کہ انسان کی طین سی ہے اور کیونکر کوئی ذی علم غافل ہوگا کہ وجود ملائیکہ کا نور سے ہے
اور جن کا نار سے اور آدم کا خاک سے ہے اگر اسکی بھی کوئی سند چاہیے تو مشکوٰۃ شریف
کی ایک حدیث تبرکاً لکھے دیتا ہون عن عائشۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قَالَ خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُّوْرٍ وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ وَخُلِقَ اٰدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ
ابتو کچھ شک نہ رہا کہ جن کا وجود خارجی ہے بلکہ قرآن مجید سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جن تابع
حضرت سلیمان علیہ السلام کے رہتے تھے اور حضرت سلیمان نے وہ حکومت حاصل کی تھی
کہ بعد اونکے کسیکو نہوگی چنانچہ اونکی دعا کا قبول ہونا بھی اس باب مین قرآن و حدیث سے
ثابت ہے اگر جن کا وجود خارجی نہوتا تو کیونکر بعض انبیا کی حکومت مین مسخر رہ سکتے — اور اسمین
بھی شک نہین کہ جن بہ نسبت انس کے زیادہ قوی ہوتے ہین — اور انسان یا حیوان
کی شکل بھی بنا سکتے ہین بلکہ ملائیکہ بھی صورت بنا سکتے ہین اور یہی وجہ تھی کہ ملائیکہ انسانی شکل
مین انبیا علیہم السلام کے پاس حاضر ہوتے تھے قرآن مجید مین اونکا ذکر ہے اور جن بھی خدمات
لائقہ اپنے حضور مین حضرت سلیمان علیہ السلام کے بجا لاتے رہے جب حضرت سلیمان
کی وفات ہوئی تب قید سے چھوٹنا اونکا اور اپنی غیب دانی کے دعوے سے شرمانا بھی کلام مجید
مین آیا ہے اور جنمین کافر و فاجر و مومن و صالح ہر قسم کے ہین یہ سب حالات قرآن و حدیث کی
مین سے اخذ کیے ہین غالباً کوئی انکار نکریگا — ہان اپنی پرورش سخن کی اگر جناب مخاطب انکار
کیجاوین تو مجبوری ہے احتیاطاً چند آیات بینات لکھی جاتی ہین — اولاً حضرت سلیمان
خدمت مین کام کرنا جنون کا جس آیت مین مذکور ہے اوسکے الفاظ یہ ہین وَمِنَ الْجِنِّ

مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَاۗءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ الآیۃ
دوم جن کا استراق سمع کے واسطے چڑھنا آسمان کی طرف اور شہاب ثاقب سے سزا پانا قرآن مجید میں وارد ہوا ہے وَاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا وغیر ذالک من الآیات سوم خوراک بھی جنکی حدیث میں بیان ہوئی ہے چنانچہ ترمذی میں ہے عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تستنجوا بالروث ولا بالعظام فانہا زاد اخوانکم من الجن اب ہم یہ دعوی کرتے ہیں کہ شیطان رجیم بھی ایک نوع ہے جن کے اور اسکی ثبوت میں اپنے شواہد پیش کرتے ہیں اولاً صاف صاف قرآن میں آیا ہے کَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ
دوم جسطرح اور جن حضرت سلیمان کے خادم تھے اوسی طرح انکی نوع میں سے شیاطین بھی خدمات لائقہ متعلقہ اپنی بجالاتے تھے چنانچہ قرآن میں مصرح ہے — وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ظاہر ہے کہ دریا میں غوطے لگا کر اشیاء بحری کا نکالنا اور اوسکے سوا دوسرے کام کرنا قوت بہیمیہ کا کام نہیں ہے سوم جسطرح جن استراق سمع کے واسطے جاتے ہیں اونہیں میں شیاطین بھی ویسا ہی کرتے ہیں چنانچہ خدا تعالے فرماتا ہے وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَاۗءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ پھر دوسری آیت میں فرمایا ہے وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ — چہارم جسطرح جن کا وجود نار سے خدا نے بیان فرمایا ہے اسی طرح شیطان کا بھی ظاہر کر دیا ہے خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ فائدہ یہاں نار کا لفظ بمقابلہ عنصر ثانی طین کے وارد ہے جو عنصر نار حقیقی پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ لفظ طین اپنی حقیقت پر محمول ہے اور اسی تقابل سے ابلیس نے یہ قیاس کیا کہ عنصر نار لطافت و نورانیت وحدت میں عنصر طین سے اعلی و اشرف ہے لہذا مجکو بادہ وجود آدم

یعنی استنجا ہڈی اور لید اور ہڈی سے نہ کرو کہ وہ خوراک جنوں کی ہے ۱۲ منہ

فضیلت ہونی چاہیے اور بے تکلف اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ کہنے لگا مادہ اسکے نار کا لفظ مطلق وارد ہوا ہے وَاللَّفْظُ اِذَا اُطْلِقَ یُرَادُ بِهِ الْفَرْدُ الْکَامِلُ اور فرد کامل نار حقیقی ہے نہ مجازی لیس اوبل جناب مخاطب کے خلاف تبادر اذہان و اصول و سیاق و سباق آیات و محاورہ اہل لسان ہے کما لا یخفی۔ اتنو یہ ثابت ہوگیا کہ شیطان بھی ایک نوع ہے جن کی تو پھر اوسکے وجود خارجی مین کیا کلام رہا۔ فائدہ بعض مفسرین نے جو بطور احتمال کے ابلیس کو ملایک مین معدود کیا ہے اور ملایک کے بھی اقسام مقرر کیے ہین اونمین سے بعض کا مادہ وجود نار سے قرار دیکر اوسی مین ابلیس کو داخل سمجھا ہے وہ قول بھی مفید مخاطب نہین ہوسکتا کیونکہ وجود خارجی ملایک کا قابل انکار نہین ہے تو وجود خارجی ابلیس کا بھی احتمال مذکور مین ماننا پڑیگا اور پھر قوت انسانی کا نام ابلیس نہ ٹھہریگا اور جب وہ ملایک نار سے بنے ہون تو گویا ایک قسم جن کی ٹھہرینگی اور قرآن مجید سے اوس احتمال کا ثبوت بھی نہین ہوتا غایت قریبہ وہ شبہ استثناء متصل سے پیدا کیا گیا ہے مگر اوسکا جواب بھی مفسرین نے بخوبی دیدیا ہے یعنی ابلیس کو ایسا شمول ملائکہ مین حاصل تھا کہ گویا اونہین مین معدود کیا گیا تھا تفسیر عزیزی مین بھی اس بحث کو تفصیل کے ساتھ لکھ دیا ہے دیگر اور مفسرین نے بھی طرح طرح سے جواب لکھا ہے۔ اور استثناء منقطع بھی جائز ہوسکتا ہے۔ اگر اس مقام کی بحث علم ادب کی متعلق دیکھنی منظور ہو تو علامہ زمخشری کی عبارت تفسیر کشاف بھی مدنظر رہے حیث قال الا ابلیس استثناء متصل لانه کان جنیا واحدا بین اظهر الالوف من الملائکة مغمورا بهم فغلبوا علیه فی قوله فسجدوا ثم استثنی منهم استثناء واحد منهم ویجوز ان یجعل منقطعا بلفظہ ترجمہ یعنی ابلیس اگرچہ جنی تھا مگر انھون مین ملائکہ کے ملا تھا لہذا پہلے تو جمع کا صیغہ تغلیبا فرمایا بعدہ اوسے ایک جنی کو مستثنی کردیا اور جائز ہے کہ استثناء منقطع ہو الحاصل وجود ابلیس کا نار سے ہونا اور جنی ہونا اور اوسکا او... ہونا استثناء کا قاعدہ نحوی بھی قابل تسلیم ہوچکا تو اب ضرور ہے کہ مطابق آیت اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ اور بھی آیت اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَکُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ہم تسلیم کرینگے کہ وہی ابلیس اور اوسکا گروہ ہمارا دشمن ہے اور موسوس و مغوی بھی ہے

اور ہم بہی اوسکے دشمن ہین اور اوسی پرہیز کرنا اور ہوشیار رہنا لازم ہے نہ کہ اپنی قوت بدنی
سے جو ہرگز ہماری دشمن نہین ہوسکتی نہ وہ صاحب حرب وجنود ہے کہ کوئی لشکر رکہتی ہو نہ
اوسکو بنی آدم کے دوزخی ہونے نہونے سے کچہ غرض اور فائدہ ہے یہ اوسی دشمن دغاباز شیطان
کا کام ہے جو وعدہ کرچکا ہے کہ بنی آدم کو اپنے ساتہ دوزخ مین لیجاونگا اور کافر ومشرک بناونگا
اور اوسی کی عبادت سے ہمکو خبر دی ہے اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ
اِنِّيْ بَرِيْءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ یعنے پہلے تو شیطان اغوا کرکے
کافر بناتا ہے پہر کہتا ہے مین تجہسے بری ہون مین تو خدا سے ڈرتا ہون غور کیجیے کہ قوت بدنی
جو بخواہ نخواہ جزو لاینفک ہے کیونکر عذاب کفر سے بری ہوسکتی ہے اور اوسکو کافر بنانے سے
کیا فائدہ خود بہی تو جسم کے ساتہ معذب فی النار ہوجائیگی اگر کوئی قوت شہوانیہ مراد ہو تو وہ محض
تفریح طبع کی طرف راجع ہوگی نہ واسطے دشمنی کرنیکے یا کافر بنانے کی سرکشی کی مستعد ہے
اور نفس انسان جو دنیا کی لذات سے خوش ہوتا ہے اسی واسطے اہل باطن اوس سے بچتے ہین
اور اوس دنیا پرستی کو شر نفس بولتے ہین اور پناہ مانگتے ہین بلکہ شیطان سے تشبیہ دیتے لگتے
ہین بحکم قران مین آیا ہے قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ
اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ یعنے ایک عفریت
نے سلیمان سے کہا کہ مین تخت بلقیس کو لاسکتا ہون آپکی اوٹہنے سے پہلے لامحالہ وجود خارجی
جن اور اوسکے اقسام کا ماننا پڑیگا ورنہ تخت بلقیس کو اوٹہالانا کیونکر صحیح ہوگا بحکم
قرآن شریف مین ہے مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ
وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا الآیہ ظاہر ہے کہ بعد وفات حضرت سلیمان کے جو شیاطین نے
شہرت دی کہ سحر کرنا سلیمان کا کام تہا اور خدا تعالی نے فرمایا کہ سلیمان اس کفریات سے
بری ہے یہ شیطان اپنی کفریات سکہاتے ہین اور سلیمان پر ناحق تہمت لگاتے ہین وجود
خارجی شیاطین کا قابل انکار نہین ہوسکتا ہے بحکم قرآن مین بہت آیات سی ثابت ہے
کہ شیطان اپنی پرستش کراتا ہے اور مشرک بناتا ہے چنانچہ ایک آیت مین عَبَدَ الطَّاغُوْتَ
کا لفظ ہے اور دوسری آیت مین ہے یٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ

ودیعنا نفس ۱۲ منہ

عہ
پوجنے والے
شیطان کے
۱۲

كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا اى باپ میری مت پرستش کر شیطان کی بیشک شیطان ہے خدا کا
نافرمان بردار باپ حضرت ابراہیم کا قوۂ بدنی کی پرستش نہین کرتا تھا ہشتم ضرب شیطان کا
ثبوت توہم دے چکے اب دیکھیے کہ ذریت و قوم شیطان کا بھی قرآن مین ذکر ہے اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ
وَذُرِّيَّتَهٗ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِيْ اور فرمایا ہے اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ
لَا تَرَوْنَهُمْ نہین معلوم کہ قوۂ جسمانی کی اولاد اور لشکر اور قوم کہان سے آویگی اور یہ آیت
کیونکر مطابقت کریگی نہم قرآن مین ہے هَلْ اُنَبِّئُكُمْ عَلٰي مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيٰطِيْنُ
تَنَزَّلُ عَلٰي كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ نازل ہوتا شیطان کا خبرین غیب کی لانیکے واسطے کاہنون کو یار
وجود خارجی پر دلالت کرتا ہے دہم خاتمہ سورہ ناس یعنی مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الآیہ
کو ملاحظہ کیجیے کہ اوسکا تطابق قوۂ مخترعہ پر نہین ہوسکیگا یازدہم قرآن مین ہے
وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ
وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ یعنے گھبرا لے جسکو گھبرا سکے اونمین
اپنی آواز سے اور پکار لا اونپر اپنے سوار اور پیدل سے اور ساجھا کر لے اونکے مال
اور اولاد مین ظاہر ہے کہ قوۂ بہیمیہ کو نہ لشکر ہے نہ تمام آیت کا مضمون اوسپر صادق ہے
پھر بھی اگر سمجھو نہ مانین تو شرکت شیطان کی بلفظ جن اولاد انسان مین حدیث سے
ثابت کیے دیتے ہین چنانچہ سنن ابی داود مین ہے عن عائشۃ رضہ قالت قال
رسول اللہ صلعم هل رؤى او كلمة غيرها فيكم المغربون قلت وما المغربون
قال الذين تشترك فيهم الجن بالنطفة یعنے شیطان کا شریک
ہوتا ہے زنا کی اولاد کے نطفہ مین اونکو مغربون کہتے ہین دوازدہم قرآن مین ہے
فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ظاہر ہے کہ گھٹنون
کے بل دوزخ مین شیطان گرینگا نہ قوای بسیطہ غیر مجسمہ سیزدہم قرآن مین ایک ہی
ابلیس کا ذکر ہے جو واسطے سجدہ کے ساتھ ملایک کے مامور ہو کر نافرمانی سے مردود
ہوا اوسکے باب مین فرمایا ہے عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ یعنے خدا نے
آدم کو خبر دی کہ یہ تیرا بھی دشمن ہے اور تیری زوجہ کا بھی پھر کیونکر قوۂ بہیمیہ مراد لیجائے

وہ تو صرف آدم کی دشمن ٹھرائی جاتی ہے کیونکہ خاص روح کی اپنے ہی بدن مین آدم کیواسطے
وہ دشمن تھی نہ پرائی روح کی تھی اور حضرت حوا کی قوۂ بہیمیہ جسمانی کا نہ کچھ ذکر ہے نہ آدم کی کوئی
قوۂ حوا کی دشمن ہوسکتی تھی بلکہ زوجہ کے ساتھ رغبت کرنا اور شہوت مباشرت کی طرف
رجوع کرانا قوای جسمانی آدم کا عین اثر کامل سمجھنا چاہیے پھر ایک ہی قوۂ آدم کو دونون دشمن
نہین ہوسکتی دمن ادعی فعلیہ البیان چہاردہم قرآن شریف مین سے یا ابت انی
اخاف ان یمسک عذاب من الرحمن فتکون للشیطان ولیا ط
یعنی حضرت ابراہیم نے کہا ای میرے باپ مجکو خوف ہے کہ کہین آ لگے تجکو آفت خدا کی
یہان سے پھر تو ہو جاوے شیطان کا ساتھی غور فرمایئے کہ قوۂ بہیمیہ تو ہر وقت ساتھی اور
رفیق رہتی ہے خدا کے عذاب کے وقت اوسکا ساتھی ہو جانا اور نہ ہو جانا کیونکر فرمایا جاتا
ہان شیطان کا کسی وقت ساتھی ہونا کسی وقت نہونا صحیح ہے اسی پر اشارہ ہے کہ شیطان کا
ساتھ نہ دے رحمن کی طرف رجوع لا اور آفت کیوقت شیطان کی رفاقت باعث خلود فی النار
ہو جاویگی الا قوۂ جسمانی سے یہان تطابق نہین ہوسکتا پانزدہم کلام الہی مین آیا ہے
وقال الشیطان لما قضی الامر ان اللہ وعدکم وعد الحق ووعدتکم
فاخلفتکم وما کان لی علیکم من سلطان الا ان دعوتکم فاستجبتم لی فلا
تلوموني ولوموا انفسکم ما انا بمصرخکم وما
انتم بمصرخی انی کفرت بما اشرکتمون من قبل
ان الظالمین لھم عذاب الیم مطابق مضمون آیت کا قوۂ بہیمیہ کے
ساتھ متعذر ہے کئی وجہ سے اول وہ جسم انسانی سے خالی نہین ہے جو اپنے تئین
اہل دوزخ سے بری ہونیکی تقریر کرے دوم اقتضا اوسکا جو کچھ ٹھرایا جاے مگر وہ
کوئی وعدہ نہین کرتی ہے جیسا کہ شیاطین مشرکون کے ساتھ وعدہ کرتے ہین کہ ہم تمکو
عذاب آخرت سے بچالینگے خواہ شفیع کفار بنکر خواہ خود معبود ٹھہر کر اور اسی امید پر وہ شرک
کراتے ہین اور مشرک سمجھتے ہین ھٰؤلاء شفعاؤنا عند اللہ ط لکن قوۂ جسمانی کو
نہ کوئی کافر و مشرک شفیع سمجھتا خدا کے یہان سمجھتا ہے نہ اوسکو اپنا معبود جانتے ہین پھر وہ

کیا وعدہ کریگی اور کہان سے دہوکا دینے کی عقل اوسکو حاصل ہوگی سوم ما کان لی علیکم
من سلطان قوت بہیمیہ پر منطبق نہوگا کیونکہ وہ عین انسان ہے پہر ضمیر حرف لی کے مغائر علیکم
کی ہونی ضرور ہے یعنی علیکم مین انسان کامل کے ساتہ خطاب ہے جسمین تمام قوی بہی شامل
ہین نہ بعض اجزاے جسمانی کے ساتہ لامحالہ وہ متکلم غیر انسان ہوگا جو شیطان رجیم ہے چہارم
فلا تلوموني ولوموا انفسکم بہی قوت جسمانی پر دلالت نہین کرتا ہے اور تقریر اوپر کے بیان
بہی قائم ہے اور اس لفظ نے وہ شبہہ بہی رفع کردیا جو محب اللہ آبادی کی عبارت سے
تبیین الکلام مین جناب مخاطب نے صوفیہ کے نزدیک وجود حقیقی ابلیس کا انکار سمجہا ہے
حالانکہ یہان صاف آیت مین موجود ہے کہ شیطان کہیگا کہ تم خود اپنے ہی نفس کو ملامت
کرو جسنے میرا کہنا مانا مین نے تو صرف اپنی طرف بولایا تہا اب مین تمہارے نفس کو دوزخ سے
بچانے پر قادر نہین ہون پس ظاہر ہوگیا کہ شیطان ماعدای نفس انسان ہے اور وہی
موسوس اور مغوی اور دہوکا دینے والا اور قیامت کے دن صاف علیحدہ ہوجانیوالا
ہے نہ کوئی قوت جسمانی پنجم لفظ بما اشرکتمون ہرگز قوت جسمانی پر صادق نہین آیگا کیونکہ
خدا کا شریک اپنی ہی قوت بدنی کو کوئی کافر و مشرک نہین ٹہراتا ہے ہان شیطان کی تحریر
کرتے ہین وہ بتون مین سے کبہی کبہی آواز سناتا ہے اور انواع و اقسام کی زینت اونکی
اعمال شرک کو دیتا ہے کما لا یخفی ششم تیرہوین معنی وقاسمہما اني لکما لمن الناصحین
قوت بہیمیہ پر کیونکر منطبق ہونگی یعنی کسی انسان کی قوت قسم کہا کر نفس سے باتین
نہین کرتی ہے اگر بہت کوشش ثبوت مین کبہی قوت کی فرمائی جائیگی تب بہی قدرت
جسمانی کا معنی یہ قوت خارج ہوگی اور بذریعہ دق رسانی شہوات نفسانیہ کا ظہور مین آنا جناب عالی
قائم کر سکینگی نہ کچہ زیادہ کیونکہ تعریف قوی کی بدل نہین ہوسکتی ہین نہ خلاف علم حکمت کی تقریر
کرسکتے ہین ہان یہ ہوسکتا ہے کہ جس کسی قوت کا نام کتب فن مین کچہ مقرر ہوا اوسکو
دوسری لفظ کے ساتہ مجازاً بولتے ہونگے لاکن محل و مبدء و تعریف کی تبدیل متعذر ہے
توپہر کیونکر با قدرت قوت قسم کہا سکتی ہے اور قسم کی لفظ کو بہی اگر حقیقی نہ سمجہینگی اور سارا
قرآن مجازی ہی ہوتا چلا جائیگا تو بہی یہ سوال ہوگا کہ اگر مجرد تاکید کا نام قسم ہے تو

اِنِّیْ لَکُمَا لَمِنَ النَّاصِحِیْنَ کہان جائیگا فتدبر علاوہ اسکے قسم کہانے والا واحد ہے یعنی وہی ابلیس جسکا اوپر سے ذکر چلا آیا ہے اور ضمیر تثنیہ کی دلالت کرتی ہے کہ اوسے ایک ابلیس نے دونون کے سامنے قسم کہائی — اس بات کی تصدیق پر کہ مین تمہارا خیرخواہ ہون اور نیک صلاح دیتا ہون اب ذرا غور فرمایئے کہ جناب عالی نے صرف قوۃ آدم کو ابلیس ٹہرایا ہے نہ قوت حضرت حوا کو بہی کیونکہ حکم سجدہ کا واسطے آدم کے تہا خواہ وہ سجدہ آپ ہی کا مخترعہ ہو خواہ حقیقی ہو مگر بہر کیف سارا معاملہ حضرت آدم ہی کا چسپان کردیا ہے تو اسے آدم پر پس ضرور ہوا کہ ابلیس قسم کہانے والا بہی وہ ہی ایک قوت آدم کی ہو تو آب ارشاد فرمایئے کہ آدم کے بدن سے باہر تشریف لاکر حضرت آدم کی قوت نے وادی صاحبہ کو کس طرح پکارا اور کیسی قسم کہاکر سمجہادیا اور کیونکر تاکید کردی وہ جو الفاظ ظرافت آمیز تقریر زبانی مین حضور ادا کرتے ہین کہ شیطان نے حوا سے کیا کہا ہوگا اب یہان یاد کرلیجیے والعاقل تکفیہ الاشارہ غرض کہ تمام آیات قرآنی کا لکہنا ضرور نہین ہے اسقدر بہی انصاف دوست حق پسند طبیعت کے واسطے کافی ہے مگر متعصب کا کچہ علاج نہین ہے اگر ناحق کی پیروی نہ کیجائیگی تو مخالفت کتاب سنت سے باز آوینگے ورنہ بیفائدہ ہوگا گو ہم سارا قرآن پڑہ بہی سنا دینگے فائدہ جناب موحد ملت نیچریہ نے تعصب کی مذمت اپنی تقریر مین جو لکہی ہے اوس سے یہ پایا جاتا ہے کہ جو شخص پکا مضبوط عقائد اہل سنت و مذہب حنفیہ شافعیہ حنبلیہ بالکیہ پر ہو اور مخالفت جمہور و ترک جماعت کو نہ مانتا ہو اوسکو گویا متعصب کہنے لگتے ہین اوپہر در پردہ یہ جانتے ہین کہ اگر کوئی شخص ہماری مخترعات کو نمانے تو وہ متعصب قرار پاوے لہذا ایک حدیث سنن ابی داؤد سے ہم لکہے دیتے ہین تا متعصب کی مراد اوسکو معلوم ہوجاے کہ متعصب وہی شخص ہے جو امر ناحق کی پیروی کرتا ہو اور اوسکی طرف دعوۃ ونصرۃ قوم کی کرے اوسی کے واسطے ہلاکت کا وعدہ ہے سنن ابی داود مین ہے باب العصبیہ عن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود عن ابیہ قال من نصر قومہ علی غیر الحق فہو کالبعیر الذی ردی فہو ینزع بذنبہ یعنی جو شخص نصرۃ دیگا اپنی قوم کو ناحق پر وہ ہلاکت و گناہ مین ایسا کریگا جیسے اونٹ کوئین مین گرے اور دم کہینچنے سے نہ نکل سکے

بعد تتبع کرنے کتاب اللہ کی اب ہم چند احادیث رسول اللہ صلعم کی اپنے مذہب مختار کے ثبوت
مین نقل کرتے ہین۔ مشکوۃ شریف مین ہے۔ عن ابی ہریرۃ رضہ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذا قرء ابن آدم السجدۃ فسجد اعتزل الشیطان یبکی
یقول یا ویلتی امر ابن آدم بالسجود فسجد فلہ الجنۃ وامرت
بالسجود فابیت فلی النار رواہ مسلم (یعنی بنی آدم جس وقت
سجدے کی کوئی آیت پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان علیحدہ ہو کر روتا ہے اور کہتا ہے ہائے
افسوس حکم دیا گیا ابن آدم کو سجدہ کرنیکا اوسنے سجدہ کیا اور اب اوسکے واسطے بہشت ہے
مگر مجکو حکم دیا گیا سجدے کا پھر مین نے انکار کیا پس میرے واسطے دوزخ ہے) اس حدیث سے
کئی فائدے حاصل ہوتے ہین اول امور سجدہ ابلیس تھا جسکا وجود خارجی متحقق ہے اور جو
بنی آدم کو دیکھکر روتا ہے اور اپنے انکار پر افسوس کرتا ہے تو اب قوۃ بہیمیہ خواہ کوئی دوسری
قوۃ مراد نہین ہوسکتی ہے کیونکہ کسی بنی آدم کو ایسا اتفاق نہین ہوتا ہے کہ جب وہ خود یا دوسرے
قاری قرآن کو سجدہ تلاوت مین دیکھتا ہو تو اوسکی ایک قوت کا اطاعت نکرنا یعنے وہ سجدہ
نکرنا جو مخاطب نے ایجاد کیا ہے باعث گریہ وزاری ہوتا ہو خود ہی سجدہ کرکے خوش ہوتا ہے
اور اوسی خیال سے سجدہ کرتا ہے کہ ہمکو جنت ملیگی مگر خود ہی یہ خیال نہین کرتا ہے کہ ہماری
ایک قوۃ دوزخ کو جائیگی علاوہ اسکے ابن آدم تو مع تمام قوی کے مراد ہے پھر اوسی کا ایک
جزو بدن رووے اور باقی جسم ہنسے اور خوش ہو عجیب خرافات ہے یہ حال تو متعلق اپنے ہی
سجدہ سے ہوا باقی رہا دوسرے شخص کا سجدہ مین دیکھنا حاشا کہ کسی مسلمان کو خیال بھی
اوسوقت آتا ہو کہ افسوس سجدہ کرنے والا جنت کو جائیگا اور ہم قطعی جہنمی ہو چکے ہین یا
ہماری ایک قوۃ جہنم کو جائیگی شاید حضور کو ہوتا ہو گا دوم یہ بھی ثابت ہو گیا کہ سجدہ سے
مراد سجدہ حقیقی ہے یعنی پیشانی کا زمین پر رکہنا جناب حامی ملت نیچریہ نے جو اوسکے معنی
قوۃ بدن کی اطاعت کی ٹھہراتے ہین غلط ہین کیونکہ تلاوت کے وقت ابن آدم کا سجدہ حقیقی
ہوتا ہے اوسی کو دیکھکر شیطان رجیم اپنے سجدہ نکرنے پر حسرت کرتا ہے سوم شیطان
کا اس قابل وجود ہے کہ رونا اور حسرت کرنا اور دیکھنا اوسکا ثابت ہے پس وجود خارجی

ابلیس مین کیا کلام ہو سکتا ہے اور مطابقت اس حدیث کی ہرگز تفسیر مخترعہ جناب عالی سے نہین ہو سکتی کیا عجب ہے کہ پہلے ہی حدیث سے خاتمہ اپنے مذہب کا دیکھکر کسی تاویل علیل آمادہ ہون مگر ہم مجبور ہین اگر ایسی عمدہ حدیث نما سکے فباتی حدیث بعدہ کو منون انصاف کرین کہ ایسا کب ظہور مین آتا ہے کہ جب کوئی ابن آدم سجدہ کرتا تو کسی کی قوۃ بہیمیہ رویا کرتی ہے اور ایسا خیال کرتی ہی جو حدیث مین مذکور ہے لامحالہ وجود خارجی شیطان قابل تسلیم ہی صحیح مسلم مین ہے عن ابی الدرداء قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فسمعناہ یقول اعوذ باللہ منک ثم قال العنک بلعنۃ اللہ ثلثا وبسط یدہ کانہ یتناول شیئا فلما فرغ من الصلوٰۃ قلنا یارسول اللہ قد سمعناک تقول فی الصلوٰۃ شیئا لم نسمعک تقولہ قبل ذلک ورأیناک بسطت یدک قال ان عدو اللہ ابلیس جاء بشہاب من نار لیجعلہ فی وجہی فقلت اعوذ باللہ منک ثلث مرات ثم قلت العنک بلعنۃ اللہ التامۃ فلم یستاخر ثلث مرات ثم اردت اخذہ واللہ لولا دعوۃ اخینا سلیمان علیہ السلام لاصبح موثقا یلعب بہ ولدان اہل المدینۃ

ف۔ حضرت سلیمان نے دعا کی تہی کہ میرے بعد حکومت جن وشیاطین وغیرہ پر کسیکو نہو وہ تسخیر جن وشیاطین وطیور وغیرہ کی خصوصیات حضرت سلیمان علیہ السلام سے ہوگئی ہے قرآن شریف مین اسکا ذکر ہوا ہے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ ابلیس نے نماز مین آکر چاہا کہ انگارہ آگ کا حضرت رسول صلعم کے منہ پر مارے اور حضرت نے چاہا کہ اوسکو پکڑ کر باندہ رکہین ایسا کہ صبح کو مدینہ کے لڑکے اوس سے کہیلین مگر بنظر دعای حضرت سلیمان کی چہوڑ دیا۔ پس وجود خارجی ابلیس مین کیا کلام رہگیا۔ اور مشکوٰۃ مین حدیث ہے عن جابر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان ابلیس یضع عرشہ علی الماء ثم یبعث سرایاہ یفتنون الناس فادناہم منزلۃ اعظمہم فتنۃ یجیء احدہم فیقول فعلت کذا وکذا فیقول ما صنعت شیئا قال ثم یجیء احدہم فیقول ما ترکتہ حتی فرقت بینہ وبین

اسمع انہ قال فیدنیہ منہ ویقول نعم انت قال الاعمش اراہ فیلتزمہ رواہ مسلم
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابلیس لعین کا تخت دریا پر رکھا جاتا ہے اور وہ اپنے لشکر کو واسطے
اغوای بنی آدم کے روانہ کرتا ہے اور اونمین سے زیادہ تقرب اوسکو ہوتا ہے جو اغوا مین کوئی
بڑا کام کر کے آتا ہے پہر آتا ہے ایک اون لشکریون مین کا تو کہتا ہے کہ ایسا اور ایسا کام اغوا کا مین نے
کیا تب ابلیس جواب دیتا ہے کہ کچہ ہی نہین کیا پہر ایک آکر بولتا ہے کہ ابن آدم کو مین نے
نچوڑا ایمان تک کہ جورو خصم مین مفارقت کرادی تب اوسکو ابلیس اپنا مقرب گردانتا ہے
اور کہتا ہے کہ تو ہی اچہا ہے اور وہ ہی ملازم خاص اور مقرب کر لیا جاتا ہے ۔ برائی خدا
انصاف سے فرماییے کہ قوت بہیمیہ سے اور مضمون حدیث کیا علاقہ ہے اور اس سے زیادہ
کیا ثبوت وجود خارجی ابلیس و جنود ابلیس کا درکار ہے ایک حدیث تمام اوہام کا ازالہ
کر رہی ہے ۔ اور مشکواۃ شریف مین ہے عن انس قال قال رسول اللہ صلعم
رصوا صفوفکم وقاربوا بینہا وحاذوا بالاعناق فوالذی نفسی بیدہ انی
لاری الشیطان یدخل من خلل الصفوف کانہا الحذف رواہ ابوداود اور
احمد کی روایت مین ہی آیا ہے قال الشیطان یدخل فیما بینکم بمنزلۃ الحذف
حضرت رسول صلعم قسم خدا کی کہاتے ہین کہ ہم دیکہتے ہین شیطان کو کہ فاصلہ صفوف نماز مین
داخل ہوتا ہے جانور کا بچہ بن کر لہذا تاکید فرماتے ہین نمازیون کو کہ صفو نمین فاصلہ نچہوڑا کرو
ملکر کہڑے ہوا کرو اب کسی مسلمان کی بہلا کیونکہ یہ جرات ہو سکتی ہے کہ حضرت صلعم کی قسم کو
جہوٹا سمجہے یا تحریف معنوی مین مبتلا ہو ۔ ہرگز کوئی قوت بہیمیہ صورت بناکر خارج مین نہین جاتی
نہ کسیکو نظر آتی ہے نہ جسم سے مفارقت کرتی ہے اور مشکواۃ مین ہے عن ابن مسعود
قال ذکر عند النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم رجل فقیل لہ مازال نائماً حتیٰ اصبح ما
قام الی الصلوٰۃ قال ذلک رجل بال الشیطان فی اذنہ او قال فی اذنیہ متفق علیہ
۔ یہ حدیث متفق علیہ بخاری ومسلم کی ہے اور وجود خارجی ابلیس پر دال ہے اوسکا
فعل خارجی گو ہمکو نظر نہ آتا ہو مگر ہمارے رسول صلعم نے جو خبر دی ہے وہ غلط نہین ہو سکتی
اور مطابقت اوسکی قوت بہیمیہ پر متعذر ہے کیونکہ لفظ بال الشیطان اوسپر صادق نہین آتا

نہ کسی لغت یا محاورہ اہل لسان سے ثبوت ہوسکتا ہے ہان شیطان کا ایسا فعل اہل اللہ
دریافت کر لیتے ہین چنانچہ اس حدیث کے شراح نے بیان بہی کر دیا ہے شرح مشکوٰۃ کی
ملاحظہ فرمایئے — اور مشکوٰۃ مین ہے عن ابن مسعودؓ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ما منکم من احد الا وقد وکل بہ قرینہ
من الجن وقرینہ من الملائکۃ قالوا وایاک یا رسول اللہ قال وایای ولکن اللہ اعاننی
علیہ فاسلم فلا یامرنی الا بخیر
رواہ مسلم اس حدیث کا ترجمہ تبیین الکلام مین خود حضرت مخاطب نے ان الفاظ سے کیا ہے
— ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تمسے (یعنے بنی نوع
انسان مین سے) کوئی نہین ہے جسکے ساتھ ایک اوسکا ساتھی جن یعنے شیطان ہو
اور ایک ساتھی فرشتون مین سے نہو لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپکو بہی آپ نے
فرمایا کہ میرے بہی لیکن اللہ تعالے نے میری مدد کی اوسپر پہر وہ مطیع ہوگیا مجکو کچہ نہین کہتا
مگر بہلائی کا اور بعد لکہنے ترجمہ کے اپنی رای یہ لکہی ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے
کہ شیطان وہی قوای بہیمیہ ہین جنسے انسان کی ترکیب ہوتی ہے نہ اور کچہ بلفظہ خاکسار عرض
کرتا ہے کہ مخاطب نے اس مقام پر کئی سو غلطی کی ہین اول اَسْلَمَ کا لفظ جو حدیث مین
تہا اوس سے یہ مراد تہی کہ وہ شیطان جو حضرت کے ساتھ تہا بسبب عنایت الہی کے
و عصمت جناب رسالت پناہ کی مسلمان ہوگیا تہا سو بجا ہے مسلمان ہوجانے کے مطلق
مطیع ہونا لکہا تہا کہ کسی قدر قوت بہیمیہ پر منطبق کرین ظاہر ہے کہ مطیع ہونا احکام خدا و رسول کا
اور ایمان لانا وحدانیت و رسالت پر اور قبل اوس سے کافر ہونا شیطان مذکور کا لفظ اَسْلَمَ
سے معلوم ہوتا تہا مگر مخاطب نے وہ معنی اختیار کیے ہین جس سے مسلمان ہونا نہین
بلکہ استعمالا اختیار مین آجانا نکلتا ہے فافہم دوم لفظ جن کا وارد ہوا ہے جو صاف دلالت
کرتا ہے کہ شیطان جن ہے پہر کیونکر قوت بہیمیہ جن بہی ٹہہر جائیگی خصوصاً کلام
نبوی مین — کہ تحت کلام الخالق و فوق کلام المخلوق فصاحت اور ہدایت مین ہے
پہیلی اور چیستان بولنے کو رسول نہین آئے تہے — اور مخاطبین کیونکر قوت بہیمیہ سمجہی ہونگے

جنھون نے ایاک یا رسول اللہ کہکر سوال کیا تہا بلکہ صحابہ کرام خود جانتے تھے کہ انسان کا اوسکے
ساتہ کل قوی کے ہوتا ہے لامحالہ قوی ضروریہ سے حضرت کا بہی جسم مبارک خالی نہ تہا انما انا
بشر مثلکم حضرت کی بہی شان تہی پہر یہ سوال کرنا کہ آپ مین بہی وہ قوت ہے یا نہین
جو ہر انسان کے واسطے لازم ہے خیال عجیب و قیاس غریب جناب مخاطب کا ہے ہان
تعیین وقرین ہونا شیطان کا باوجود ثبوت عصمت کے ظاہرا منافی شان عصمت کسی قدر
سمجھکر سوال کیا تہا اوسیکے مطابق جواب ملا کہ وہ شیطان مسلمان ہوگیا ہے اب کسی طرح
وہ مجکو اغوا نہین کرتا ہے بلکہ میرے واسطے دلالت طرف خیر کے کرتا ہے لاکن بہوک اور
پیاس اور شہوت جماع وغیرہ لوازم بشریت سے ہرگز بری ہونا حضرت صلعم کا مسلم نہین ہے
بلکہ صحیح ترمذی مین ہے فاختار اللہ لنبیہ صلعم الامرین فکان یطوی الایام لایاکل
حتی یشد الحجر علی بطنہ ومع ذلک یطوف علی نساءہ فی الساعۃ الواحدۃ
انتہی مختصرًا علی ما نقل عنہ فی القسطلانی اور بخاری مین ہے ان انس ابن مالک حدثہم
ان نبی اللہ صلعم کان یطوف علی نساءہ فی اللیلۃ الواحدۃ ولہ یومئذ تسع نسوۃ **فائدہ** جو حدیث
ہماری مستند ہوا اوس سے بہی ثابت ہوا کہ جو شیطان حضرت کے ساتہ موکل تہا وہ مسلمان ہوگیا تہا اور اوسکے شر سے
حضرت یہان تک محفوظ تھے کہ وہ امور خیر کی طرف دلالت کیا کرتا تہا مگر اس سے یہ لازم
نہین آتا کہ دیگر شیاطین قصد ایذای رسول مقبول صلعم کا نکرتے ہون جیسا کہ دوسری روایات
سے ظاہر ہوتا ہے مگر بسبب عصمت وحفظ الہی کے حافظ حقیقی حضرت صلعم کو اون
کے شر سے بہی محفوظ رکہتا تہا اور یہان تک حضرت صلعم کو قدرت دیتا تہا کہ اگر چاہتے تو
بہ برکت اسماء الہی کے گرفتار کر کے ستون مسجد سے باندہ دیتے پس توافق کل احادیث مین
ظاہر ہوگیا اور جو اکثر دعاؤن مین حضرت نے پناہ مانگی ہے شیاطین سے وہ اونہین شیاطین
سے مراد ہے جو شیطنت پر قائم تہے نہ اوس سے بہی جو مسلمان ہوگیا تہا اور شیطنت
کے اطلاق سے بری ہوا تہا یا واسطے امت اور حفظ اپنی کی ہے ایذای جسمانی سے
مثل پہینکنے انگارون کے حضرت کے منہ پر — فافہم اور مشکوٰۃ شریف مین ہے
عن ابی ہریرۃ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا سمعتم صیاح الدیکۃ

فاسئلوا الله من فضله فانها رات ملکا واذا سمعتم نهیق
الحمار فتعوذوا بالله من الشیطان الرجیم فانه
رای شیطانا متفق علیه غور کرنا چاہیے کہ حضرت رسول صلعم صاف فرماتے ہین کہ جسوقت
مرغ بانگ دے خدا سے دعا مانگو اوسکے فضل کی کیونکہ مرغ فرشتہ کو دیکھکر بولتا ہے
مگر جب گدہا بولا کرے تو پناہ مانگا کرو شیطان سے کیونکہ گدہا شیطان کو دیکھکر بولتا ہے
نہین معلوم کیونکر جناب مخاطب قوت انسانی کا وجود خارجی بنا کر اس قابل ٹھہرائینگے
کہ وحشی جانور اوسکو دیکھ سکین لامحالہ وجود خارجی شیطان کا اور ملائک کا ماننا پڑیگا کما لا
یخفی — مشکوۃ شریف مین ہے عن جابر قال سمعت رسول الله صلے الله علیه
واله وسلم یقول ان الشیطان اذا سمع النداء بالصلوۃ ذهب حتی
یکون مکان الروحاء قال الراوی والروحاء من المدینة علی ستة وثلثین میلا
رواہ مسلم اگر وجود خارجی ابلیس کا نہین ہے تو اذان سنکر ۳۶ میل تک کسکی قوت بمعہ بدن کے
نکلکر بھاگتی ہے اور کس مصلی کو معلوم ہوتا ہے کہ میرے بدن کی ایک قوت جدا ہوگئی
مشکوۃ شریف مین ہے عن عبد الله بن عمر رض قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم
فاذا طلعت الشمس فامسک عن الصلوۃ فانها تطلع بین قرنی الشیطان
انتہی مختصرا بلفظه رواہ مسلم اور دوسری حدیث مین ہے ثم اقصر عن الصلوۃ حتی
تغرب الشمس فانها تغرب بین قرنی الشیطان وحینئذ یسجد لها الکفار دونون حدیثون سے
معلوم ہوا کہ حضرت رسول الله صلے الله علیه وسلم نے عین طلوع وغروب آفتاب کے وقت
نماز سے منع کیا ہے کیونکہ ان اوقات مین شیطان کھڑا ہوتا ہے سامنے آفتاب کے
اور اپنا سر اوسکی طرف نزدیک کرتا ہے اور سامنے ہوتا ہے آفتاب پرستون کو کہ اوسکو
سجدہ کرتے ہین گویا وہ عبادت شیطان کی ہوتی ہے تو ایسے وقت مین سجدہ کرنا خدا پرستونکا
حضرت رسالت پناہ نے پسند نہین فرمایا اور منع کر دیا تا کہ بلا ضرورت تنگی وقت وخوف
ترک فرض کی مشابہت ومماثلت شعار کفار عبدۃ الطاغوت وساجدین للشمس سے پیدا نہو
ان احادیث مذکورہ سے وجود خارجی شیطان کا لازم آتا ہے اور قوت بہیمیہ سے کچھ تعلق

نہین ہوتا مشکوٰۃ شریف مین آیا ہے عن نافع قال کان عبد اللہ بن عمر اذا جلس
فی الصلوٰۃ وضع یدیہ علی رکبتیہ واشار باصبعہ واتبعها بصرہ ثم
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لہی اشد علی
الشیطان من الحدید یعنی السبابۃ رواہ احمد
انصاف کیجیے کہ جب کوئی مصلی نماز مین وقت تشہد کے سبابہ سے اشارہ کرتا ہے تو اوسکی
قوت بہیمیہ کو نوک سنان کی زخم کی کیفیت اور صدمہ معلوم ہوتا ہے ہان یہ اشارہ شیطان پر
شاق گذرتا ہے اوسکو وہ ایذا ہوتی ہے جو حدیث مین مذکور ہے وہو المقصود
مشکوٰۃ شریف مین ہے عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما من بنی آدم مولود الا یمسہ
الشیطان حین یولد فیستهل صارخا من مس الشیطان
غیر مریم وابنها متفق علیہ ۱۲
اس حدیث کا ترجمہ حضرت مخاطب نے تبیین الکلام مین کیا ہے اور بعدہ اپنی رائے
لکھی ہے چنانچہ اوسکی عبارت یہ ہے — اسی کتاب مین بخاری اور مسلم
سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی
بچہ بنی آدم کا نہین ہے جسکی پیدائش کے وقت شیطان نے اوسکو
نچھوا ہو پھر وہ چلاتا ہے شیطان کے چھونے سے سوای مریم اور اونکی
بیٹی حضرت مسیح کی — پس غور کرو کہ رونا بچہ کا بوقت پیدا ہونیکے ہوتا ہی
بسبب تحریک قوائے بہیمیہ کے جسکو اس جگہہ شیطان کے چھونے سے
تعبیر کیا گیا ہے — حضرت مریم اور حضرت مسیح علیہ السلام کو اس بات
سے اسلیے مستثنے کیا ہے کہ قوای بہیمیہ غالب تر قوت جو انسان مین ہے
اور جو اوسکی عفت وعصمت مین خلل انداز ہین اوس سے اونکا بری ہونا ظاہر
پر ثابت کیا جاوے انتہی بلفظہ اقول تاویل علیل جناب مخاطب کی
کئی وجہ کے مخدوش ہے اول لانسلم کہ رونا بچہ کا بسبب تحریک اوس قوت خاص کی ہوتا ہے

جسکا نام آپنے شیطان رکہا ہے اپنے دعوے کو علم حکمت سے برہان قاطع عن الاحتمال سے ثابت کیجیے ورنہ بمقابلہ نص صریح کے محض تحکم کس کام کا ہے دوم جبکہ مطلق اشارہ طرف قوت انسانی کے حدیث مین نہین ہے نہ محاورہ اہل لسان کا ہے کہ شیطان بولا کرین اور قوت جسمانی خاص مراد لین تو یہ خلاف تبادر اذہان کے کیونکر آپ کے معنی صحیح ہو سکتے ہین سوم مس ایک فعل ایسا خارجی ہے جسکا وقوع خارج بدن پر ہونا چاہیے اور قوت انسانی وجود خارجی نہین رکہتی ہے تو قابلیت مس کی بہی معدوم ہے والا وجود خارجی ابلیس سے انکار اور قوت انسانی کی وجود فی الخارج کا اقرار کرنا پڑیگا چہارم لانسلم کہ حضرت مریمؑ خواہ حضرت مسیح انسان کامل تہے جو کسی قوت سے وہ دونون مستثنےٰ ہون بلکہ مثل عیسیٰ کمثل آدم سمجہنا چاہیے ورنہ لازم آتا ہے کہ حضرت مسیح انسان ناقص ہون اور یہ امر کسی قاعدہ علمی کے موافق نہین ہو سکتا ہے پنجم حضرت مخاطب نے ہرگز نہین سمجہا ہے کہ قصہ استثناء حضرت مریمؑ اور حضرت مسیح علیہ السلام کا کیا ہی اصل بات یہ ہے کہ یہ دعا پہلے سے قبول ہو چکی تہی کہ حضرت مریم کو اور اونکی ذریت کو شر شیطان رجیم سے پناہ ملیگی چنانچہ قرآن شریف مین آیا ہے إِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ اور حدیث گویا تفسیر ہے اسی آیت کی اور جب یہ ثابت ہوا کہ پہلے سے دعا قبول ہو چکی تہی کہ شیطان کے شر سے وہ دونون نفوس قدسیہ محفوظ رہین گے اور ویسا ہی واقع ہوا تو کیونکر حدیث کے معنی مخاطب والا مراتب کے موافق ہو سکتے ہین موطا امام مالک مین ہے أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللهِ صلے الله عليه واله وسلم فَرَأَى عِفْرِيتًا مِنَ الْجِنِّ يَطْلُبُهُ بِشُعْلَةٍ مِنْ نَارٍ كُلَّمَا الْتَفَتَ رَسُولُ اللهِ صلے الله عليه واله وسلم رَآهُ فَقَالَ لَهُ جِبْرَئِيلُ أَفَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ تَقُولُهُنَّ إِذَا أَنْتَ قُلْتَهُنَّ طَفِئَتْ شُعْلَتُهُ وَخَرَّ لِفِيهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلے الله عليه واله وسلم بَلَى فَقَالَ جِبْرَئِيلُ قُلْ أَعُوذُ بِوَجْهِ اللهِ الْكَرِيمِ الخ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ شیطان رجیم کو حضرت صلعم نے دیکہا اور اوسنے جو شعلہ آتش سے جلا دینے کا قصد کیا تہا اوسکے بجہا دینے کو واسطے جبرئیل علیہ السلام نے ایک دعا تعلیم کی مطابقت اس حدیث کی قوت بہیمیہ کے ساتہ ہرگز نہین ہو سکتی ہے کیونکہ ساتہ عفریت کی لفظ جن کا بہی موجود ہے اور قوت انسانی نظر نہین آتی ہے

نہ اوس کا وہ فعل ہے کہ کسی پر انگارا آگ کا پہینک سکے کما لا یخفی اور مشکوٰۃ شریف میں ہے
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بنی آدم یطعن الشیطان فی جنبیہ باصبعہ
حین یولد الخ ظاہر ہے کہ قوت بہیمہ کی اونگلیاں ہیں جو بچے کی پسلی میں چبہوتے نہ خارج بدن
انسان پر وہ حرکت کر سکتی ہے ومن اذعی فعلیہ البیان مشکوٰۃ شریف میں ہے عن حذیفۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الشیطان یستحل الطعام ان لا
یذکر اسم اللہ علیہ رواہ مسلم ایضاً فیہ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اذا دخل الرجل بیتہ فذکر اللہ تعالیٰ عند دخولہ وعند طعامہ
یقول الشیطان لا مبیت لکم ولا عشاء واذا دخل فلم یذکر اللہ عند دخولہ قال
الشیطان ادرکتم المبیت واذا لم یذکر اللہ عند طعامہ قال ادرکتم المبیت والعشاء
رواہ مسلم ایضاً فیہ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یاکلن
احدکم بشمالہ ولا یشربن بہا فان الشیطان یاکل بشمالہ ویشرب بہا
رواہ مسلم ایضاً فیہ عن جابر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یقول ان الشیطان یحضر احدکم عند کل شیٔ من شانہ حتی یحضرہ عند طعامہ فاذا سقطت
من احدکم اللقمۃ فلیمط ما کان بہا من اذی ثم لیاکلہا ولا یدعہا
للشیطان فاذا فرغ فلیلعق اصابعہ فانہ لا یدری فی ای
طعامہ تکون البرکۃ رواہ مسلم

چاروں احادیث مذکورہ سے فوائد معلوم ہوئے اول جس طعام پر خدا کا نام نہ لیا جاوے
شیطان اوس کہانے میں شریک ہوتا ہے دوم جب کوئی شخص بغیر لینے نام خدا کے گہر میں داخل
ہوتا ہے تو شیطان کو بہی اوسکے گہر میں رات کا رہنا میسر آتا ہے والا فلا علی ہذا القیاس جب بغیر
لینے نام خدا کے گہر میں داخل ہوتا ہے اور کہانا بہی کہاتا ہے تو شیطان کو اوسکے گہر میں ایسا
رہنا اور کہانا میسر ہوتا ہے والا فلا سوم شیطان اپنے گروہ شیاطین سے کہتا ہے کہ اب ہمکو بیت
اور طعام دونوں میسر آئے چہارم قوت بہیمیہ کا کام نہیں ہے کہ وہ دا ہنے ہاتہ سے نہ کہا یا کرے
نہ پیا کرے اوسیا ئیں ہاتہ سے کہاتی پیتی ہو مگر شیطان کی یہ عادت حدیث میں مذکور ہوتی ہے

پہنچ جو لقمہ گر پڑے اوسکو جھاڑ پونچھ کر اگر نہ کہایا جاوے تو وہ شیطان کو ملتا ہے مگر قوت بہیمیہ کا یہ طعام و غذا نہیں ہے کما لا یخفی ظاہر ہے کہ قوت انسان کی ایسی شے نہیں ہے کہ اوس کا داخل ہونا یا نہونا گہر مین یا کہانے سے محروم ہونا نہونا صحیح ہو سکے ہر روز و ہر شب و ہر ایک طعام کے وقت انسان کے ساتہ قوۃ رہتی ہے اور اوسکا جز و لا ینفک ہے پس متعین ہوا کہ شیطان کا وجود خارجی ہے جو کبہی داخل ہو سکتا ہے اور کبہی نہین فافہم مشکوۃ مین ہے عن عائشۃ قالت سمعت رسول اللہ صلعم یقول ان الملئکۃ تنزل فی العنان وهو السحاب فتذکر الامر قضی فی السماء فتسترق الشیاطین السمع الحدیث غور کیجیے کہ جب ملایک آپسمین احکام الٰہی کو بیان کرتے ہین تو کس انسان کی قوت بہیمیہ واسطے استراق سمع کی وہان جاتی ہے اور خبرین لاتی ہے لا محالہ یہ کام اوسی شیطان کا ہے جسکا ذکر حدیث مین ہے اور وجود خارجی اوسکا بخوبی ثابت ہو گیا مشکوۃ مین ہے عن ابی هریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من رءانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی متفق علیہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شیطان خواب مین صورت انسان کی بنا کر دکہا سکتا ہے سوای صورت حقیقی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور یہ کام کسی آدمی کی قوۃ بہیمیہ کا نہین ہے عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان جنح اللیل فکفوا صبیانکم فان الشیطان ینتشر حینئذ فاذا ذهب ساعۃ من اللیل فخلوهم واغلقوا الابواب واذکروا اسم اللہ فان الشیطان لا یفتح بابا مغلقا اس حدیث سے صاف ثابت ہے کہ شام کے وقت شیاطین اوٹہتے پہرتے ہین اور خدا کا نام لیکر جو دروازہ بند کیا جاوے اوس گہر مین داخل ہوتے ہین مگر قوۃ بہیمیہ کا ہرگز یہ کام نہین ہے پہر وجود خارجی شیاطین مین کیا شک باقی رہیگا مشکوۃ مین ہے عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم قال لما صور اللہ ادم فی الجنۃ ترکہ ما شاء اللہ ان یترکہ فجعل ابلیس یطیف بہ ینظر ما هو فلما راٰہ اجوف عرف انہ خلق خلقا لا یتمالک

رواہ مسلم یعنے جب خدا نے آدم کو بنا کر بہشت مین رکہا تو ابلیس دیکہنے لگا کہ وہ کیسا شخص ہے اور اوسکے
گرد گہومتا پہرا پہر جب دیکہا ابلیس نے کہ وہ اندر سے خالی ہے تو سمجہا کہ اوسکی خلقت مضبوط نہین ہے
ظاہر ہے کہ قوت بہیمیہ سے مطابقت مضمون حدیث کی نہین ہوسکتی تو وجود خارجی ابلیس کا تسلیم کا قابل
تسلیم ہے فتدبر موطا امام مالک مین ایک حدیث طویل مین سانپ کے مار ڈالنے کے باب مین
مذکور ہے فقال صلعم ان بالمدینۃ جنا قد اسلموا فاذا رأیتم منہم شیئا فاذنوہ
ثلثۃ ایام فان بدا لکم بعد ذلک فاقتلوہ فانما ہو الشیطان یعنے حضرت صلعم نے
فرمایا کہ مدینہ مین مسلمان جن ہین جب دیکہو یعنے سانپ کی شکل مین تو تین روز تک کی اجازت دو کہ
گہر سے نکلجاوین پہر اگر بعد اوسکے بہی نظر آوے تو اوس سانپ کو مار ڈالو کیونکہ وہ نہین ہے مگر شیطان
اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ جن اور شیاطین سانپ بنکر گہر مین پہرتے ہین جو مسلمان جن سانپ
بنکر آیا ہے تو وہ تین روز کے عرصہ مین نکل جاتا ہے مگر شیطان نہین نکلجاتا ہی لہذا اوسکو مار ڈالنے کا حکم فرمایا تحال وجود خارجی
جن اور شیطان کا لازم آیا اور اون دونون قسم کو شکل حیوانات ذی روح کی بنا لینے کا بہی اختیار
ثابت ہوا اور یہ بہی مان لینا پڑا کہ شیطان بہی ایک قسم جن کی ہے نہ قوت بہیمیہ وہو المقصود اور اسی
کے موافق ہے حدیث سنن ابی داؤد مین انہ سمع ابا سعید الخدری یقول قال رسول اللہ
صلعم ان الہوام من الجن فمن رأی فی بیتہ شیئا فلیحرج علیہ ثلث مرات
فان عاد فلیقتلہ فانہ شیطان بلفظہ اور اسی مقام پر چند احادیث
اور بہی مضمون واحد موجود ہین من شاء فلیرجع الیہ سنن ابی داؤد مین حضرت عبد اللہ بن عباس سے
باب فی اطفاء النار باللیل مین ایک حدیث مین یہ قصہ مذکور ہے کہ ایک چوہا چراغ کی بتی لیگیا
اور اوس سے آگ لگ گئی تب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوتے وقت چراغ گل کر دیا کرو
کیونکہ شیطان چوہے کو آمادہ کرتا ہے اس فعل پر پہر جلا دیتا ہے تمکو الفاظ حدیث کی بقدر ضرورت لکہتا ہون
فقال اذا نمتم فاطفئوا سرجکم فان الشیطان یدل مثل ہذہ علی ہذا فیحرقکم
غور فرمایئے کہ کس انسان کی قوت بہیمیہ چوہون کو بہکانے کیواسطے جاتی ہے جسکا نام شیطان کہا
ہے کیا عجب ہے کہ ہمارے حضرت مخاطب چوہون مین بہی قوی ملکی اور شیطانی اور سجدہ
بصورت اطاعت و شجرہ علم و عقل اور تکلیف اوامر و نواہی وغیرہ مثل آدم کے قائم کر دین ہوہا

بفضلہ تعالیٰ علیہ الشکل مشکوٰۃ مین ہے عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا تجعلوا بیوتکم مقابر ان الشیطان ینفر من البیت الذی یقرء فیہ سورۃ البقرۃ
رواہ مسلم یعنے سورہ بقر جس گھر مین پڑہی جاتی ہے شیطان اوس گہر سے بہاگ جاتا ہے نہین معلوم
کسکے بدن سے قوت بہیہ نکل جاتی ہے فافہم مشکوٰۃ شریف مین بخاری سے حدیث نقل کی ہے
جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ابوہریرہ کو حضرت صلعم نے متعین کیا تہا واسطے جمع کرکے تقسیم کرنے صدقہ
الفطر کی اور غلہ کا انبار لگا تہا اتنے مین ایک شخص آیا اور لپین بہر کر غلہ لیجانے لگا ابوہریرہ نے
پکڑ لیا اوسنے کہا کہ مین محتاج ہون چہوڑ دو پہر نہ آونگا ابوہریرہ نے چہوڑ دیا تب حضرت رسول اللہ
صلعم نے ابوہریرہ کو خبر دی کہ وہ جہوٹا ہے پہر بہی آویگا چنانچہ وہ پہر آیا اور پہر ویسا سانحہ واقع ہوا
تیسری بار اوسکو ابوہریرہ نے پہر پکڑا اور کہا کہ نہ چہوڑونگا جبتک تجکو حضور مین سرور عالم صلے اللہ
علیہ وسلم کے نہ لیجاونگا اوسنے کہا کہ مجہکو چہوڑ دو مین تمکو چند کلمات مفید بتادونگا ابوہریرہ نے
چہوڑ دیا اور اوسنے بتایا کہ جب بچہونے پر سونے کے واسطے جایا کرو تو آیت الکرسی پڑہ لیا کرو تو
شیطان تمہارے قریب نہ آنے پاویگا صبح تک جب ابوہریرہ حضرت رسول صلعم کی
خدمت مین حاضر ہوے اور یہ قصہ بیان کیا تو حضرت نے فرمایا کہ وہ سب باتون مین جہوٹا ہے
مگر اتنی بات اوس نے سچ کہی کہ آیۃ الکرسی پڑہنے سے شیطان قریب نہین آتا ہے پہر
حضرت نے فرمایا کہ تمنے جانا اے ابوہریرہ کہ وہ کون تہا یعنے جسکو تمنے پکڑا تہا اور چہوڑ دیا
اور آیۃ الکرسی کا اثر بتا گیا ابوہریرہ نے کہا کہ نہین معلوم حضرت نے فرمایا کہ وہ شیطان
تہا چنانچہ الفاظ حدیث کے بقدر ضرورت لکہتا ہون قال دعنی اعلمک کلمات
ینفعک اللہ بہا اذا اویت الی فراشک فاقرأ آیۃ الکرسی اللہ لا الہ الا
ھو الحی القیوم حتی تختم الآیۃ فانک لن یزال علیک من اللہ حافظ
ولا یقربک شیطان حتی تصبح فخلیت سبیلہ فاصبحت فقال لی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما فعل اسیرک قلت زعم انہ یعلمنی
کلمات ینفعنی اللہ بہا قال اما انہ صدقک وھو کذوب تعلم من تخاطب
منذ ثلث لیال قلت لا قال ذاک شیطان رواہ البخاری۔

اتنو تمام خیالات حضرت مخاطب کا استیصال کلی ہوگیا کیونکہ تین رات تک برابر آدمی کی شکل بنکر
شیطان کا آنا اور صدقات فطر کو کم کردینے کے واسطے اوٹھانا اور ابوہریرہ کا اوسکو پکڑ لینا اور گرفتار
مجبور ہوکر ایک عمل خیر ابوہریرہ کو سکھانا اور حضرت رسول صلعم کا یہ فرمانا کہ ای ابوہریرہ تمنے جانا
کہ تین رات سے تم کس کے مخاطب رہے وہ شیطان تھا الیسا صاف اور صریح وجود خارجی ابلیس کا
ثبوت ہے کہ جواب نہیں ہوسکتا فائدہ نفیسہ دیکھنے مین آتا ہے کہ جناب مخاطب شاہ ولی اللہ
صاحب محدث دہلوی کے کلام کو معتمد سمجھا کرتے ہین یہانتک کہ بحوالہ کتاب انتباہ فی سلاسل
اولیاء اللہ حضرت مجتہد العصر کی شاہ صاحب ہی کے مذاق پر بیان کی ہے لہذا رسالہ
قول الجمیل سے خصوصیت ہی عبارت بطور ہدیہ پیش کرتا ہون وہی ہذہ ولمن خبطہ الشیطان
یقرأ فی اذنہ الیمنی سبع مرات ولقد فتنا سلیمان والقینا علی کرسیہ
جسدا ثم اناب الی آخرہ ——— شفاء العلیل مین اوسکا یہ ترجمہ
لکھا ہے اور جسکو شیطان باولا کر ڈالے یعنی جسپر آسیب کا خلل ہو تو اوسکے داہنے کان مین
یہ آیت سات بار پڑھے الم اکثر النہیہ ولا ما الشیطان بالبیت اوم مبیھم بالحجارۃ
یقرأ ھذہ ۲۲ یجلا انھم یکیدون کیدا واکید کیدا فمھل الکافرین الی اخرہ
ترجمہ اور واسطے قریب ہونے شیطان کے گھر سے اور اوسکے پتھر پھینکنے کے لیے یہ آیت پڑھے
انھم یکیدون کیدا الخ الحمد اللہ کہ بقول محدث دہلوی وجود ابلیس کا اور ہونا اوس کے آسیب کا
بھی ثابت ہوا اگر جناب مخاطب انصاف سے دور نہ جائینگے تو شاہ ولی اللہ صاحب کے
قول کو اپنا مقبول بنائینگے ورنہ پھر کس منہ سے اونہین کے اقوال سے مجتہد العصر بنین
بننے کے واسطے خیال دوڑائینگے اسی مقام پر حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کی تفسیر عزیزی کا
مضمون ایک حدیث کا قابل گذارش ہے وہی ہذہ ابن ابی الدنیا در مکائد الشیطان از ابن عمر
روایت آوردہ کہ روزی ابلیس با حضرت موسی علیہ السلام برخورد و گفت کہ ای موسی تو را حقتعالی
برسالت خود برگزیدہ و با تو ہمکلام شدہ و من گنہگارم و میخواہم کہ توبہ کنم شفاعت من کن با حق تعالی
توبہ مرا قبول فرماید حضرت موسی علیہ السلام فرمودند کہ آری من در جناب الہی دعا میکنم کہ توبہ
ترا قبول کند حضرت موسی در دعا مشغول شدند از جناب الہی فرمان رسید کہ حقتعالی توبہ اورا

قبول کرد شفاعت تو اورا بگو کہ بسوی قبر حضرت آدم سجدہ نماید تا عفو تقصیر او کنم حضرت موسی
ابن عمران با ابلیس گفتند ابلیس گفت کہ من زندہ اورا سجدہ نکردم مردہ او را چرا سجدہ کنم الخ آب خاکسار
خدمت مخاطب والامراتب مین عرض کرتا ہے کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے جس حدیث کا
حوالہ دیا ہے غالبًا ایسے محدث اور محقق کذب صریح مین داغدار نہ ٹھہرائے جاتینگے نہ آپ اونکو
ایسا ناواقف فن تنقید حدیث مین بتا تینگے کہ وہ صحیح اور سقیم مین تمیز نہ کرسکتے ہون تو مقتضائے
انصاف دوستی وحق پسندی یہی ہے کہ حضور والا بھی اپنے وساوس پر اصرار نفرماوین
اور مخالفت نصوص قرآنی وجمہور اہل اسلام سے باز آوین اور حصن حصین مین جو التزام
انتخاب احادیث صحیحہ کا کیا گیا ہے اور مصنف رح کے حال پر بسبب اوس تالیف شریف
کی جو عنایت خاص حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوئی ہے وہ بھی دیباچہ کتاب
مذکور سے ظاہر ہے اوسمین یہ حدیث منقول ہے وان اصیب احد بلمم من
الجن وضعہ بین یدیہ وعوذہ بالفاتحۃ والم الی المفلحون و
الٰھکم اللہ واحد الایۃ وایۃ الکرسی وللہ ما فی السمٰوات
وما فی الارض الی آخر البقرۃ وشھد اللہ انہ الایۃ وان ربکم
اللہ الذی فی الاعراف الایۃ وفتعالی اللہ الی اخر المومنون وحشر
من اول الصافات الی لازب وثلث ایات من
آخر الحشر وانہ تعالی الایۃ من الجن وقل
ھو اللہ احد والمعوذتین مس ق ا شرح حصن حصین
ظفر جلیل مین حدیث موصوف کا ترجمہ اور اوسکے متعلق جو فوائد لکھے
ہین وہ بھی ملاحظہ ہون اور جو مبتلا ہوئے کوئی ساتھ آسیب کے جن سے بٹھاوے
اوسکو آگے اپنے اور پڑھے اوسپر ساتھ الحمد کے الی قولہ المفلحون کی یہ حاکم ابن ماجہ احمد نے
فـ حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایک اعرابی نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس حاضر ہوکر عرض کیا کہ میرا بیٹا بیمار ہے فرمایا کیا بیمار ہے عرض کیا کہ اوسکو
آسیب ہو گیا ہے حضرت نے اوسکو بلاکر یہی عمل کیا لیں اوٹھا وہ گویا کہ کچھ خلل نہین رکھتا تھا

کذا ذکر العلی اور تاثیر جنات کی حق ہے یہی ہی مذہب اہل حق کا اور غالب رہتا ہے آدمی
اوپر بسبب ذکر اللہ اور دعا اور تعوذ اور درود پڑہنے کی اور بڑی عمدہ چیز کہ اکثر آزمانے والون
نے آزمائی ہے دفع جنات کے لیے آیۃ الکرسی ہے اور ابن مسعود سے روایت ہے
کہ ایک دفعہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ راہ مین جاتا تھا مین کہ ایک آسیب والے کو
دیکہکر مین اوسکے پاس گیا اور کچہ اوسکے کان مین مین نے پڑہا پس وہ ہوشیار ہوا پہر آنحضرت
صلعم نے پوچہا کہ کیا پڑہا تہا تو نے عرض کیا مین نے کہ افحسبتم انما خلقناکم عبثا
آخر آئیت پڑہا فرمایا قسم اوس خدا کی کہ جان میری اوسکے ہاتہ مین ہے اگر کوئی ہوشیار اسکو
پہاڑ پر پڑہے تو خوف الٰہی سے وہ ہی گر پڑے کذا ذکرہ الفخر رحمۃ قال خصائص کبرے مین
بیہقی سے روایت ہے کہ نقل کیا ابودجانہ سے کہا ابودجانہ نے کہ شکوہ لیکیا مین نے رسول خدا
صلعم کے پاس عرض کیا مین نے کہ یارسول اللہ جسوقت کہ مین لیٹتا ہون بچہونے مین
تو ناگاہ سنتا ہون گہر اپنے مین آواز مانند آواز چکی کے اور بہن بہناہٹ مانند بہن بہناہی
آواز مکہی شہد کی اور دیکہتا ہون چمک مانند چمک بجلی کے اوٹہایا مین نے سر اپنا گہبرانے
ہوتے ڈرتے ہوتے ناگاہ دیکہا مین ایک سایہ سیاہ لٹکتا ہوا بلند اور لمبا ہوتا جاتا ہے صحن
گہر میرے مین پس قصد کیا مین نے طرف اوسکے پس ہاتہ لگایا مین نے جلد اوسکے کو پس ناگاہ
جلد اوسکی تہی مانند جلد سیہ کے پس پہینکا مونہہ میرے پر مثل شعلہ آگ کے پس گمان کیا مین نے
کہ اوسنے جلادیا مجکو پس فرمایا رسول اللہ صلعم نے رہنے والا گہر کا یعنے جن برا ہے ای ابودجانہ
پہر فرمایا کہ لاؤ میرے پاس دوات اور کاغذ پس لائے پس وہی دوات اور کاغذ حضرت
علی بن ابی طالب رض کو فرمایا کہ لکہہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ ھذا الکتاب من محمد
رسول رب العلمین الی من طرق الدار من العمار والزوار والسائحین الا
طارق یطرق بخیر یا رحمن اما بعد فان لنا ولکم فی الحق سعۃ فان تک
عاشقا مولعا او فاجرا مقتحما او راعیا حقا مبطلا ھذا کتاب اللہ ینطق
علینا وعلیکم بالحق انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون ورسلنا یکتبون
ما تمکرون اترکوا صاحب کتابی ھذا وانطلقوا الی عبدۃ الاصنام

والی من بن عمران سمع اللہ الھا انتم لا الہ الا ھو کل شی ھالک الا وجھہ
لہ الحکم والیہ ترجعون تغلبون حم لا تنصرون حم عسق
تفرق اعداء اللہ وبلغت حجۃ اللہ ولا حول ولا قوۃ الا
باللہ فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم کہا ابودجانہ نے پس لے آیا
میں اوسکو اپنے گہر اور رکہا میں نے نیچے سر اپنے کے اور سویا میں اوس رات پس نہ جاگا میں مگر
آواز ایک چلانے والی سے کہ کہتا ہے ای ابودجانہ جلایا مجکو ای ابودجانہ قسم ہے لات اور عزی
کی ان کلموں نے پس ساتھ حق صاحب اپنے کے جب اوٹھایا تو نے یہ کتاب پس پھر نہیں ہم
تیرے گھر میں اور نہ تیرے ہمسایہ میں پس صبح کی میں پس نماز صبح کی پڑھی میں نے ساتھ رسول اللہ صلعم
کی اور خبر دی میں نے حضرت کو ساتھ اوس چیز کے کہ سنا میں نے جنات سے پس فرمایا ای ابودجانہ
اوٹھا قوم سے پس قسم ہے اوس ذات کی کہ بھیجا مجھے ساتھ حق کے تحقیق وہ پاتے ہیں رنج عذاب کا تا
قیامت تک انتہی بلفظہ اور حصن حصین میں ہے واذا تغولت الغیلان نادی
بالاذان مرقعہ یعنی جب ظاہر ہوں چلاوے پکار کے کہی اذان نقل کی مسلم نے اور ابن ابی
نے بعد ختم ہونے عبارت نظم جلیل کی خاکسار خدمت میں جناب مخاطب کے عرض کرتا ہے
کہ احادیث نبوی سے ثابت ہو چکا کہ جن و شیاطین کا وجود خارجی ہے اور آسیب جن کا بھی ہوتا ہے
اور وہ گھروں میں بھی داخل ہوتے ہیں اور اونکے نام خط بھی لکھے جاتے ہیں تو اب یہ قاعدہ
کلیہ حضور کا کہاں باقی رہا کہ جو شئے حواس کے ذریعہ سے معلوم نہو وہ وجود خارجی نہیں رکھتی
ہے اتنوقت حقیقت کا مرتفع ہو گیا تو معنی مجازی اور وہمی کا اختیار کرنا اور اوسپر اصرار اور استبداد
نہیں ہے فائدہ الحمد للہ کہ آیات واحادیث سے امور مفصلہ ذیل ہمنے ثابت کردیے اول ابلیس بھی
جن کی ایک نوع ہے اور جن کا اور ابلیس کا وجود خارجی ہے دوم مادہ وجود ابلیس کا نار حقیقی ہے
سیوم تمام جنوں کے بلکہ سنن ابی داؤد میں ہے حسن سے ہے قال قال رسول اللہ صلعم ان
من الشیطان فان الشیطان خلق من النار بعض انبیاء اور صحابہ نے شیطان کو دیکھا ہے
چہارم ابلیس اور اوسکے جنود کا یہ کام ہے کہ وہ انسان کا اغوا کرتے ہیں بلکہ ابلیس کا تخت دریا پر
رکھا جاتا ہے اور وہ اپنے لشکر کو واسطے اغوای بنی آدم کے بھیجتا ہے اور موافق افعال کے

شیطان کی داد دیتا ہے پنجم ابلیس اور اوسکی ذریت و قوم سبکی سب دشمن بنی آدم کی ہین ششم
اب تک ابلیس روتا ہے سجدہ نکرنے پر جب وہ ابن آدم کو سجدہ مین دیکھتا ہے جس سے وجود
حقیقی سجدہ کا ثابت ہوتا ہے نہ مجازی ہفتم کبھی شیطان تسلط پاتا ہے ابن آدم پر اور کبھی بسبب برکت
اسماء الٰہی و رتا ثیر ادعیہ ماثورہ کی حاضر نہین ہوسکتا اور دور بھاگتا ہے کبھی بسبب نسیان پر ہوجاتا ہے اور ورد ادعیہ
ماثورہ و کلمات طیبہ آیات قرآنی سے دفع ہوجاتا ہے ہشتم یہانتک ابلیس کو تسلط دیا گیا ہے کہ طعام اموال اولاد مین بھی
تصرفات کی حاصل کر لیتا ہے نہم ابلیس صاحب اولاد و صاحب قوم و لشکر ہے اور بعض جانور اوسکو دیکھتے ہین اور جانور نکو بھی ایذا پہنچایا
کرتا ہے اور غول بیابانی بنکر بھی ڈراتا ہے اور نماز مین بھی آکر ستاتا ہے دہم استراق سمع کیواسطے
طرف آسمان کے جاتا ہے اور شہاب ثاقب سے مارکہاتا ہے وغیر ذلک من الاعمال والتصرفات
تو اب انصاف کرنا چاہیے کہ وجود خارجی ثابت ہونے مین کیا حالت منتظرہ باقی رہتی ہے اور جب
یہ ثابت ہوا کہ منکر سجدہ حضرت آدم وہی ابلیس ہے جسکو ہم بیان کرتے ہین نہ قوت انسانی تو اب
دیکھنا چاہیے کہ اوسکو کس قدر تصرف اور کس کس قسم کا تسلط ابن آدم پر حاصل ہوا ہے پہلے ہم بیان
کرتے ہین کہ خداتعالی ہمکو خبر دے چکا ہے کہ شیطان تمہارا دشمن بھی ہے اور گمراہ کرنے والا بھی ہے
انّہ عدوّ مضلّ مبین غور کرو کہ عداوت ابلیس کی اور اوسکے قوم کی انسان کے ساتھ جیسے یقینی
ہوگئی اوسی طرح اغوا اور اضلال بھی قطعیات سے ہوگیا تو کیونکر کوئی ذی علم ایسا شبہہ کرسکتا ہے
کہ شیطان صرف انسان کا دشمن ہے مگر موثر مین نہین ہے کلام الٰہی نے اس شبہہ کو بھی دفع کردیا ہے
اور انّہ عدوّ مضلّ مبین کہکر ہمکو سمجھا دیا ہے اور اسی آیت کے موافق وہ احادیث بھی ہین جنمین وسوسہ
شیطان کا ذکر ہے ظاہر ہے کہ وسوسہ دو قسم پر ہوسکتا ہے ایک یہ کہ کسی شکل اور صورت مین آکر
مثلاً نماز مین خلل ڈالے اور خضوع اور خشوع مین فرق ڈالے یا دیگر امور خیر مین مخل ہوجاوے دوسرے
یہ کہ ہمارے دلو نمین وسوسہ پیدا کرے اور مثلاً غصہ کی حالت مین اشتعال طبع بڑہا کر جورو اور خصم مین
مفارقت و مباینت کرادے اور پھر موافق مضمون حدیث کے عزازیل کی لشکریون مین وہ شیطان
سب سے زیادہ تقرب پاوے بہرکیف اضلال کا لفظ قرآن مجید مین ایسا جامع واقع ہوا ہے کہ سب
افراد پر صادق آتا ہے پس جب یہ بات طے ہوگئی کہ اضلال بھی کام ہے شیطان کا تو تسلط ابلیس کا
اعضاء ظاہری و باطنی انسان مین قابل انکار نرہیگا اور کیونکر اوسکا تسلط کامل نہ مانا جاویگا حالانکہ

قرآن شریف کی متعدد آیات سے بھی ایسا ہی تصرف اور تسلط ثابت ہوتا ہے کہ ماسبق گذرا
اسورہ اعراف مین بھی ہے قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأَقْعُدَنَّ لَهُمْ
صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ ثُمَّ لَآتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ
وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ
یعنے بولا ابلیس جیسا تونے مجھے بدراہ کیا ہمین بیٹھونگا اونکی تاک مین تیری سیدھی راہ یعنے
اونکی بھی راہ مارونگا پھر اونپر اونگا آگے سے اور پیچھے سے اور داہنے سے اور بائین سے اور نہ پاویگا
تو اکثر اونمین شکر گذار موضح القرآن اور عطیہ سے جو روایت ابن عباس سے ہے اوسکی
یہ عبارت ہے من بین ایدیھم من قبل دنیاھم یعنی ازینہا فی قلوبہم و
من خلفھم من قبل الاخرۃ فاقول لا بعث ولا جنۃ ولا نار وعن
ایمانھم من قبل حسناتھم وعن شمائلھم من قبل سیاتھم کما فی المعالم
یعنے دنیا کی زینت کو اونکے دلونمین جگہہ دونگا اور آخرت کے باب مین یہ شک ڈالونگا کہ نہ حشر
نشر ہے نہ جنت و نار کی کچہ اصل ہے اور حسنات سے باز رکھونگا اور گناہون پر راغب کرونگا اور
قتادہ کا یہ قول ہے اتاھم من بین ایدیھم فاخبرھم انہ لا بعث و
لا جنۃ ولا نار ومن خلفھم من امور الدنیا یزینھا لھم ویدعوھم
الیھا وعن ایمانھم من قبل حسناتھم بطاھم عنھا وعن شمائلھم
زین لھم السیئات والمعاصی ودعاھم الیھا اتاک یا ابن آدم
من کل وجہ غیر انہ لم یاتک من فوقک لم یستطع ان
یحول بینک وبین رحمۃ اللہ کما فی المعالم
الغرض مفسرین کے اقوال سے معنی آیت مین اغواے ابلیس ہر قسم کا ظاہر ہوگیا اور یہی اسکی
سورہ ہے یَا بَنِي آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُمْ
مِنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا یعنے اے اولاد آدم کہین
بہکا نہ دے تمکو شیطان جیسے نکلوا دیا تمہارے مان اور باپ یعنے آدم اور حوا کو بہشت سے اور
چھنوا دیا اونسے لباس اونکا اور یفتننکم کے معنی ہین یضلنکم کما فی المعالم اور یہ

ل
فی زماننا بعضون
نے ایسا ہی کہنا
شروع کیا ہے
کہ جنت و نار و حشر
نشر یہ جنت سے
نار سب مجاز
و استعارہ ہین اصل
سے واقعی شیطان
نے ایسا ارادہ خوب
ہی پورا کر لیا
ہے اور حضرت قتادہ
و ابن عباس کے
بیان سے یہ مضمون
بیشک ثابت ہے
کہ شیطان کا یہ
مقصد قرآن شریف سے
بھی صراحۃً ثابت ہے
مین ایا ہے
[illegible]

زیادہ صاف ہے قول ابلیس کا سورہ حجر مین ہی لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ
الآیۃ الحاصل خوب ثابت ہوا کہ اضلال و اغوا و عداوت اوسی شیطان رجیم کا کام ہے جسنے
قیامت تک زندہ رہنے کی مہلت واسطے اغوای بنی آدم کے مانگی تہی اور سجدہ سے انکار کیا تہا اور
جسکو بنی آدم کے قلوب و ظاہر و باطن بدن مین اثر پیدا کرنیکا اختیار یہان تک ملا ہے کہ دنیا کی زینت
کو دل مین جگہہ دیتا ہے اور گناہون پر آمادہ کرتا ہے اور ثواب و عذاب آخرت سے انکار کراتا ہے
اور وسوسہ اوسی اضلال و اغوا کا نام ہے تو اب کچہ کلام نرہا کہ نماز مین جو وسوسہ ڈالنے والا ایک
خاص شیطان ہے جسکا نام خنزب ہے یا حدیث مین جو آیا ہے کہ شیطان مانند خون کے بدن مین
پہرتا ہے اوس سے مراد وہی اثر تسلط شیطان کا ہے جیسا آسیب وہ مین ایک خاص قسم کا
اثر ہو جاتا ہے اور تاثیرات اشیاء خارجی کا کوئی انکار نہین کر سکتا ہے مثلاً سمیت ہوا کی کیسا اثر
پیدا کرتی ہے اور ہوا کا وجود خارجی مگر سمیت کا وجود خارجی محسوس نہین ہوتا ہے وہ ایک طرح
کا اثر ہے اسیطرح شیطان کا وجود خارجی ہے اور اوس سے ظاہر و باطن بدن انسان مین ایک
تاثیر اغوا و اضلال کی یا ایذا و تکلیف کی پیدا ہو جاتی ہے اور بعض احادیث مین نظر بد کا اثر پیدا
ہونا اور اوسکا علاج ارشاد ہوا ہے حالانکہ وہ کیفیت ہی جسم انسان مین ایسا اثر پیدا کرتی ہے
کہ بیماری سے بدتر کر دیتی ہے اور صرف اوسی شخص کا وجود خارجی معلوم ہوتا ہے جسکی وہ
نظر ہے مگر نظر کے واسطے وجود خارجی ضرور نہین ہے اسی طرح شیطان کا وجود خارجی ہے مگر
اوسکے تسلط سے جو اثر پیدا ہوتا ہے وہ قابل انکار نہین ہے اور بلاشک وہ اثر بدن مین
ایسی سرایت کرتا ہے جیسے رگون مین خون جاری تو جس حدیث مین وسوسہ خنزب شیطان کا
ذکر ہے یا خلل انداز ہونا نماز مین شیطان کا اور حضور قلب مصلے مین حجاب ہونا اوسکے وسوسہ
کا مذکور ہے جسکو حائل ہونا بے تکلف کہہ سکتے ہین وہ ہرگز قوت بہیمیہ پر دلالت نہین کرتی
ہے بلکہ وجود ابلیس مین تائید دیتی ہے اور اثر ابلیس کا بدن مین جا کر تسلط پیدا کرنا اور مثل ہوا کے
داخل جسم ہو جانا اور پہر اثر اپنا مانند سمیت وغیرہ کے پیدا کرنا ایسا امر نہین ہے جو خلاف عقل ہو
یا اوسپر جیسی مجری الدم کی تشبیہ صادق نہ آوے مشبہ اور مشبہ بہ یعنے شیطان اور خون مین
وجہ شبہہ کی وہ ہی سرایت ہے جو ہم بیان کر چکے ہین تو اب حدیث ثانی بہی ہماری

یعنے جب انسان یا حیوان کو نظر لگ جاوے ... زائل کیا جاوے ۱۲ منہ

موئد ٹھیرے گی نہ حضرت مخاطب کی کیونکہ کسی حدیث مین قوت بہیمیہ کا ذکر بھی نہین ہے
اور بعد ثبوت کلی اس امر کے کہ اغوا و اضلال و وسوسہ خاصہ ہے اوسی ابلیس کا اور اسکے
جنود و ذریت کا جسکے واسطے عدو مضل صاف فرمایا ہے تو اول احادیث کی بحث جاتی
رہی جسمین اسی قسم کی وساوس و اضلال شیطانی کا ذکر ہے کیونکہ بعد رفع ہوجانے تعذر
حقیقت و ضرورت مجاز کے وہ سب احادیث لنا لا علینا سمجھے جائینگی کما یعلم الخبیر اور اوسی
مقام پر ہم یہ بھی ذکر کر دینا مناسب سمجھے ہین کہ جسطرح حقیقت ذات شیطان کی ہمنے ثابت
کردی کہ وہ جن کی نوع ہے اور بنی آدم کا دشمن بھی ہے اور مغوی اور مضل بھی ہے اسی واسطے
اوسکو کہین ابلیس کہین جن کہین شیطان کہین عفریت کہین طاغوت کہین خناس بولا گیا
ہے اسی طرح ہمکو جناب مخاطب یہ امر ثابت کر دین کہ لغت مین یا اہل لسان کے محاورات
مین قوت بہیمیہ کو معنی حقیقی یا منقول عرفی یا شرعی مین ابلیس و شیطان کہتے ہین مثلا جب
کہا جاوے کہ انسان مین کتنے قوی ہین تو جواب دیا جائیگا کہ شامہ و باصرہ و حس مشترک و وہم
و خیال و حافظہ و حس و متخیلہ و عقل و علم وغیرہ سے انسان بنایا گیا ہے اور اگر حضرت مخاطب
مجبور ہو کر فرماوین کہ قرآن مین تشبیہ مراد ہے تو تشبیہ کے واسطے مشبہ و مشبہ بہ چاہیے پہلے
اصلی شیطان کو مان لینا پڑیگا بعدہ باعتبار وجہ شبہ کسی انسان کی قوت کو شیطان کہہ سکتے ہین
اور تشبیہ مراد لے سکتے ہین ورنہ مشبہ اور مشبہ بہ واحد ہوجائینگی اور اگر استعارہ اور مجاز مراد ہے
تو کسی قاعدہ کے ساتھ تطبیق دیدیجئے تو تبادر اذہان ہے نہ سیاق سباق سے کچھ مناسبت ہے
نہ متعارف و شائع ہے نہ معانی متعددہ مین سے کسی ایک کا اختیار کرنا ہے نہ قرآن مین کوئی
لفظ طرف اوس معنی مجازی کے اشارہ کرتا ہے نہ کسی مثل یا قول مشہور کے موافق ہے
جس سے معنی مجازی خاص فہم مخاطبین مین قائم ہوسکین قرآن شریف مین جہان تشبیہ دی گئی
ہے اکثر لفظ مثل یا ضرب اللہ مثلا یا کاف تشبیہ کا یا کوئی دوسرا اشارہ موجود ہے جیسے مثل نورہ
کمشکوۃ مثلہم کمثل الکلب ضرب اللہ مثلا و ضرب المثل و مثلہم کمثل الذی استوقد نارا ضرب اللہ مثلا
رجلین الآیۃ وغیر ذلک من الآیات کسی اور قسم کا مجازی اگر آیا ہے تو محاورات اہل لسان و تبادر
اذہان کے خلاف کہین نہین ہے بخلاف آیات قصہ آدم کے کہ تمام و کمال افراد مخاطب

تنافر اور متغایر ہین اور صوفیہ کرام جو یہ فرماتے ہین کہ خدا کی یاد سے جو چیز ہمکو غافل کرے
یا لذائذ دنیا کی طرف رغبت دے وہ ہمارے حق مین شیطان ہے یا یون کہتے ہین کہ ہمارا نفس
جو دنیا طلبی مین ہمکو رکہنا چاہتا ہے وہ بہی ہمارا شیطان ہے اس سے حضرت مخاطب کو کچھ
فائدہ نہوگا کیونکہ وے لوگ وجود حقیقی ابلیس کے منکر نہین ہین نہ کسی قوۃ مسلمہ مخاطب کو شیطان
ٹہراتے ہین بلکہ شیطان کے ساتھ تشبیہ دیتے ہین ہر چیز کو جو خدا کی یاد سے غافل کرے تو تبیین الکلام
مین محب اللہ الہ آبادی کے قول کی سند پیش کرنا محض بیفائدہ ہے پس جبکہ قوۃ بہیمیہ ابلیس نہین
ٹہری تو جو تفسیر آیات قرآنی کی اہل اسلام کرتے آتے ہین وہی درست ٹہری گی نہ طبع آزمائی و ایجاد
حضرت مخاطب کی وہو المقصود تنبیہ — جناب مخاطب کا یہ دعوی ہے کہ بدن انسان مین
ایک قوت بہیمیہ ہے جو روح کے ساتھ عداوت رکہتی ہے اور روح کو اوسکے ساتھ عداوت
ہے بلکہ تبیین الکلام مین یہ بہی فرمایا ہے کہ قبل کہانے شجرہ ممنوعہ سے وہ عداوت اصلی آئی تہی
اس دعوے پر دلیل ہمکو عنایت فرماوین کیونکہ کسی کتاب علم حکمت و یا شرع شریف مین اس
قول کی تصدیق نہین پائی ہین جہان تک ہمکو معلوم ہے اسی قدر ہے کہ تمام قوای انسانی
ظاہری و باطنی خادم نفس انسان کے ہین روح کی تفریح و تقویت چاہتے ہین کسی قوت کو
عداوت ساتھ روح کے نہین ہے کیونکہ روح ذاتی ہے اور قوی اور اعضاء بدن صفات
و عرضیات اوسکے ہین ہر ایک قوت سے قوام بدن و بقای روح ہوتا ہے جب کوئی قوت
بیکار ہوجاتی ہے اوسی قدر روح کو صدمہ پونہچتا ہے اور اوسکے اعادہ کی خواہش کرتی ہے علاوہ
اسکے کوئی قوت بہیمیہ ایسی نہین ہے جسکو فی نفسہا مثل انسان کامل کے علم و عقل نفع
و ضرر کے سمجہنے کا حاصل ہو حالانکہ عداوت کرنا اور دہوکا دینا منحصر ہے اس امر کے فہم و ادراک
پر کہ روح کو صدمہ پہونچانا کس فعل سے ہو سکیگا اور وہ فعل کیونکہ سر انجام پاویگا اور اوسکا کیا
نتیجہ نکلیگا اور ایسا علم و عقل تسلیم کے لایق نہین ہے جب تک ایک قوت کو جو دشمن ٹہرائی
جاتی ہے مثل انسان کامل کے نہ سمجہا جاے جو بالبداہت باطل ہے مثلاً قوت سامعہ کا
خاصہ ہے کہ جسقدر آواز اچہی یا بری آوے اوسکو قبول کرلے اور باصرہ کا اتنا ہی کام ہے کہ
آنکہہ کہولی جاے تو جو چیز اچہی یا بری سامنے آوے اوسکا انعکاس قبول کرلے اور حس [illegible]

بھی ایساہی حال ہے کہ بذریعہ قوت باصرہ کے جو حاصل ہوا وسکو نگاہ رکھے اور واہمہ
وغیرہ کا بھی ایساہی عمل ہے اور بعض اعضا مین بعض قوت بھی خاص ہین جیسے زبان مین
قوت ذائقہ اور اعضاء تناسل مین قوت مباشرت اور کان مین قوت سمع ہان عقل کا یہ کام ہے
کہ جس قوت کا اقتضا رخلاف مصلحت اور مخالف روح وناملائم حالات وقت سمجھتی ہے اوس سے
باز رکہنا چاہتی ہے اور روح انسانی عقل وعلم کی بدولت استعمال بعض قوت کا بعض اوقات مین
پسند نہین کرتی ہے مثلاً جب عقل کے ذریعہ سے روح کو معلوم ہوتا ہے کہ زہر کہانا اگرچہ
طعام لذیذ مین ملا ہو مناسب نہین ہے تو قوت ذائقہ واشتہاء طعام کو استعمال نہین کرتی
یا جب معلوم ہوتا ہے کہ دیکہنا آفتاب کا ضعف بصر پیدا کریگا تو قوت باصرہ کو اوسکی طرف متوجہ
نہین ہونے دیتی اسیطرح ہر ایک قوت کا حال ہے ہان جب ضعف عقل ہوتا ہے تو ہر ایک
قوت سے ضرر پہونچ سکتا ہے اور وہی نقصان پہونچاتی ہے مثلاً جب عقل نے طعام زہر آلودہ
کے کہانے سے نہ روکا تو قوت ذائقہ نے گو لطف اوٹہایا مگر روح کو صدمہ پہونچا اسیطرح بیہودہ
چیزین دردانگیز حکایتین بذریعہ سامعہ کے سننے مین آوینگی اور بذریعہ باصرہ کے صورت مکروہ دیکہنے
مین آویگی اور بذریعہ قوت مباشرت کے زنا واقع ہوگا سارا مدار عقل وعلم پر ہے اوسی کے کمال
سے ہر قوت سے نفع ہے اور اوسی کے نقصان سے ہر قوت سے نقصان ہے اور ضعف
اور قوۃ کا عقل کا کبھی تو جبلی ہوتا ہے اور کبھی سوء مزاج سے پیدا ہوتا ہے کبھی قلت علم اور تجربہ
سے ہوتا ہے اور قوت عقل کی کثرت علم وصحت جسمانی وصحبت صالحین وعقلا وغیرہ اسباب
سے پیدا ہوتی ہے اور زیادت علم تحصیل سے متعلق ہے یا خداداد ہے الحاصل کوئی خاص
قوت ایسی نہین ہے جسکو خود یہ قابلیت واستعداد حاصل ہو کہ ہمیشہ روح کی عداوت پر قائم رہے
اور روح اوسکو اپنا دشمن جانتی ہو اگر قوت بہیمیہ نام رکہا ہے قوت شوقیہ وشہوانیہ کا تو لانسلم
کہ وہ دشمن روح ہے اوسی قوت کی بدولت کہانا لذیذ کہاتے ہین اور زن منکوحہ سے صحبت
کرتے ہین عمدہ اسباب کا استعمال کیا جاتا ہے نفیس چیزونکا پاس رکہنا مرغوب ہوتا ہے تو فرحت
روحانی کے واسطے اوسی قوت سے کام لینے کا دستور ہے برعکس اسکے گندہ چیزین تاریک
مکان کثیف طعام وغیرہ خباثت سے روح کو صدمہ پہونچتا ہے تو اب کوئی نہین کہہ سکتا ہے کہ

قوت شہوانیہ شوقیہ دشمن روح کی ہے یہان بہی وہی فائدہ کلیہ ہے کہ عقل انسان کی اون قوی سے
بہی کام لین موقع اور مصلحت دیکہکر پسند کرتی ہے اگر عقل مین نقصان ہوجاتا ہے یا علم کچھ کمی کرتا ہے
تو اوس قوت سے بہی ضرر پہونچتا ہے جسطرح کہ اور قوتون سے پہونچ سکتا ہے البتہ شیطان کا ایک
ایسا وجود ہے جسکو نفع اور ضرر کا بخوبی علم ہے اور وہ بہی مثل انسان کے فہم کامل رکہتا ہے و نیک
بد کا نتیجہ سوچ کر عقل مین تصرف اس قسم کا کرتا ہے کہ وہ دہوکہ کہاتی ہے اور اپنا کام عداوت قدیمکا بخوبی
نکال لیتا ہے دیکہو غصہ بہی ایسی قوت نہین ہے جو ہر وقت ہمیشہ مذموم ہو اور اوسکو دشمن روح کا مان
لیا جاوے مثلا جب کوئی انسان زید کو دیکہے کہ وہ معاذ اللہ قرآن شریف کو بے ادبی کے ساتہ پہینک کر
اس فعل پر خوش ہو رہا ہے یا کسی مصلے کو نماز پڑہنے سے بجبر روکتا ہے اوس وقت یہ حرکت زید کی
دیکہکر اگر غصہ آوے اور اوس حالت مین زید کو روکے اور سزا دے تو وہ غصہ عین حرارت ایمان
کے درجے مین داخل ہوگا الحاصل کوئی بہی قوت ایسی نہین ہے جسکو محض عداوت ساتہ روح
ہو اور ہمیشہ دہوکہا دینے کا ارادہ کرے اور یہ سمجہتی ہو کہ ایسا مہور مین لاؤن تب روح کو صدمہ پہونچے
اور ایسا کام کرایا جاوے جس سے دوزخ مین داخل ہوسکے بلکہ جس وقت ذرا سا بہی صدمہ روح کو
پہونچتا ہے تمام قوی انسانی اوسی کے دفع کرنے مین متوجہ ہوجاتی ہین اور روح کو بدن سے خارج
ہونے سے بچاتی ہین اور ایسا کیون نکرین گی روح کے نکلتے ہی تمام قوے خود غارت ہوجاتینگے
بخلاف شیطان کے کہ اوسکا کیا بگڑیگا خوب تماشا دیکہے گا اور یہ سوچنا چاہیے کہ اگر ہر ایک قوت کو
خواہ اونمین سے بعض کو بفرض محال ایسا علم و شعور مان لو کہ وہ عقل کی بہی چراغ گل کرتی ہے اور
خود علم و عقل ایسا کہتی ہے کہ انسان کامل اوس اپنے ہی ایک جزو سے عاجز آجاتا ہے پہر بہی
ایسی ذی عقل قوت اس امر سے غافل نہوگی کہ اگر روح ہمیں اتباع کریگی اور کفر اختیار کریگی تو دوزخ
کے عذاب مین مبتلا ہوگی اور اوسکے ساتہ ہمکو بہی دوزخ مین جانا پڑیگا کیونکہ انسان کامل ساتہ
سب قوی کے ہوتا ہے اور جب وہ انسان کامل دوزخ مین پہونچیگا تو قوی کیونکر نہ پہونچین گی
بخلاف ابلیس کے کہ وہ خوب جان چکا ہے کہ اوسکی نجات نہین ہے ضرور دوزخی ہے تو وہ خدا
سے چاہتا ہے کہ اوسی کی طرح ہر ایک بن آدم بہی دوزخ کا عذاب پاوے شاید اس مقام پر ہمارے
جناب فلسفیت مآب یہ فرماوین کہ ہم حشر اجساد کے کب قائل ہین کیا ہماری تہذیب الاخلاق مین نہین

دیکھا ہے کہ دوزخ کی حقیقت غلط ہے وہان کوئی بہٹی آگ کی یا مولویصاحب کے چولہے کی
آگ نہین ہے محض جہلا کے ڈرانے کے واسطے مجازات کا بیان ہوا ہے پہر قوت جسمانی
کیونکر دوزخ سے خوف کریگی اسکے جواب مین فقیر یہ عرض کریگا کہ پہر بہی قوت جسمانی ہی کا نقصان ہی
یعنے اگر روح کو تباہ کریگی اور روح جسم کو چہوڑ دیگی تو گو علم وعقل یا ادراک خاص قسم کا اوسکے
ساتہ رہے مگر قوای بہیمیہ تو معدوم ہوجائینگی جنکا وجود منحصر ہے بقای اعضاء جسمانی پر جس گہر مین
سارا کہیل تماشا رہے گویا اوسی مین آگ لگانی ہوگی روح کے ساتہ عداوت کرنی عین اپنے ہی ساتہ
عداوت ہے اگر ہمارے جناب مخاطب مجبور ہوکر یہ فرماوین کہ ہان ایسی کوئی قوت علم حکمت
یا کتاب وسنت مین بلفظ خاص مذکور نہین ہے مگر قوت شہوانیہ وغضبیہ وشوقیہ پر انطباق قوت
بہیمیہ کا ممکن ہے لہذا ہم اوسکو بلفظ قوت بہیمیہ مجازاً تعبیر کرتی ہین جیسا کہ باقی قوی کو ملکیہ بیان
کرتی ہین خاکسار عرض کریگا کہ اس مجاز خانہ خراب نے تو غضب مین جان ڈالی ہے پہلے لفظ
ابلیس کا مجاز ہوا قوت انسانی سے اور دعوی کیا کہ ابلیس وشیطان سے وہی قوت بہیمیہ مراد ہے
جو آدم کے بدن مین موجود تہی جب اوس قوت کا بہی پتا نہ چلا تو اب اوسکا بہی مجاز نکلا کہ قوت
شہوانیہ یا غضبیہ وغیرہ کو مجازاً بہیمیہ کہا گیا ہے خیر یہ تو سن لیا مگر یہ ارشاد فرمائیے کہ بہیمیہ کی وجہ تسمیہ
کیا ہے اور اوسکے واسطے جو نام تجویز ہوا ہے اور خطاب عطا فرمایا ہے اوسکو سرکشی خدا تعالی
کے ساتہ کرنے سے اور نافرمانی کرنے سے کیا علاقہ ہے اچہا یہ بہی جانے دو اتنا ہی جواب دو
کہ نام قوت کا بدلنا تو آپکی خاص اصطلاح ٹہرے گی پہر کیا ضرور ہے کہ وہ اصطلاح تمام اہل اسلام
مان لین یہ بہی سہی مگر ارشاد کیجیے کہ نام بدل دینے سے کیا تعریف ہے بدل جائیگی یہ تعریف قوت
بہیمیہ کی علم وحکمت اور شرع مین کہان مذکور ہے کہ اوسکو روح کے ساتہ عداوت ہے اور
روح اوس سے عداوت رکہتی ہے اور اوسکا صرف کام وسوسہ ڈالنے کا ہے اگر بیچ کتب
علم طب وفلسفیت وشریعت مین ایک بہی قوت ایسی نہین مذکور ہے جسپر آپ کے بیان کے
مطابق تعریف صادق آتی ہو نہ قوت غضبیہ کا یہ کام ہے نہ قوت شہوانیہ وشوقیہ کی وہ تعریف ہے
تینون اقسام اصلی قوی کے اور اونکے اصناف ملاحظہ فرمائیے کہ اونکا مبداء ولازم وتعریف
کیا ہے اور وہ کب جو مجسمات مین حرارت غریزیہ سے مرکب ہین اور اونکا کب یہ فعل ہے وہ تو

وہ تو سب کی سب روح کی تابع اور خادم ہین اگر کہو کہ لذائذ روحانی پر رغبت دلاتی ہین تو بہی لذائذ
روحانی ہرگز تہتی روح مین داخل نہین ہے بلکہ تقویت روح کو چاہتی ہین اور اعضا کو اور ارواح
حیوانی و طبعی و نفسانی کو قوت دیتی ہین اور قوام بدن اوسیسے درست ہے نہ ہر قسم کے لذائذ ممنوعہ
فی الشرع ہین تو عداوت محضہ کے کیا معنے ہین بخلاف ابلیس کے کہ وہ محض عداوت و اضلال ہی
کرتا ہے پہر کیونکر آپکی تقریر کسی علم سے مطابق ہو سکتی ہے اب ہم باقی تقریر جناب مخاطب بزنہی
خدیفات بیان کرتے ہین قولہ میرا ہم آدم ہی نحو اول آپنے تبیین الکلام مین سوای ابوالبشر حضرت
آدمؑ کے ایک اور آدم کا وجود قائم کرکے اوسکے ثبوت مین یہ آیت پیش کی ہے اِذْ قَالَ
رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً پس ظاہر ہے کہ سارا
قصہ خلیفہ بنانے کا اور ملائکہ کے ساتھ سوال و جواب ہونیکا اور تعلیم اسما کا بیان جو کچہ قرآن شریف
مین ہے اسی آیت سے شروع ہو کر ساتھ حرف عطف کے آخر تک چلا گیا ہے اور وہ ایسے آدم
اول سے متعلق کیا جو ہم لوگونکا دادا اور حضرت حوا کا زوج نہین تہا بلکہ آپکا تبیین الکلام مین یہ
قول ہے کہ وہ آدم بہلا نر و مادہ ساتھ ساتھ پیدا ہوتے تہے اور اونکی غذا نباتات زمین تہی اور یہی
تہی اور اونکے بعد کئی آدم پیدا ہوتے یہان تک کہ حضرت ابوالبشر جب پیدا ہوتے تو زمین سنسان
تہی اوسپر کوئی قسم نباتات کی نتہی صرف شبنم روی زمین کو تر کرتی تہی مگر اب سرگذشت آدم مین آیات
مذکور کو حضرت ابوالبشر کی شان مین قرار دیکر ارشاد ہوتا ہے کہ خدا نے اونکو اپنا نائب زمین بنایا
اور فرشتہ غل مچاتے رہے لہذا میری یہ عرض ہے کہ باب اول توریت کی تفسیر کو اور حال کی تقریر کو
حضور مطابق کر دیجیے کہ وجہ اختلاف کی آپ ہی کی دونون تالیفات مین کیا ہے اور یہ کیا علم و
یقین تفسیر قرآن کا ہے کہ جس وقت جیسا وہم پیدا ہوتا ہے ویسے ہی معنے آیات کے ارشاد
ہوا کرتے ہین اسکے بعد یہ ارشاد ہو کہ آدم اول جسکا ذکر تبیین الکلام کی تفسیر باب اول مین ہے
قرآن و حدیث سے آپ کیونکر ثابت کرتے ہین مجرد اس قدر کہدینا کہ خدا کے کلمات اور مخلوق بے انتہا
ہین واسطے ثبوت آدم اول کے کافی نہین ہے لا دلالۃ للعام علی الخاص یہان
ثبوت ایک فرد خاص کے وجود کا چاہیے جسکے آپ مدعی ہین اور توریت کی مطابقت ملت
اسلامیہ سے کر رہے ہین پہر کیونکر حضور والا متعدد آدم کے وجود کو مانتے ہین پہر یہ آدم مجازی

ف
بیان سے
تبیین الکلام
کی
مخاطب کی
تہذیب
مجہول ہے

جو واسطے بیان کرنے تفسیر غلط آیات قرآن شریف کو آپکے سامنے حاضر ہوا تھا کیونکر جانا کہ وہ
حضرت ابو البشر تھے جیسا وہ سارا قصہ بلا آیات سجدہ و جنت و شجرہ و ابلیس وغیرہ کا مجازی بنایا گیا ہے جو عملا
اصلی آدم بھی نہ تھا مجازی آدم اور مجازی قرآن اور مجازی خدا بھی سمجھا ہوگا اور خود حضور بھی عالم خیال
مین مجازی تھے تو یہ تحریر بھی غالباً وہی خیالات مجازیہ مین ہم سمجھتے تھے کہ آپ حقیقی تفسیر ہماری مسلم
اور مقبول قرآن شریف کے بیان کرینگے مگر یہ تو کوئی وہی آدم نام ٹھرا کہ شیطان حاضر ہوا ہوگا جو
اپنے خالق کا نام بھی نہین جانتا تھا نہ یہ پہچانتا تھا کہ مجکو کسنے پیدا کیا اور جب وہ پیدا ہوا تھا تو زمین
ویران تھی شبنم کے سوا اوسپر کچھ نہ تھا پھر وہ باغ عدن جسکو جنت ٹھرایا جاتا ہے کہان سے آیا
ہوگا شاید للو بالی اور کلو کسان اوسی آدم خیالی کے ساتھ کپڑے مگوڑون مین پھرتے چلتے پرانے
جید آدم گذشتہ کی نسل سے مل گئے ہونگے لاکن پھر تعجب ہے کہ زمین تو سنسان تھی وہ کپڑے
لکڑے یہ چیزین کہان سے آتے ہونگے اور جنکی غذا ثابت ہے وہ کیا کہاتے ہونگے اور کیونکر
جیتے ہونگے شاید للو کالو کے باغ کا سبزہ ہیگا نہ ملتا ہوگا مگر وہ بھی کہان تک اور کس قدر ہوگا اور
اوسپر طرہ یہ ہے کہ جب وہ آدم پیدا ہوا تو حضرت کے بیان سے ٹپکتا ہے کہ پہلے وہ محض نطفہ تھا
جو درخت کے تخم کیطرح ٹہنگے سے بھی باریک اور رائی کے دانے سے بھی چھوٹا تھا اوسی مین
نبوت اور خلافت بھی چھپی ہوئی تھی پھر بھی یہ بات حضور کے معارف اور حقائق سے بصراحت
معلوم نہوئی کہ وہ نطفہ کسکے اعضاء تناسل سے نکلا تھا اور کسکے بطن مین ٹھہرا تھا شاید کسی جانور کا
نطفہ ہوگا اور زمین مین گر پڑا ہوگا اور زمین مین خاصیت تخم عورت کی پیدا ہوتی ہوگی وہی سو گھاس کی طرح
جما ہوگا مگر شکر ہے کہ جانورون نے وہ گھاس نوش جان نہ کی حضرت آدم خیالی بچ گئے مگر پھر
لطف یہ ہے کہ صغیر سن مین نہ بیچارہ کو دودھ پینے کو ملا ہوگا نہ کوئی سامان غذا کا ہوگا نہ خود ایسی
عقل تھی کہ بچپن مین کوئی فکر غذا کی کرسکتے ہان شاید للو کالو کی جورو ان بھی ہونگی اونہون نے
پرورش کر لیا ہوگا اور اپنے باغین اوٹھا کر لیگئے ہون گے یا شاید کسی سور یا کتے یا شیر وغیرہ
جانور وحشی و درند کی مادہ نے دودھ پلایا ہوگا جو کچھ حضور کی تحقیق ہو اور مجالاتی بی کے ذریعے سے
یا آدم مجازی کے معارف و حقائق مین ثابت کر لیا ہو ارشاد ہو جاے کہ اوس باریک ٹہنگے
کی پرورش مین بلوغ تک پہونچنے مین موافق قاعدہ نیچر کے یا کسی آیت و حدیث کے کس طور پر

واقع ہوئی تھی چونکہ آدم وہمی ہر وقت پیش نظر رہتا ہے ایکی بار اوس سے یہ سوال بھی کر لیجیے
کہ داداجان خدا نے فرشتون سے کہا تہا کہ آدم کو سجدہ کرنا اور یہ بھی فرمایا ہے اِذَا نَفَخْتُ
فِيهِ مِنْ رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ ۝ اس سے معلوم ہوا کہ بعد نفخ
روح کے وہ سجدہ واقع ہوا اور ابلیس نے انکار کیا اور کوئی لفظ کسی آیت کا ایسا پایا نہین جاتا
ہے کہ بعد نفخ روح کے مثلاً اٹھارہ برس تک سجدہ مین توقف ہوا تھا حرف اذا کے بعد ف
تعقیب کی بھی موجود ہے مشرقی تعلیم یافتہ کٹھ ملا اونچی ڈاڑہی اور اونچے پائنچے وعمامہ والے
لوگ کہتے ہین کہ بعد نفخ روح کے کوئی زمانہ ابوالبشر کے بچپن کا قطعی ثابت نہین ہوتا ہے بلکہ
اونکا قالب ایسا تیار کیا گیا تہا کہ نفخ روح ہوتے ہی فرشتون نے سجدہ کیا اور علم اسماء کا عطا
ہوا اور اونکو حکم ہوا کہ جنت مین رہین فرض کیا کہ اگر عرصہ قلیل تک وہ زمین ہی مین قبل داخل ہونے
جنت سے رہے ہون مگر جوان عاقل عالم فرشتون کے اوستاد خدا کے خلیفہ تہے اپنے رزق کی
آپ فکر کرسکتے ہونگے مگر پہنگاسا ایک کیڑا جو بڑہتے بڑہتے سالہا سال مین جوان ہوا اوسنے کیونکر
اپنی پرورش آپ کرلی اور وہ کسکے بطن سے کسکے نطفہ سے پیدا ہوا تہا اور عالم اسباب مین
داداجان جب آپ پیدا ہوتے تہے تو اوس روز حضور نے کس کا دودہ پیا تہا خلاف نیچر کے
آپکی تربیت ہماری سمجھ مین نہ آئی ذرا اسے بتا دیجیے اور کسی آیت قران سے ملا دیجیے اور جو کچھ آپ
کو یاد ہو حضور ارشاد فرما دیجیے اور اگر آپ کے داداجان مہربان ہون تو ذرا اون سے اس آیت
کے معنی بہی پوچھ دیجیے مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ
یہ تو ظاہر ہے کہ آدم ہو یا ہم ہم نے جنت حقیقی کی کبھی صورت بھی نہین دیکھی جو کچھ حال گذرا ہے وہ
باغ عدن ہی مین گذرا ہے تو وہ تینون حالتین زمین سے پیدا ہونے کی اور پھر زمین مین جانے
کی اور پھر زمین ہی سے روز قیامت نکلنے کی نہایت خوبصورتی سے بیان کرینگے ہم لوگ تو ہوئے اور
محمد صلعم کے زمانہ کے تعلیم یافتہ لوگون کے اقوال سے سنا یاد کہتے ہین ہمین حال کے زمانہ کی
نیچریون کی تحقیق پیدائش اور تربیت و غذا وغیرہ یا محتاج بچہ دو روزہ میان آدم کی کیا ہے
اور اونکی حالت نطفہ مین رائی کے دانے سے بھی چھوٹے ہونے کی حالت مین کوئی صلب ابوالبشر
متعین کرنیکے باب مین کیا رائے ہے آخر تو یہ بات پر تفسیر قرآن ٹھہری گئی ہے یہان بھی کوئی

افادہ تازہ ولطف بے اندازہ حاصل ہوگا فائدہ مین نے جو اس تقریر مین بحوالہ کتاب
تبیین الکلام مولفہ حضرت مخاطب کے ایک دوسرا آدم بیان کیا ہے مناسب سمجھا ہون
کہ انتخاب عبارات کتاب مذکور کا بھی لکھدون تاکہ ناظرین اس رسالہ کو تلاش کرنیکی وقت
جاتی رہے توراۃ کی کتاب پیدایش مین یہ عبارت ترجمہ کی تھی اور کہا خدا نے بناوین ہم
آدم کو اپنی پرچھائین سے مانند اپنی شبیہ کے اور غالب ہو مچھلیون دریا پر اور پرند آسمانون پر
اور چوپائون پر اور ساری زمین پر اور سب رینگنے والون پر جو رینگتے ہین زمین پر جناب
مخاطب نے اوسکی مطابقت ساتھ ملت اہل اسلام کے اس تقریر کے ساتھ کی ہے
مطابقت قرآن مجید اور حدیث سے ۲۶ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ
فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً اور جب کہا تیرے پروردگار نے فرشتون کو مجھے بنانا ہے زمین
سے ایک نائب بلفظہ جب حوالہ آیت کا دے چکے تب جناب موصوف تفسیر وتحقیق لفظ
آدم پر متوجہ ہوکر فرماتے ہین آدم یہان یہ سوال ہے کہ یہ آدم جسکو خدا نے پیدا کیا وہی
آدم ہے جسکا ذکر دوسرے باب کے ساتوین درس مین ہے یا اور کوئی آدم تھا یہ سوال
ایسا ہے کہ لوگ اسکے جواب کو دیکھکر تعجب کرینگے اور کچھ دور نہین کہ اسکو ایک نئی بات سمجھکر
مجکو بھی اسی طرح مجرم ٹھہراوین جس طرح گلیلیو کو زمین کی حرکت پر مجرم ٹھہرایا تھا مگر مین مجبور ہون
کیونکہ کتاب اقدس جس پر مین مضبوط اعتقاد رکھتا ہون یہی ہدایت کرتی ہے کہ یہ آدم اور تھا
اور وہ آدم ہمارا باپ جسکا ذکر دوسرے باب کی ساتوین درس مین ہے اور تھا اور معلوم
نہین کہ اسکے درمیان مین اور کتنے آدم گذر گئے اور کتنی پشتین حیوانات اور نباتات کی
اس درمیان مین ہوگئین سورہ کہف مین ہے لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ
رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا
اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کی مخلوقات بیحد وعد ہے دیکھو اس درس مین خدا نے
اس آدم کا بنانا چاہا اور ستائیسوین درس سے ظاہر ہے کہ اوسکو پیدا کردیا اور اوسکو اکیلا نہین
بنایا بلکہ نر و مادہ جوڑی کا جوڑا بنایا اسلئے قولہ یہ کارخانہ جو خدا نے بنایا تھا وہ سب پورا ہوچکا تھا کوئی
بات اسمین ہونی باقی نہین رہی تھی اب غور کرو کہ دوسرے باب کے ساتوین درس مین

ہمارے باپ آدم کے بنانے کا ذکر ہے وہان مذکور ہے کہ اب تک یعنے ہمارے باپ آدم کی پیدا
ہونے تک میدان کے سب نباتات زمین پر نتھے اور میدان کی سب گہانس نہ اوگی تہی اور اوپر
پہلے آدم کے پیدا ہونے سے پہلے تمام نباتات اوگ چکی تہی پہلے آدم کو سب نباتات کے پہل کہانے کی
اجازت دی تہی اور اس ہمارے باپ آدم کو سب درختون کے پہل کہانے کی اجازت نتہی اوس آدم
کو خدا نے جوڑا بنایا اور اس آدم کو اکیلا بغیر جوڑے کے بناکر باغ عدن مین رکہا اور پہر اوسکے پسلی
سے اوسکا جوڑا پیدا کیا الخ بعدہ باب دوم مین آدم ثانی حضرت ابو البشر کی پیدایش مین جناب مصنف
لکہتے ہین ۵ پہلے درسون سے عیانیہ ظاہر ہے کہ خدا تعالی تمام مخلوقات کی پیدایش کا بیان کر چکا
اور جو کچہ اوسکو پیدا کرنا تہا وہ پیدا کر چکا اب اس مقام پر جو پہر پیدایش کا ذکر شروع کیا ہے اسکی نسبت
یہودی اور عیسائی یہ بات کہتے ہین کہ پہلے تمام چیزون کی پیدایش سلسلہ وار مختصراً بیان کی تہی اب
اونہین مین سے بعض چیزون کی خصوصاً حوا و آدم کی پیدایش کا مفصل حال بیان ہوتا ہے مگر
یہ بات ٹہیک نہین معلوم ہوتی کیونکہ اوس درس مین بیان ہی کہ اب تک درخت نتہے اور گہانس
نہ اوگی تہی اور خدا نے مینہ نہ برسایا تہا اور آدم نتہا کہ زمین کا کام کرے اس بیان سے صاف پایا جاتا ہے
کہ جو کچہ کارخانہ اشجار و حیوان کا پہلے پیدا ہو چکا تہا وہ سب برباد ہو گیا تہا صرف آسمان و زمین باقی
تہی مگر اوس کے اشجار و حیوان مع انسان کے کچہ باقی نہین رہا تہا اور زمین خالی اور سنسان تہی
پہر خدا نے اوسکو آباد کرنا چاہا اور ایک اور آدم کو پیدا کیا اور پہر زمین کو آباد کیا زمین مع اسباب سب کچہ
تہی مگر زمین خالی اور ویران پڑی تہی اور شبنم زمین کے منہ کو تر کر دیتی تہی بلفظہ مختصراً **اقول** آپ تو
اقرار کر چکے تہے کہ جب آدم ثانی پیدا ہوئے تہے تو زمین سنسان تہی نہ اوسپر اشجار تہے نہ حیوان نہ انسان
اسلئے آدم ثانی کو پیدا کرکے آباد کیا گیا اب جو آدم خیالی نے بیان کیا کہ مین نے اپنے تئین ایسی دنیا مین
پایا مگر نجانا کہ کس طرح بنا اور کیسے بنایا مین نے اور بہی بہت سے چرند اور پرند کیڑے مکوڑے دنیا
مین دیکہے ہین سمجہا کہ جس طرح یہ بنے ہونگے اسی طرح مین بہی بنا ہونگا جب مین زمین سے نکلا
تو بال سے بہی باریک اور رائی کے دانہ سے بہی چہوٹا بہنگا تہا الخ فرماتیے وہ سب کچہ کہان تہا اور
اگر آپ یہ فرماوین کہ جس وقت سے آدم رائی کے دانہ سے بہی چہوٹے اور بہنگے سے بہی باریک پیدا
ہوئے اوسی وقت اونکو باغ عدن مین ڈالا گیا تہا اور وہان بہو کہ پیاس نتہی تب بہی مشکل پڑیگی

کیونکہ جنت کو آپ باغ عدن دنیا ہی کا کیون نہ ٹھہراوین اور قول اشخاص ظاہر الخطاب ہی ایمان لاوین مگر بہرکیف حکم قُلْنَا یَا آدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ صاف موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعد پیدا ہو چکنے حضرت حوا کے اوس باغ عدن مین جانیکی اجازت ملی تہی اور اوسی کی وہ تعریف ہے اِنَّ لَکَ اَنْ لَا تَجُوْعَ فِیْہَا وَلَا تَعْرٰی وَاَنَّکَ لَا تَظْمَؤُا فِیْہَا وَلَا تَضْحٰی یعنے نہ بہوکا ہوگا تو اوسمین نہ ننگا نہ پیاس لگے تجکو نہ دہوپ اگرچہ یہ شان کسی باغ دنیا کی نہین ہے اور جنت حقیقی پر الفاظ آیت کے دلالت کر رہے ہین مگر اس کی بحث رہنے دو تعجب پیدا ہوئے اپنی جورو حوا کے جوانی کی عمر مین اوس باغ مین گئی تہی تو اوس سے پہلے کیا صورت پیدا ہر ایک دن کے بچہ کی ہوتی تہی الحاصل آدم خیالی نے آپکو بڑا دہوکا دیا اولاً جو آیت پہلے آدم کی شان مین تہی وہ اپنی شان مین جما دی دوسرے تبیین الکلام کی تفسیر بہی آپکو بہلا دی فتدبر

قولہ تمام قوتین حیوانی و انسانی و ملکی و شیطانی اوسمین تہین الخ اقول اگرچہ بحث قوی کی ہم اوپر لکہ چکے ہین مگر اس مقام مین اتنا اور بہی لکہتے ہین کہ تمام قوی مین قوت علم و عقل خیر و شر بہی ضرور داخل ہے اور آپ خود بہی فرماتے ہین کہ نطفہ آدم مین سب قوی موجود تہے اور یہ بہی تسلیم کیا ہے کہ جو کچہ ماکے پیٹ سے لیکر نکلتا ہے وہ ضرور واقع ہوتا ہے پس قوت علم و عقل جو آدم کے نطفہ خواہ مادہ وجود مین تہی کیونکر شجرہ ممنوعہ قرار پاوے گی یعنے انکا حاصل تقریر تبیین الکلام و تحریرات جدیدہ کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ قوت عقل و علم خیر و شر کی آدم کے سامنے پیش کی گئی اور منع کیا گیا اوسکو مت قبول کر اوسنے قبول کر لیا پس وہ علم شجرہ ممنوعہ ہے اور اوسکا قبول کرنا بار امانت کا اوٹہانا ہے اور اوسکا استعمال شجرہ کا کہانا ہے حالانکہ تمام قوی کا پہلے سے آدم مین موجود ہونا اقرار کر لیا گیا اور قوت عقل بہی ضرور تمام قوی مین داخل سمجہی جاویگی کیونکہ آپ تسلیم کرتے ہین کہ شجرہ علم و عقل اس واسطے کہا جاتا ہے کہ علم کے واسطے عقل لازم ہے لامحالہ شروع پیدائش سے قوت علم و عقل آدم مین موجود تہین اور آپ کا یہ بہی اقرار ہے کہ تمام قوتین آدم کی اطاعت کرتی تہین مگر ایک قوت بہیمیہ سرکشی کرتی تہی تو پہر پیش کرنا امانت کا اور منع کرنا آدم کو کہ علم و عقل مت لو اور گنہگار ہونا آدم کا اوس قوت کے کام مین لانے سے جو اوسکے خمیر مین موجود تہے اور جسکی ملکوتی ہونے مین کلام نہین ہے کیونکر صحیح ٹہریگا اور جبکہ

سے کہ نجات انسان کی آپکی تقریر مین منحصر ہے استعمال تمام قوای ملکیہ و شیطانیہ پر جو بان کے پیٹ سے لیکر نکلا ہے یعنے جو اوسکے فطرتے مین چھپے ہوتے ہین تو کیونکر خدا تعالےٰ نے حکم دنیا کہ قوت علم و عقل کو استعمال نکرنا بلکہ لینا بھی نہ چاہیے فافہم پہلے عبارت اپنی تبیین الکلام کی ملاحظہ فرمایئے حاصل اس تمام کلام کا جو الہام کی زبان سے نکلا صرف اسقدر ہے کہ جب خدا تعالےٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اوسمین جان ڈالی تو انسان مثل اور جانوروں کے محض بے عقل تھا اوسمین خود کسی بات کی بھلائی برائی جاننے کا مادہ نہ تھا جسقدر کہ خدا ہی تعالےٰ بتاتا تھا اوسی قدر جانتا تھا اور اس سبب سے غیر مکلف اور محض بے گناہ تھا اور کسی قسم کی موت کا اوسکو اندیشہ نہ تھا کیونکہ جو کام اوسسے ہوتے تھے وہ اپنی سمجھ سے نہ تھے خدا نے بابت پہچان بھلائی اور برائی کی اوسکے سامنے ظاہر کی اور یہ بات جتادی کہ اوسکو مت لو اگر لوگے تو ایک قسم کی موت مر جاؤگے یعنے ایک سخت مصیبت مین پڑوگے اور اپنے کام کے خود ذمہ دار ہوگے ہر ایک بات بھلی یا بری خود تمکو سمجھکر کرنی ہوگی اور بھلے کام کا بھلا اور برے کام کا برا پھل پاؤگے انسان نے خدا کی نصیحت کو نہ مانا اور علم خیر و شر کو حاصل کیا اور انسان نے اپنی نادانی و بیوقوفی سے خواہش کی کہ وہ صفت پہچان نیک و بد کی اوسمین ڈالی جاوے بلفظہ الخ اب حال کی تحریر ملاحظہ ہو تمام قوتین حیوانی اور انسانی ملکی و شیطانی اوسمین تھین اور سب اوسکی اطاعت و فرمانبرداری مین حاضر تھین جبپر وہ مامور تھین اونکو کرتی تھین اور اپنے کام مین قصور اسی بھی خطا نہین کرتی تھین مگر ایک قوت الخ کیا حضور ایسا کہہ سکتے ہین کہ تمام قوی مین قوت عقل جو از مدعلم ہے داخل نہین ہے اور وہ خاص قوت عقل موافق عبارت تبیین الکلام کہ ایک خاص وقت سن بلوغ مین سامنے کی گئی اور لینے سے منع بھی کیا مگر آدم نے لے لی حاشا و کلا اور اگر عموم و استغراق اپنے الفاظ مین خیال نکرکے تطابق ہر دو تالیف کی خاطر سے ایسا ہی جواب ملیگا تو فقیر دوسری عبارت بھی ذہن مین حاضر رکھتا ہے وہ پیش کرکے خاطر جمع کردیگا یعنے آپ نے خدا کے فضل سے یہ بھی اقرار کیا ہے کہ جس قوت کا نام شجرہ ہے اور جسکے استعمال سے آدم ممنوع تھے وہ آدم مین پہلے سے موجود تھی، چنانچہ آپ نے فرمایا ہے تمام قوتین جو مجھمین تھین میرے کام مین آتی تھین ایک قوت مجھمین تھی مگر میرے کام مین نہ آتی تھی مین اوسکو کام مین لاتا تھا جب مین بڑا ہوا اور سن تمیز کو پہونچا تو اوسی دشمن قوت نے یعنی قوت بہیمیہ نے مجھکو بتایا کہ اس سے

بہی کام سے الخ تمام عبارت شروع رسالہ مین دیکہہ لیجیے اتہو صاف ظاہر ہوگیا کہ عبارت تالیف
سابق وحال مین موافقت نہین ہے ہردم نیا خیال ہے اور حافظہ شریف کا یہ حال ہے غالبا
الہام سابق الہام جدید سے منسوخ ہوگیا ہوگا جیسے قرآن کی آیات مین ناسخ و منسوخ ہوتا ہے
توبہ توبہ حضرت مخاطب کو مین نے سنا ہے ناسخ و منسوخ آیات کی بہی انکار ہے اتہو سخت دشواری
ہوگی **قولہ** مگر ایک قوت نہایت قوی و شرکش تہی وہ میری کوئی خدمت نہین
کرتی تہی حتی قال مین نے جان لیا کہ وہ میری دشمن ہے الخ **اقول** تبیین الکلام
او تحریر جدیدہ سے پایا جاتا ہے کہ قوت علم و عقل سے حضرت آدم قبل عرض امانت اور سن بلوغ
کے بے نصیب تہی اتنا فرق ہے کہ تبیین الکلام سے وجود ہے قوت کا مفقود تہا او تحریر جدیدہ مین
موجود تہا مگر استعمال اوسکا معدوم ثابت ہوتا ہے بہرکیف علم و عقل چاہے موجود ہو چاہے نہو کام مین
مین نہ آتا تہا پہر آپکے آدم خیالی نے قبل استعمال شجرہ علم و عقل سے کیونکر جان لیا تہا کہ وہ میری دشمن
ہے کیا دشمن و دوست کا پہچاننا اور جاننا علم خیر و شر سے خارج ہے **قولہ** وہ بہی جتاتی تہی کہ
مین تیری دشمن ہون **اقول** اوسوقت آدم تو مثل اور جانورون کے محض بے عقل
تہا کہانی تبیین الکلام پہر یہ قوت کسکو جتاتی تہی اور محض بے عقل سے کیون سر ہو آتی تہی اور
کیون کہ کبہی دوست کبہی دشمن اوس جانور بے عقل کی سمجہہ مین آتی تہی **قولہ** خدا نے مجہکو ایک
جگہہ ڈال دیا الی **قولہ** نہ کپڑا پہننے کی حاجت ہوتی تہی **اقول** وہ جگہہ قرآن و حدیث
سے کہان واقع ہوتی ثابت کردے کہ کس مقام مین ڈال دیا تہا اور لاتجوع ولا تعری کے معنی
خود ہی آپ بیان کر چکے ہین کہ نہ بہوکے رہو نہ ننگے پہر کیونکر وہ پہلے سے ننگے رہتے تہے اور
دوسری آیت مین ہے لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ كَمَا أَخْرَجَ أَبَوَيْكُم مِّنَ الْجَنَّةِ يَنزِعُ عَنْهُمَا
لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْآتِهِمَا الآیۃ اسکے ترجمہ مین خود حضور اعلی تبیین الکلام مین لکہہ چکے ہین بہکاوے
تمکو شیطان جیسا نکالا تمہارے ماباپ کو باغ سے اوتروائے اونکے کپڑے کہ دکہاوے اونکو
عیب اونکی الخ جس طرح سواٰتہ کا ترجمہ عورۃ نہین کیا بلکہ خلہ قبیحہ مین ملا دیا ہے اسی طرح لباس کا
ترجمہ لغوی نہین کیا ہے بلکہ کپڑہ کا لفظ لکہا ہے تو اب اپنے معنی حقیقی مسلمہ سے کیونکہ تجاوز
کرکے بات بنائی جاتی ہے خوب ثابت ہوا کہ آدم لباس پہنے تہے اور گناہ کرنیکی سزا سے

وہ حلہ جنت بدن سے گر پڑا اور برہنگی سے شرمانے لگے اور پتون سے جنت کی بدن کو چھپانے
لگے چنانچہ برہنگی اور چھپانا بدن کا پتون سے آپ نے خود بھی تبیین الکلام مین مان لیا ہے لگے
جوڑنے لگے اور پتے جنت کے آگی عبارت مین موجود ہے پھر اگر وہ پہلے سے برہنہ ہوتے تو
لباس اونکا کیونکر چھین لیا جاتا اور اگر ہمیشہ کے عادی برہنگی کے ہوتے تو جان لیتے کہ خدا نے
ایسا ہی رکھا ہے جس حالت کو خدا نے دیا ہے اوسمین کیا شرم تھی جنت کے پتون سے بدن
چھپانیکی کیا ضرورت تھی مثلاً برہنگی اب بھی اپنی منکوحہ بی بی کے روبرو شرعاً منع نہین ہے اور
اوسیطرح لونڈی کے سامنے جو مالک ہین ہوا اوسوقت بھی خیال ہوتا ہے کہ خدا نے اس برہنگی
سے منع نہین کیا ہے پھر کیون شرم آویگی مگر غیر کے سامنے برہنہ ہونا نہایت شرم مین داخل
ہے وجہ اوسکی وہی ہے کہ خدا کے حکم کے خلاف ہے اگر آدم وحوا بقول آپکے پہلے سے برہنہ
ہوتے اور کوئی نہی اوس باب مین وارد نہوتی تو کیون شرماتے اور جب کہ وہان کوئی غیر تھا
اور خلوت مین برہنہ ہونا اپنا بھی کسی انسان کو باعث شرم نہین ہوتا ہے تو پھر آدم جنت مین
کیون شرماتے ہان پہلے سے جب حلہ بہشت پہنا تھا کبھی بدن سے جدا نہوتا تھا کیفیت جدید
جو بسزای عصیان مین پیش آئی تو شرمانے کی جگہ تھی اور خلاف عادت مستمرہ جو حالت جدید دیکھی
تو پتونکو چنکر بدن چھپانے لگے جیسا کہ قرآن شریف کے توافق آیات سے پایا جاتا ہے پس
آدم خیالی کی تقریر محض وسوسہ شیطانی ہے مگر ہیچ قولہ وہ جانتے تھے کہ اوس سے
کام لونگا الخ اقول ہرگز کوئی قوت عاقل اور عاقبت اندیش ور عقل انسان سے بھی
بڑھ کر ذی علم و ذی شعور نہ تھی اپنے دعوے کو برہان سے ثابت کیجیے اور یہ جملہ آگی عبارت کا
کہ اوسی قوت سے کام لینا کمال کا بھی سبب تھا اسلیے اوس دشمن قوت نے سنگایا الخ قابل
غور ہے کہ جب وہ قوت روح کی دشمن تھی تو کمال پیدا کرنیکے اسباب حاصل ہونیکے ہرگز تدبیر
نہ کرتی کوئی دشمن اپنے دشمن کو صاحب کمال دینی و دنیوی ہونا نہین چاہتا ہے قولہ
نہین سے جانا کہ اوسکے ساتھ بڑا قوی دشمن بھی لگا ہوا ہے اقول قبل اکل شجرہ
علم خیر وشر سے بھی آپ بمقولہ آدم کا لکھ چکے ہین مین نے جان لیا کہ وہ میری دشمن سے اوسی
فتح پانا بہرا بڑا کام ہے اور وہ بھی جتاتی تھی کہ مین تیری دشمنی کبھی نہین چھوڑنے کی الخ تواب

استعمال شجرۂ علم وعقل کے یہ کہنا کہ مین نے اپنے دشمن کو جانا قابل غور ہے قبل علم وبعد علم کا
ایک ہی نتیجہ درباب علم شئے غیر معلوم کے نکلتا ہے وہم لایعلمون قولہ خدا نے للکارا الخ
اقول اولاً للکارنا اور مطلق کلام کرنا محاورہ مین منغائر الکیفیت ہین جبکہ قال ربک آپکے
نزدیک منافی شان ذات باری ہے لہذا مجازی ہونا بیان کیا ہے تو للکارنا جو خاص انسانکا
کام ہے اوسکا اطلاق ذات بےکیف پر کیونکر ہوسکتا ہے یہ تو لفظ اردو کا ہے محاورہ اردو مین
للکارنا بمعنی القاے قلب الہام کے نہین آیا ہے نہ جد نا خوشی سے استعمال ہوتا ہے کوئی آواز ہیبت
شرط ہے ورنہ مجازی معنی بھی درست نہونگے ومن ادعی فعلیہ البیان ثانیاً آپ کی یہ تقریر کہ گذشتہ
بدی کا یہ علاج سوچا کہ ربنا ظلمنا انفسنا الخ کہا فرما غور کے لائق ہے کیونکہ قبل استعمال قوت علم وعقل
سے آدم کو مانند جانورون کے محض بےعقل و غیر ذی شعور تسلیم کیا ہے لامحالہ محض لایعقل
وجانور مکلف یا مامور کسی امر ونہی کے ساتھ نہین ہوسکتا ہے ورنہ حالت بلوغ وقبل بلوغ وزمانہ
تکلیف ومنع تکلیف مین کچھ فرق نہ رہیگا تو قبل استعمال قوت علم وعقل کے آدم محض بےگناہ
سمجھے جائینگے نہ تو گناہ شرعی نہ عرفانی کچھ بھی صادق نہ آویگا باقی رہا عرض کرنا امانت کا یعنے قوت
علم وعقل کا وہ بھی اوسی زمانہ مین تھا جب آدم محض بےعقل جانور غیر مکلف نادان مطلق نا قابل
فہم اوامر ونواہی کے تھے تو خدا کی مصلحت پر عمل کرنا نہ کرنا کسی طرح داخل بےحکمی یا گناہ صغیرہ یا ترک
اولی کے بھی نہین ہوسکتا بلکہ ایسے بےعقل جانور کے سامنے پیش کرنا قوت علم وعقل کا اور اوسکے
لینے اور نہ لینے کا اختیار دینا اور امتحان لینا وہ بھی فعل عبث ہوگا اور ہرگز قابل الزام وتخطیہ
نہ تھا نہ حکیم مطلق کی شان کے موافق تھا غرض جو کچھ ہوسو ہو مگر آدم کی خطا اوسوقت تک کوئی نہ تھی
جبتک کہ قوت علم کو کام مین نہین لایا تھا اور بعد کام مین لانے علم اور عقل کے جب وہ مکلف
ہوا اور حیثیت نیک وبد وعذاب وثواب وامر ونہی سمجھنے کی استعداد حاصل ہوتی تو کوئی گناہ نہین
کیا اب فرمایئے کہ آپ نے جس اصول پر تفسیر آیات قرآنی کی فرمائی ہے پہلی بد بیان کیا ٹھہریگی جنکے
واسطے عصیٰ آدم ربہ فغوی صادق کیسے آ اور ربنا ظلمنا انفسنا الخ کہنے کی ضرورت پڑیگی اور اس
اعتراض کا کیا جواب ہوگا کہ محض جانور بےعقل سے کیونکر فرمایا کہ اگر اس شجرہ کا پہل کہاوگے
فتکونا من الظالمین غیر ذوی العقول پر امر ونہی اور اوسکے ترک پر خارج کیا جانا جنت سے

دگو خبث دنیا ہی ہو) اور عصاے و غوی کا لقب عنایت ہوتا ہر گز صحیح نہیں ہے گا کیسی جہلی بدبیان دکیا علاج
اور کیسی مغفرت یہان پہر یہ سے اہر ونہی کے لائق ہوئی ہی مین کلام ہے و بتد بر قولہ پہر تو خدا نے مجکو اپنا
نائب کر دیا اور فرشتے غل مچاتے رہے اقول بہ تفسیر غالبا اس آیت کی ہے و اذ قال ربک
للملٰئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ قالوا اتجعل فیہا من یفسد فیہا و یسفک الدماء و نحن نسبح
بحمدک و نقدس لک قال انی اعلم ما لا تعلمون ۞ و علم آدم الاسماء کلہا ثم عرضہم علی الملٰئکۃ
فقال انبئونی باسماء ہؤلاء ان کنتم صادقین ۞ قالوا سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت
العلیم الحکیم ۞ قال یا آدم انبئہم باسمائہم فلما انبأہم باسمائہم قال الم اقل لکم انی اعلم
غیب السمٰوات والارض و اعلم ما تبدون و ما کنتم تکتمون ۞ یعنی جب کہا تیرے رب نے فرشتونکو مجکو بنانا ہے
زمین مین ایک نائب بولے کیا تو رکھیگا اوسمین جو شخص فساد کرے وہان او رخون کرے اور ہم پڑہتے ہین تیری خوبیان اور یاد کرتے ہین تیری
پاک ذات کو کہا مجکو معلوم ہے جو تم نہین جانتے اور سکہائے آدم کو نام سارے پہر وہ دکہائے فرشتونکو
کہا بتاؤ مجکو نام اونکے اگر ہو تم سچے بولے تو سب سے نرالا ہے ہمکو معلوم نہین مگر جتنا تو نے سکہایا
تو ہی ہے اصل دانا پختہ کار کہا ای آدم بتا دے اونکو نام اونکے پہر جب اوسنے بتا دیے نام ونکے
کہا مین نے نہ کہا تہا تمکو مجکو معلوم ہین پردے آسمان و زمین کے اور معلوم ہے جو تم ظاہر کرو
اور جو چہپاتے ہو فقط ظاہر اکوئی دوسری سند اس قول کی نہین ہے کہ آدم کو خدا نے زمین مین
اپنا نائب بنایا اور فرشتے غل مچایا کیے اب خاکسار یہ سوال کرتا ہے کہ جب آپنے فرشتونکا غل مچانا
مان لیا تو کس منہ سے وہ فرمایا جائیگا جو سید مہدی علیصاحب کو آپنے لکہا ہے یعنی خدا مین ور
فرشتون مین خدائی اور بندگی کا ہیکو ہوتی ہٹیا ہونگی تو نوبین مین ہوتی خدا کے نوکر ہمارے نوکر وکر
زیادہ بڑے نہین بلفظہم اتنو ساری بدزبانی اور بیباکی کا کلام ہو گیا الحمد للہ آپکی جرأت پر مجکو کمال
حیرت ہے پہلے تو آپ ہم غریب مسلمانون کے اکابر کو سب و شتم سے تناول فرمایا کرتے تہے
اور مکار ریشا تیل ضال مضل اندہے بہائم جانور وحشی درندے ظالم وغیرہ القاب عنایت ہوتے
رہے تہے بعدہ تبریۃ الاسلام مین حضور نے تحکم زیادہ دکہایا اپنے خیال باطل پر نفس استغراق کو
شناعت عقلی مین داخل کر کے اوسکے مجوزین کو خوب ہی دل کہو لکر گالیان سنائین کوئی سخت
کلمہ نہو گا جو صحابہ کرام بلکہ رسول انام صلعم و انبیاء سابقین علیہم السلام پر صادق نہ آجاوے

تمہاری بات

مگر ایک ذات واحد کسی قدر بالکل حقیقی کی باقی رہی تھی کہ اوسکی نسبت تجویز شناعت عقلی میں
جو چاہیے سو یہ چاہتے تھے مگر صاف صاف کہنے کی حسرت باقی تھی سو ابھی بحث شیطان میں قرار
حوصلہ نکال لیا اور تقریر الزامی کا پردہ ڈال کر اپنے خیالات ظاہر کی بنا پر کبھی تو خدا اور فرشتے مشابہ
بنائے گئے کبھی ارشاد ہوتا ہے کہ نحن قسمی عالم بالاعلوم شد حضرت کو پہلے تو لئے ہی نہیں آتی
پھر جاوی حداقی بانشکلم واہ حضرت ہمارے لوگ تو سمجھے تھے کہ تہذیب الاخلاق سکھائی جاویگی اور طرز تحریر
عالمانہ بتائی جاویگی یہ معلوم نہ تھا کہ تہذیب الاخلاق سے مراد ہے سب و شتم اکابر دین کا بلکہ رب العالمین
کا لاحول ولاقوة الا باللہ العلی العظیم میں متحیر ہوں کہ مراد اب تحریر تالی ہے ورنہ تقریر الزامی وضیفہ
کسکو نہیں آتی ہے اور جواب ترکی بہ ترکی لکھنے سے کسکا قلم رک سکتا ہے لیکن سب و شتم خدا و
رسول وصحابہ و ائمہ وملائکہ کے جواب سے مسلمان گو کہ شریف یا عالم ہیں کیونکر ہوں کس شمار و
قطار میں ہیں اب کسکو مقدور ہے شکایت کا سوائے اسکے اگر خدا کا شکر ہے کہ خود ہی اقرار کر لیا کہ
خدا نے آدم کو اپنا نائب بنایا اور فرشتے قبل جانتے رہے اور اب اس تقریر کا نتیجہ تو خود ظاہر
ہے کہ ایک جملہ جامع بڑی تفصیل کا ہے کما لا یخفی قولہ تمہارے اور تمام دنیا کی سمجھ میں
آجانے کے لائق انہ اقول ہر گز تمثیلی زبان میں بیان کیا گیا ہے بلکہ ظاہر الفاظ سے معنی
حقیقی پائے جاتے ہیں اور محکمات ومتشابہات میں کیا فرق رہیگا اور تعریف ظاہر کی جو کتب
اصول میں کی ہے باطل ٹھہریگی اور تمام محکمات قرآنی میں اسی قسم کی تشبیہات و استعارے
وجہ قائم کرکے دین اسلام سے دست برداری کرنی پڑیگی اور جو تفسیر کہ اب حضور والا نے
ایجاد کی ہے آخر وہ بھی احتمالی ہے نہ قطعی تو جزم و یقین کسی ایک معنے پر نہو سکیگا اور جب
یہ فرمایا ہے کہ تمام دنیا کے سمجھانے کے واسطے خدا نے تمثیلی زبان میں یہ ماجرا بیان کیا
ہے تو پہلے سب سے رسول صلے اللہ علیہ وسلم بعدہ صحابہ و تابعین بعدہ ائمہ مفسرین و محدثین
معنے حقیقی سمجھے ہونگے کیا ضرور ہے کہ کسی ایک نے بھی آپکے موافق تفسیر آیات قرآنی کی نہ بتائی
نہ کچھ ایسا وحشی مضمون تھا کہ حضور والا کے سوا بارہ سو برس تک کسیکو
نہ سوجھا سب کے سب غلط تفسیر کرتے رہے اور رسول صلعم چپ سادھے اور سبھی یہی بولتے رہے
قرآن سے بھی زیادہ شیطان کا وجود خارجی احادیث سے نکلتا چلا آتا ہے پھر اگر عوام نہ سمجھے تو خدا

سمجھے

صحابہ تو سمجھہ سکتے تھے یہ کیا بڑا مشکل مسئلہ تھا کہ انسان مین ایک قوۃ ایسی ہے جو اغوا کیا کرتی
ہے باقی قوی ویسے نہین ہین اوسی ایک قوۃ کو باقی رہا کر دا اور آدم بھی ذرا سی پیدا ہوتے تھے
بعدہ جب جوان عاقل بالغ ہوتے تو خدا نے اونکو یہی سمجھا دیا تھا کہ قوۃ مغویہ سے ہوشیار رہنا بعدہ
قصہ مختصر کو بیان کر دیتے ہین خدای تعالی نے کیا دشواری سمجھی ہوگی اور رسول صلعم جو تمام
حقائق و معارف بتاتے تھے کیا سخت مشکل مین پڑ جاتے خصوصاً ہمارے رسول صلعم کو
آپنے امی اسواسطے ٹھہرایا ہے کہ تجربے کے پابند تھے تو وہ ضرور اس مسئلہ کو حل کر دیتے اور افسوس
ہے کہ اوس وقت کے زمانہ سے اجتک آپ ہی ایک حکیم اور فلسفی ایسے پیدا ہوتے ہین جنہون نے
صحیح معنے کلام الہی کے سمجھے باقی ہین تو خدا جانے پھر قرآن شریف کیون کر معجزہ رہیگا شاید قرآن
آپکے نزدیک کسی معما کا نام ہے جو ہزارون برس بعد کسیکو الہام کے ذریعہ سے حل ہو جاتا ہے
اور آپ یہ نہین کہہ سکتے ہین کہ ہمارے موافق کسی ورعالم و مفسر کا بھی قول ہے کیون کہ اوسکی سند
پیش کرنی پڑیگی یہان آپ مدعی تفسیر جدید کے ہین مجرد احتمال کافی نہین ہے ہم تو اتفاق جمہور امت
کا حقیقت وجود خارجی شیطان پر دکھاتے ہین آپ فرماتے ہین سوائے معما المعنی ربی کے کیا سند لاتے
ہین پھر بھی صوفیہ زمانہ حال یہ چار حرف سناتے ہین قولہ ملکی قوی کا نام فرشتہ و شیمن کا
نام شیطان قوۃ علم و عقل کا نام شجرہ ممنوعہ حالت استعمال کا نام اکل شجرہ
ہے اقول قوی ہرگز ذی عقل و مختار اپنے افعال کے نہین ہین پھر وہ کیونکر مامور بہ سجود ہو سکتے
ہین اور ملائک کا لفظ قرآن شریف مین معنی حقیقی پر محمول ہے کیونکہ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ
اونکی شان ہے اور اونہین کا سوال جواب مذکور ہے جسکو آپ بھی فرماتے ہین کہ فرشتے نظر
میں آیا کیے اور اونہین کے سامنے آدم نے اسماء اشیا خدا سے سیکھہ کر بیان کیے تھے اور وہی پکار
لگے سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ الآیۃ پھر یہ سب باتین کیونکر قوۃ باصرہ
و سامعہ و ذائقہ و متخیلہ وغیرہ پر منطبق ہو سکتی ہین اور یہ بھی نہین ہو سکتا کہ وہی لفظ ملائکہ کا معنی
حقیقی و مجازی مین ایک ہی جگہہ مستعمل ہو کوئی وجہ تعذر معنی حقیقی و تبدیل مراد لفظ واحد کی
نہین ہے علاوہ اسکے آپ خود بھی اوپر کی تحریر مین اقرار کر چکے ہین کہ جب آدم باقی کر دا
سے ہی چھوٹے تھے تب ہی تمام قوی ملکی و شیطانی اونمین موجود تھین اور قبل زمانہ بلوغ سے

بھی اپنا کام کر رہی تھین ذرا بھی خطا نہ کرتی تھین صرف ایک قوۃ کام مین نہ تھی تو پھر اون تمہین قوی کو کس واسطے حکم دیا جاتا کہ تم اطاعت آدم کی کرو اور جو قوۃ پہلے سے شیطان بنی ہوئی تھی اوسکی نسبت ابیٰ و استکبر حکم کے بعد فرمانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے[له] اور سب سے زیادہ حیرت انگیز یہ امر ہے کہ تحریر جدید مین آپ نے شجرۂ ممنوعہ قوۃ علم و عقل کو ٹھہرایا ہے مگر تبیین الکلام مین سدرۃ المنتہیٰ کو شجرۂ علم خیر و شر بتایا ہے اور قاضی عیاض کے قول سے اوسکو زمین مین قائم کیا ہے اور ٹھہر اوسکی جڑ مین سے دو نہرین چھوٹی دو بڑی آب کی جاری ہونی تسلیم کر کے مطابقت قرآن کے ساتھ توراۃ کی کی ہے اور جب سدرۃ المنتہیٰ شجرۂ علم خیر و شر ٹھہرا اور وہ زمین مین تھا تو وجود حقیقی ایک شجرۂ علم خیر و شر کا لازم آیا ورنہ دو نہرین فرات اور نیل کس کے جڑ مین سے نکلی ہین اور دو نہرین چھوٹی کہان سے آئین اسی رسالہ مین ہم عبارت اوس مقام کی تبیین الکلام سے نقل کر چکے ہین تو بعد تسلیم ایسے شجرۂ حقیقی علم کے کیونکر آپ فرما سکتے ہین کہ معنی حقیقی شجرۂ علم کے متعذر تھے لہذا معنی مجازی سے قوای انسانی مراد لیگئی اور کیا دلیل ہے کہ قوی ہی مراد ہون کیونکہ غایت درجہ آپکی کوشش سے ایک لفظ متشابہ ٹھہر یگا پھر آپکی تاویل صحیح کیونکر ہو سکتی ہے لا یعلم تاویلہ الا اللہ الحاصل بہ فرض محال اگر ایک لفظ کو ہم متشابہ یا مشترک المعانی بھی مان لین تب بھی تفسیر حضور کی قطعی نہ ہوسکیگی فتدبر قولہ یہ آپ نے کیا فرمایا کہ خدا نے آدم و حوا کو پیدا کیا پھر اونکو صورت پر جواب بھی بنایا جواب لقد خلقناکم ثم صورناکم قرآن مین ہے اور انسان نطفہ بلا نہایت بار ایک بہنگے کے مانند پیدا ہوتا ہے الخ اقول اس تقریر سے جیسا آدم کا نطفہ سے پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے ویسا ہی حوا کا بھی واضح ہو گیا خیر آدم کی نسبت تو پھر وہی سوال ہے جو سابقا گذارش کیا گیا کہ وہ نطفہ کسکے صلب ترائب کا تھا اور کسکے رحم مین قرار پایا تھا مگر حضرت حوا کی نسبت جو کچھ تبیین الکلام مین حضور نے ارشاد فرمایا تھا یاد دلاتا ہون

یعنے باب دوم مین لکھا ہے ۲۱ لغایت ۲۲ خدا تعالےٰ نے حوا کو مٹی سے پیدا نہین کیا جسطرح کہ آدم کو پیدا کیا تھا بلکہ آدم کی پسلی مین سے پیدا کیا تا کہ اون دونون مین زیادہ محبت ہو الخ یہ تقریر حضور کی بلا تکبیر ہے اور دلالت کرتی ہے کہ حوا کا نطفہ سے کیا بلکہ مٹی سے پیدا ہونا بھی آپکا انکار ہی تھا آپ آدم خیالی فرماتے ہین کہ آدم و حوا پہلے نطفہ مین رائی کے دانہ کی

[له] اگر آدم اہل شجرۂ ممنوعہ سے باز رہتے تب بھی اگر شیطان سے نجات نہوتی ۱۲ منہ

چھوٹی اونہنگی سے بہی باریک تہی پہلے اونکا نطفے مین وجود قایم کیا پہر صورت ادم وحوا کی بہی

جیساکہ تمام بنی آدم کا حال ہی کیونکہ آپکا سوال آدم وحوا کی نسبت تہا تو مطابقت جو اب کی سوال کیساتہ ضرور ہے اگر آدم کو حوا

سے تنبیہ کرنا منظور ہوتا تو صاف فرماتی کہ میرا یہ حال ہی اور حوا اوسی قاعدہ عام تحریر سے تنبیہ ہی بیٹا تمہارے سوال کا جواب

ایک قسم کا نہین ہوسکتا ہی کہین کہین بیچ بیچ تبدیل کردینا اپنی بات بنانی کی خاطر سے جایز ہی شاید اسمقام پر

جناب مخاطب یہ فرماوین کہ ہم ایسی تحریر مین لکہہ چکے ہین کہ آدم نے ایکدن حوا کو اپنی پاس بیٹہا ہوا پایا اور

پوچہا تو تم کون ہو وہ بولی بہائی میرا نام حوا ہی اس سے نکلتا ہی کہ وہ جوان پیدا ہوئی تہین کیونکہ اونکو دیکہکر آدم کو

ایسی ہنسی آئی کہ اوچہلنے کودنے لگے تالیان بجانے لگے گیت گانے لگے تو جناب کسا یہ غرض کہ جناب

کہ جب آدم نے خود ہی نطفہ سے پیدا ہونا اور پہر صورت پکڑنا اور چہوٹی سے بڑا ہونا اپنا اور حوا کا

موافق سوال کے مان لیا تو آخر حوا کبہی جوان ہوتی ہونگی بعد جوانی کے یکایک آدم سے

ملاقات ہوتی ہوگی پس توافق قولین مین متعلق تحریر جدید کے موجود ہے اب کچہ چارہ نہین،

کہ صاف ارشاد ہو جاوے کہ تبیین الکلام مین اور تالیف جدید مین مطابقت نہین ہے

یا یون کہو کہ تالیف جدید مین الہام ثانی ناسخ الہام اول کا ہے یا الفاظ سوال پر آدم نے بہی

نے خیال نہین کیا وہ تو اوارہ اوارہ کہتے ہین اور تالیان بجاتے اور ناچتے کودتے ہین مست

ہو رہے تہے اور میری طبیعت بہی وہی حالت کی سیکنے مین مصروف تہی اچنانچہ جب سید مہدی علی صاحب کی تحریر

اقسام مجازات مین مین نے دیکہی تو خود ہی خط مین لکہہ چکا ہون کہ آدم کیطرح مین بہی کہتا

لیکن مشکل یہ ہے کہ قبل سن بلوغ اور اکل شجرہ علم سے حضور نے فرمایا ہے کہ آدم مثل جانور ونکے

محض بے عقل تہے پہر کیونکر بی بی حوا کو دیکہتے ہی معرفت واجب الوجود کی حاصل ہوگئی اور اختیار

تالیان بجاکر ایسی وقت گیت گانے لگے اور ایسی تال کی تالیان بجانے لگے ابہی تو علم بدن

چہپانے کا بہی اونکے واسطے حضور تسلیم نہین کرتے ہین چہ جاے علم ازلی وابدی ہونے

خدا کا قولہ اگرچہ انسان ایک معجون مرکب تمام قوی سے ہے مگر ہر قوۃ اپنا

کام جدا جدا کر رہی ہے الخ اقول سلمنا کہ انسان معجون مرکب ہو مگر بعد ترکیب معجون

کے اجزا مفروہ علیحدہ علیحدہ اثر نہین کرتی ہین نہ پہر اوسے بحث کیجاتی ہے پوری معجون ایک

خاصیت اور مزاج پیدا کرلیتی ہے کیا آپ کہہ سکتے ہین کہ تریاق فاروق مین جو مثلاً افیم ہی

فیلسوف کا قول پر ایمان لا سکتے ہین ۱۲ منہ

داخل ہے وہ سمیت دکہاتا رہتا ہے ہرگز نہین بلکہ سمیت کو زائل کرتا ہے اسی طرح
اگر انسان معجون مرکب ہے تو اب علیحدہ علیحدہ مفردات کے عمل اور خواص کسواسطے
قائم کیے جاتے ہین فتدبر اور اوس مقام پر کئی سوال پیدا ہوتے ہین اول آتیہ مین انا نحن
کا لفظ وارد ہوا ہے اور مرجع ضمیر کا نہین ہے مگر انسان کامل اور انسان کامل نہین ہے
مگر مع تمام قوی کے جنمین قوۃ سرکشی بہی شامل ہے تو رجوع ضمیر کا باعتبار عموم اور شمول کے
خود متکلم کیطرف ہوا جاتا ہے اور یہہ معنی ہونگے انا جز منا فافہم دوم انسان مع اپنی تمام قوی
کے اصل مادہ وجود مین مصداق خلقتہ من طین کا ہے کیونکہ جوہر وجود آدم طین سے ہے
اوس نفخ روح بعد طیاری اوس قالب خاکی کے ہوا ہے اور قوے جسمانی عرضیات اوسی اقی
کی ہین جنکا تحقق اور ثبات بغیر ذات کی متعذر ہے اور جب کل قوی و اعضا و حواس کا نام
آدم ہے تو اتحاد فی الحقیقۃ قابل تسلیم ہوگا پہر کوئی جزو اوس کل کا یا فرد اوس مجموعہ کا متغائر
فی المادہ نہین ہوسکتا تو خلقتنی من نار و خلقتہ من طین اوسی آدم کامل کی ایک جزو بدن کا
قول صحیح نہین ہے کما یعلم الفطین الخبیر سوم امر سجود کا کوئی وقت تو آپکی تفسیر کے موافق ہم
جزم و یقین کے ساتہ معین نہین کرسکتے کیونکہ ایک جگہہ تبیین الکلام مین ترجمہ آیۃ قرآنی مین لکہا
ہے کہ سجدہ کرو جو زمانہ مستقبل بعد وجود خلیفہ ہیں پر اشارہ کرتا ہے دوسری جگہہ اطاعت آدم
کا نام سجدہ رکہا ہے جیسا کہ تحریر جدید سے بہی پایا جاتا ہے اور وہ حالت بن بلوغ آدم سے
منطبق فرمائی ہے اور ایک جگہہ یہ بہی لکہہ دیا ہے کہ سرکشی اور عدم اطاعت قوت شیطانی
کی پہلے سے چلی آتی تہی خیر آپ ہی اپنے مطلب کو خوب سمجہے ہونگے یہان میرا اصل خدشہ
اور ہی کچہہ ہے یعنے امر و نہی جسپر ثواب و عقاب مترتب ہے اور لازمہ تکلیف شرعیہ ہے کسی
قوت کیواسطے صحیح نہین ہوسکتا چونکہ کوئی قوت انسانی فی حد ذاتہا صلاحیت تکلیف کی نہین
نہی تو امر بسجود گو خود ہی محتاج ہے برہان کا مگر بشرط تسلیم لازم آتا ہے کہ ایک قوت آدم کی جسم
اور ملعون ہوکر تا قیامت زندہ رہے کیونکہ حکم ہوچکا ہے انک من المنظرین الی یوم الوقت
المعلوم اور حضرت آدم کی وفات کو کئی ہزار برس گذر گئے مگر ضرور ہے کہ وعدہ الٰہی پورا ہو
پس لازم آیا کہ قوت موجود فی الخارج باقی رہے اور تا قیامت فنا نہو کیونکہ آدم کی

لہ دیکہو صفحہ
تبیین الکلام
مین ۳ اسطر

کا نام وہ ابلیس کہا گیا ہے جسکے واسطے فنا تا قیامت نہیں ہے تو اب ضرور ہی کہ وجود خارجی کیسا
بلکہ زندہ رہنا ایک ابلیس یعنے قوت آدم کا مان لیجیے چہارم ابلیس نام قوت انسانی کا ہوا اور وہ قطعاً
مخلد فی النار ہے اور ملائکہ نام ہے قویٰ مطیعہ کا جنکی شان مین آپ خود ہی یہ لکھ چکے ہین لا یعصون
اللہ ما امرہم ویفعلون ما یؤمرون تو اب دو حال سے خالی نہین یا تو ملائکہ حقیقی ہی ملائکہ قوی کے ساتھ
مامور بسجود تھے یا نہ تھے شق اول مین لازم آتا ہے کہ ایک لفظ ملائکہ کی ایک ہی مقام مین معنی حقیقی بھی لیے
ہون اور مجازی بھی وہو کما تری اور شق ثانی مین جو مقصود الاتبیین الکلام مین مطابقت [illegible]
کی اس آیت سے کر چکے ہین اذ قال ربک للملائکۃ انی خالق بشرا من صلصال من حما مسنون فاذا
سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین اور ترجمہ اوسکا یون لکھا ہے جب کہا تیرے پروردگار
نے فرشتونکو مین بناؤنگا ایک آدمی مٹی گوندھی ہوتی سے پھر جب ٹھیک بنا چکون اوسکو اور پھونکون
اوسمین اپنی روح گر پڑو واسطے اوسکے سجدہ کرتی فقط ظاہر ہے کہ عرضیات کا وجود قبل وجود
ذاتی سے نہ تھا صاحب قوی کے امر کے وقت معدوم مطلق تھا تو قوی کیونکر ملائکہ سے
مراد ہونگی اور کیونکر تطبیق توریت کی او تبیین الکلام کی اور تحریر جدید کی ہو سکیگی اور یہ بھی ارشاد
ہو جائے کہ شیطان کے وجود سے تو آپ نے اسواسطے انکار کیا کہ وجود خارجی ثابت نہین ہے
مگر ملائکہ کے معنی حقیقی ارادہ کرنے مین کیا عذر واقع ہوا آیا اونکا بھی وجود غیر مسلم ہے اور جبرئیل
کی جگہ بھی وحی لانے والی کوئی قوت انسانی بتائی جائیگی یا حضرت داؤد کے پاس جو دو فرشتہ مدعی
و مدعا علیہ بنکر آئے تھے اور حضرت ابراہیم کے گھر جو فرشتے آئے تھے اور گھی مین تلا ہوا بچھڑا کھانے
سے انکار کیا تھا اور پھر حضرت لوط کے پاس پہونچے اور اونکی قوم نے ستانا چاہا کیا یہ سب قصص
مجازی ہین پھر کیا وجہ ہے کہ ملائکہ کے معنی قویٰ انسانی اپنی ضروری سمجھی گئی ہین بہرکیف
جب ملائکہ سے مراد حقیقی ہونگی تو لازم آئیگا کہ قوت بہیمیہ شیطان نہو بلکہ وہی ابلیس ہو جو ملائکہ
حقیقی مین شامل رہتا تھا کیونکہ اس قوت کا شمول زمرۂ ملائکہ حقیقی مین متعذر ہے اور اگر آپ کسیطرح
نہ مانین اور ملائکہ سے مراد قوای آدم ہی ٹھہرا دین اور اپنی بات بیجا وجہ ہی اڑے رہین تب
یہ قباحت پیدا ہوگی کہ جس قدر آیات قرآنی مین مومنین و کافرین کیواسطے وعدہ جنت و نار کا
ہوا ہے وہ سب مجازی ہو جائیگا کیونکہ ہر انسان کی قوی ملکی کے باب مین ملائکہ کا حکم جاری

ہونا چاہیے یعنے وہ دوزخ سے محفوظ رہینگے یعنے قوی ملکی خواہ جنت کو جاوین گے خواہ بحالہم رہینگے مگر ایک قوت شیطانی خواہ مخواہ دوزخ کو جائیگی اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ اور باقی ابن آدم کے جو کچھ اجزای بدنی بیچ رہینگے وہ متردد فیہا ٹہرینگے دیکہا چاہیے دوزخ مین جاوینگے یا جنت مین اور اگر آپ دوزخ وجنت سے بہی منکر ہین تو تنعیم وتعذیب روحانی شاید مانتے ہونگے اور اوسکی کیفیت بیان کرنی آپکے ذمہ ہے اوس صورت مین بہی ایک انسان کامل کی تین اقسام ہوکر میعاد کے احکام پورے ہونگے وہو کما تری نیچم اگر تفرق انصال آپ کے نزدیک درست نہو اور انفکاک قوی کا صاحب قوی سے خلاف قرآن کے ہو نہین نہین خلاف نیچر کے اور علیحدہ علیحدہ تنعیم وتعذیب سے گریز کرین تو اوسوقت یہ خرابی پڑیگی کہ ابلیس محروم ہی جنت اور خواہ مخواہ کوئی نہ کوئی ابن آدم مستحق جنت کا ٹہریگا اور شیطان بہی کہ جزو لاینفک اوسکا ہے لبوہ بہی داخل جنت ہوگا علی ہذا القیاس قوی ملکی جو معصوم ومغفور ہین دوزخیون کے ساتھ داخل نار ہونگے وفیہ ما فیہ اور یہ بہی ہوسکتا ہے بلکہ ضروری اور لازمی ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدے کو پورا کرے اور ہرگز شیطان کو کسی طرح جنت مین نہ جانے دے چونکہ انفکاک اوسکا ہر فرد بشر سے متعذر ہے لامحالہ ہر انسان خالد فی النار ہو نعوذ باللہ منہا اب خاکسار آپ سے برہان طلب کرتا ہے اس دعوی پر کہ معنی سجدہ کے اپنے اپنے کام کا بجا لانا قوی انسانی کا اور اطاعت انسان مین رہنا قوی کا کس اہل لسان کے محاورہ سے اخذ کیئے ہین اور کس لغت کی کتاب مین دیکہے ہین اور قیاس فی اللغت کب جائز ہے علاوہ اسکے حکم سجدہ کا نہ تہا مگر وقت واحد دفعہ واحدہ کے واسطے کہ اوسی پر رجیم ہونا ابلیس کا اور مقبول ہونا حدیث ملائکہ کا ٹہرا اگر قوی ملکی بقول آپ کے آدم کے روز ولادت وقت واحدہ سے تا روز وفات اطاعت مین رہتے تہین اور قوت بہیمیہ سرکشی ہمیشہ کر رہی تہی پہر کیونکر وہ سجدہ جو قرآن مین مذکور ہے یہان مطابق ہوسکیگا علی ہذا القیاس فاخرج منہا کے معنی جو حضور نے تراشے ہین کہ قوت کا سرکش ہونا مراد ہے وہ قوت تو پہلے ہی سے سرکش تہی فاخرج منہا عجیب حکم ہے اور خروج کے معنی سرکشی کے بہی قابل تماشا اہل علم ہین واقعی تفسیر ذاتی کے قطع نظر علم لغت مین بہی حضور کو بڑا کمال ہے ششم آپکی تقریر کا نتیجہ ہے کہ جب آدم سن بلوغ کو پہونچے تو قوت علم وعقل و

سامنے

سامنے پیش کی گئی اور یہ کہا گیا کہ اسے مت لو مگر آدم نے نہ مانا خدا کی صلاح دینی پر عمل نہ کیا اور علم

وعقل کو لے لیا اسی علم کا نام شجرۂ ممنوعہ ہے اور خدا کی صلاح نہ ماننے کا نام گناہ عرفانی ہے اور

علم وعقل پر عمل کرنیکا نام اکل شجرہ ہے تو ضرور ہے کہ بجرد پیش ہونے علم کے قبول کرنا نہ کرنا واقع

ہوا ہو کیونکہ آپ نے کہین یہ افادہ نہین کیا ہے کہ پہلے ہی آدم سے کبھی کہا گیا تھا کہ قوت علم کو بوقت

ہم پیش کرین تو مت لیجیو لامحالہ حکم نہ قبول کرنے شجرہ ممنوعہ کا وقت پیش کرنیکے ہوا تھا اور آدم نے اوسکی

جواب مین لینا ہی قبول کیا کوئی عہد کرنا لینے کا کسی وقت مین مذکور نہین ہے اور یہ بھی نہین

ہوسکتا کہ مثلاً زید کے سامنے عمرو ایک کتاب پیش کرکے پوچھے کہ لوگی یا نہین مگر نہ لینا چاہیے

اور عمرو جواب دے کہ ہان لونگا اور اوسیوقت عمرو ان واحد مین بھول ہی جاوے کہ زید نے

کہا ہے کہ نہ لینا چاہیے اسطرح کا بھولنا اگر محال عقلی نہین ہے تو مرد صحیح المزاج عالم الاسماء

الحافظہ کے محالات عادیہ مین ضرور داخل ہے اب ارشاد فرماتے کہ معنی اس آیت کے کیونکہ

آپکی تفسیر جدید سے صحیح قرار پاوینگی وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ عَزْمًا ۝

اس آیت سے پایا جاتا ہے کہ پہلے سے آدم کو منع کیا گیا تھا اکل شجرہ سے اور کہدیا گیا تھا

فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ مگر آدم بھول گیا اور اوس عہد پر قائم نہ رہا ہم مسلمانونکا یہ قول ہے کہ جب

داخل ہونا آدم وحوا کا بہشت مین قرار پایا اوسی وقت حکم ہوا تھا کہ اے آدم وحوا اسکونت اختیار

کرو بہشت مین اور کہاو جہان سے چاہو مگر ایک درخت کے پاس بھی نہ جانا بعدہ آدم بہشت

مین رہے جسقدر مدت تک خدا نے چاہا آخر کار ابلیس نے وسوسہ ڈالا کہ اس درخت کو

کہانے سے ہمیشہ زندہ رہوگے اور گویا فرشتہ ہوجاؤگے خدا کی قسم مین تمہارے حق مین نیک

صلاح دیتا ہون چونکہ زمانہ کثیر گذرا تھا آدم کو یہ بات یاد نہ رہی کہ صرف نہی کہانے شجرہ کی ہی نہیں

ہے بلکہ فتکونا من الظالمین بھی فرمایا گیا تھا یہی نسیان نے اونکو جرأت دی کہ نہی تنزیہی ہے

کچھ عتاب نہوگا اور اکل شجرہ کا اتفاق ہوگیا بعدہ واقع ہوا جو واقع ہوا اور انبیاء وخلیفۃ اللہ کا

قیاس عوام الناس کے ساتھ مع الفارق ہے لہذا تھوڑے نسیان پر بھی وہ ارتکاب فعل

ممنوعہ کا باعث عتاب کا آخر بخش دیا گیا چونکہ حضرت مخاطب جنت مین ہونا آدم کا تسلیم نہیں

کرتے ہین نہ کوئی شجرہ کا ہونا وہان مانتے ہین وہی سوال وجواب قوت علم وعقل کا قصہ

بناہے یہین تو تطبیق نفس الامری کا متعذر ہے کما لایخفی قولہ بعض روایتون مین جو یہ بیان
ہوا ہے کہ رحم مین فرشتہ انسان کی صورت بناتا ہے اس سے بھی وہی قوۃ
مصورہ مراد ہے الخ اقول مہربانی فرما کر اوس روایت کا نشان دیجیے جسمین یہ مذکور
ہو کہ رحم مین فرشتہ انسان کی صورت بناتا ہے اور آپ نے کس حدیث سے یہ مطلب
اخذ کرکے قوۃ مصورہ کو بجای فرشتہ کے قائم کیا ہے ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین ہان ایک
حدیث مشکوۃ شریف مین متفق علیہ بخاری ومسلم کے اسوقت میرے خیال مین ہے مگر اوسمین
بھی فرشتہ کا صورت بنانا نہین آیا ہے بلکہ چار امر متعلق تقدیر کے مذکور ہین وہ حدیث یہ ہے

عن ابن مسعود قال حدثنا رسول الله صلعم وهو الصادق والمصدوق ان خلق احدكم
يجمع في بطن امه اربعين يوما نطفة ثم يكون علقة مثل ذلك ثم يكون مضغة مثل
ذلك ثم يبعث الله اليه ملكا باربع كلمات فيكتب عمله واجله ورزقه وشقي وسعيد ثم
ينفخ فيه الروح فوالذي لا اله غيره ان احدكم ليعمل بعمل اهل الجنة حتى ما يكون
بينه وبينها الا ذراع فيسبق عليه الكتاب فيعمل بعمل اهل النار فيدخلها وان احدكم ليعمل بعمل
اهل النار حتى ما يكون بينه وبينها الا ذراع فيسبق عليه الكتاب فيعمل عمل اهل الجنة فيدخلها

متفق علیہ یعنے ہمارے مخبر صادق رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے
کہ مان کے پیٹ مین چالیس دن نطفہ رہتا ہے اور پھر چالیس دن خون جما ہوا رہتا ہے
اور پھر چالیس دن گوشت کا ٹکڑا رہتا ہے پھر بھیجتا ہے اللہ تعالی اوسکی طرف فرشتہ کو ساتھ
چار چیزون کے پھر لکھتا ہے وہ فرشتہ عمل اوسکا اور موت اوسکی اور روزی اوسکی اور
شقی اور سعید ہونا پھر پھونکی جاتی ہے اوسمین روح وحدہ لاشریک کی قسم ہے بعض انسان
عمل کرتا ہے اہل جنت کے سے اور گویا ہاتھ بھر جنت اوس سے رہ جاتی ہے کہ سبقت
لیجاتی ہے اوسپر سرگذشت اوسکی اور کام دوزخیون کے کرنے لگتا ہے اور دوزخ مین
داخل ہوتا ہے اسی طرح بعض انسان عمل اہل نار کے کرتا ہے یہان تک کہ دوزخ اوس سے
ہاتھ بھر رہ جاتی ہے پھر سبقت لیجاتی ہے اوسپر کتاب اور کرنے لگتا ہے عمل اہل جنت کے
اور داخل ہوتا ہے جنت مین فقط اس حدیث مین صورت بنانا فرشتہ کا رحم مین مذکور

نہین ہے مگر تقدیر کا بیان صاف ہے جناب مصنف نے جو کام مین لانے پر تمام قوتونکی
مدار نجات و عذاب کا رکہا ہے کیا اچھا ہوتا کہ اوسکی سند لکھ دیتے اور اس حدیث سے
بھی توافق کر دیتے خیر اب سنئے اور بفرض تسلیم اوس حدیث کی جو حضرت ثابت کرینگے کیا
قباحت ہے کہ قوت مصورہ سے عمل کرانا اور اوسکو مدد دینا اوس فرشتہ کے سپرد ہو جس سے
انکار کیا جاتا ہے اکثر امور عالم اسباب مین علل ظاہری سے وقوع مین آتے ہین مگر خدا
کے ملائک بھی اونسے متعلق ہین فلذا ابدا قولہ جس قوۃ کو ہم تحریک دینا چاہتے ہیں وہ
فی الفور تحریک مین آتی ہے مگر قوت سرکش نافرمان بردار ہے اسی کا
نام انکار جحود ہے اقول تمام قوی پر یکسان اختیار انسان کا ہے کوئی بھی قوت
ایسی نہین ہے جو سرکش ٹہرائی جاتی ہے فرض کیا کہ بعض افعال کو انسان برا سمجھتا ہے
پہر بھی کرتا ہے مگر یہ بھی کرنا نقصان عقل کے باعث سے ہوتا ہے دیکھو بعض مرتبہ
ایسا بھی اتفاق ہوتا ہے کہ انسان کسی کام کو برا سمجھ کر کرتا ہے مگر وہ واقع مین اچھا
ہوتا ہے اور اوسکو فائدہ پہونچاتا ہے وکذلک عکسہ تو یہ سب غلطی اور نقصان عقل
سے سمجھنا چاہیے اور اس باب مین تمام قوی کا ایک ہی حال ہے قوت خاص غیر اختیاری بدن
مین نہین ہے ورنہ پہر اوسکو قوت بدنی کہنا ہی غلط ہوگا بلکہ ایک شے خارجی ہوگی
جو عقل کو دشمنی سے ہمیشہ دہوکا دیا کریگی قوت کی تعریف اوسپر کبھی صادق نہ آئی
گی کیونکہ وہ قوت زائل کرنے والی سلامتی جسم کی ہو جائیگی اور دشمن و مخالف مزاج
روح کے قوی کا ہونا ممکن نہین ہے ومن ادعی فعلیہ البیان ہان اگر قوت بہی مجازی
سمجھی ہو جیسا ہمارا اطلاق مجاز کا کہل رہا ہے تو پہر شیطان کو حقیقی اور قوت کو مجازی
ہی کہہ دیجیے سب قصہ ختم ہی ہو جائے قولہ فبما اغویتنی سے یہ مراد ہے کہ وہ سرکش
قوت خود خدا نے بنائی ہے اور اوس سرکشی کی قوت اوسمین رکھی ہے
یہی اوسکا بہکانا ہے وہ قوت مطیع ہو ہی نہین سکتی یہی نافرمانی ہے
اقول سبحان اللہ اب تو قوت کی قوت بنائی جاتی ہے اور نئی حکمت ایجاد ہو رہی ہے
بہتر ہوگا کہ خود ہی معنی قوت کے اور اونکی تعریف بیان کرکے علم حکمت سے ثابت کر دیجیے

کہ ہر ایک قوت یا بعض دون بعض خود بھی جسمانی بمنزلہ ذاتیات کے ہین اور ان میں سے
ہر ایک یا بعض کی عرضیات ہین جن مین سے ایک قوت ایسی ہے کہ اوسکا کوئی کام
ایسا نہین ہے جسمین سرکشی اور دشمنی صاحب قویٰ سے نہو اور خود انسان بھی اوسکا
دشمن ہو اور یہ بھی کہ اوس قوت سرکش مین سرکشی کی قوت علیحدہ مثل انسان کے
ہے باقی رہا پیدا ہونا قوت سرکش کا وہ تو ہرگز اغوینے کا مصداق نہین ہے کیونکہ قویٰ
ملکی کو بھی خدا نے ہی پیدا کیا ہے اور اگر جناب مخاطب بات کی پرورش نہ چھوڑین اور
خواہ مخواہ فرماتے جاوین کہ قوت سرکش کا وجود ہے اور قوت کے بھی قوے ہین تو ہم
یہ عرض کرینگے کہ بعد پیدایش آدم سے وہ تو سرکشی و شیطنت کرتے تھے جیسا کہ بار بار
آپکا اقرار ہو چکا ہے پھر وجہ اغوئی کہنے کی سن بلوغ مین عرض علم کے وقت کچھ بھی نہین
سمجھ مین آتی ہے کہ حضور والا اب تک قویٰ کے معنی اور تعریف غالباً نہین جانتے
ہین یا تجاہل کرتے ہین سبب تو بعض قویٰ کا اختیار انسان سے خارج ہونا اور دشمن روح
قرار دینا تصنیفی صحیح سمجھ لیا ہے اور اسی مقام پر جبکہ یہ بھی بیان کرنیکا موقع ملا ہے کہ جناب
مخاطب ایک قوت سرکش ہونا تسلیم کرکے اوسکو ابلیس ٹھہراتے ہین چنانچہ شروع
بحث مین فرماتے ہین مگر ایک قوت نہایت قوی اور سرکش بھی الخ مگر جب یہ پوچھا جاتا ہے
کہ پھر جنود ابلیس اور ذریت ابلیس سے کیا مراد ہے تو ہم تبیین الکلام مین ایک جگہ صفحہ
۲۴۳ مین یہ عبارت پاتے ہین قوائی بھی جو انسان کو برائی اور شرارت کیطرف ترغیب دیتی ہین
اونکا نام شرع مین شیطان رکھا گیا ہے بالفاظہ دوسری جگہ اوسی تبیین الکلام مین صفحہ ۱۵۲
مین یہ عبارت موجود ہے اسی واسطے کبھی اوسکے اثرات کو بطور وجود وسکے تعبیر کیا جاتا
اور جو انتظام کہ اون اثرات مین ہے اونکو بطور ایک لشکر کے بیان کیا جاتا ہے بلفظہ
خاکسار عرض کرتا ہے کہ اگر قوائی بھی متعدد ہین اور اسیواسطے صیغہ جمع کا اختیار کیا ہے
تو لازم آتا ہے کہ جنس ابلیس کا ذکر انکار سجدہ مین خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ متعدد بلکہ
حضرت آدم کے جسم مین بھرے ہوں حالانکہ کوئی لفظ قرآن شریف کا اس احتمال پر شہادت
نہین دیتا ہے مین اوسی فصاحة البیان اور اگر اثرات ایک قوت کے جنود ابلیس ٹھہراتے جاوین

اور اوسکے انتظام کو ایک لشکر قرار دیا جاوے تب بھی توافق آیات قرآنی کا متعذر ہے کیونکہ اثر
عین موثر نہین ہو سکتا ہے وہ تو موثر کے فعل کا نتیجہ اور ماحصل ہوتا ہے جیسے آگ کا اثر جلانا
تو کوئی نہین کہہ سکتا کہ آگ ایک صاحب لشکر ہے اور جلانا کسی انسان کا بھی اوسکے لشکر کا ایک سوار
یا پیدل ہے ورنہ لازم آتا ہے کہ اغوای قوت سو ہو مغالطہ ہے جو بنی آدم گناہ کرے وہ گناہ
بھی اغوا کرتا ہے حالانکہ جنود وذریت ابلیس کا اصل کام مقاتل اور متعدد ہے یعنی سب اغوا اور جدا کو
بنی آدم کرتے ہین پہر کیونکر اثرات پر اطلاق لشکر ابلیس کا ہو سکتا ہے اور یہ کس علم کے موافق باقی
رہا انتظام اگرچہ وہ بھی ایک معما ہے اور اوسکی کیفیت و تعریف محتاج ثبوت ہے مگر جب کوئی
اثر خود ہی لشکر کا سوار یا پیدل نہین ہے تو اوسکا انتظام کیونکر لشکر ٹھیریگا لا محالہ دونون تقریب
مخالف ہے تفسیر صحیح مجازی کی بھی نہ بن پڑی آپ مہربانی فرما کر معنی جنود وذریت ابلیس کے
الفاظ قرآنی سے پیدا کر کے ساتھ دلیل فارغ عن الاحتمال کی بیان کر کے اپنے دعوی کو ثابت
فرماوین اور ہمکو یہ بھی بتاوین کہ تمام آیہ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُم بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ
عَلَيْهِم بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ط اور دوسری آیت
أَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي اور حدیث نبوی ان ابلیس یضع عرشه علی
الماء ثم یبعث سرایاه الخ آپکی تفسیر جدید سے کیونکر مطابقت رکھتی ہے دو نمبر والا قولہ تمہارے
قوی کی ترکیب مین ایک قسم کی حرارت ہے جسکو حرارت غریزی کہتے
ہین اوس تمام حرارت کا سرجوش وہ قوت سرکش ہے وہ سب سے اور
بھی باقی قوتین اوس سے بچی ہین یعنی ہین خلقتنی من نار و خلقته من طین مین مولویصاحب کے حسب مطلب
کی آگ مراد نہین اقول پہلے اس دعوی کا ثبوت دیجیے کہ قوی کسقدر ملکی اور کسقدر شیطانی ہین
کیونکہ شیطانی کوئی قوت نہین ہے اور بعض علما نے جو ملکیہ و بہیمیہ لکہی ہین وہ آپ کے خیالات
موافق نہین ہین اور بہیمیہ مین بھی کوئی خاص قوت کسینے ایسی نہین بیان کی ہے جسکا
کام صرف اغوا اور معاودت ساتہ روح کے ہو جیسے تعریف انہ عدو مضل مبین کی صادق ہو سکے
اور اطاعت سے باز رکھتی ہو اور یہ بھی ارشاد ہو کہ وہ قوی جسمانی کس قسم کے مرکبات ہین
اور انکی ترکیب مین ایک قسم کی حرارت کیا ہے دوسرے کیا علم حکمت کی اصول پر ایسے

پاس کوئی دلیل ہے کہ قوی جسمانی صرف حرارت غریزی سے مرکب ہین تیسرے علاوہ
حرارت غریزی کے واسطے انعقاد ترکیب جسمانی قوی سو ہو سکی برودت غریزی وغیرہ بھی
شامل ہین یا نہین اگر ہین تو صرف ایک حرارت جدیدہ فرضیہ بے اصل غریزی کو اصل مادہ
وجود قوی کا مان لینا کس دلیل سے صحیح ہے چوتھے اگر قوی ترکیبی ذاتیات کی طرح ہین
تو اوسپر تعریف جسم کی کسواسطے صادق نہین آتی ہے پانچوین اعدای قوای ملکی و شیطانی ایجاد
حضور والا کی جسم حضرت آدم کا جسقدر باقی رہا اوسمین بھی وہی ترکیب حرارت غریزی کی موجود ہے
یا نہین اگر ہے تو بغیر قوی کے جسم کیون نہ رہ جاے تک پھر امتیاز بین الجسم والقوی کیونکر صحیح ہو سکتا ہے
اور یہ قول قوی کا کسواسطے صادق نہ آئیگا کہ خلقتہ من طین و خلقتنی من طین یا خلقتہ من نار و خلقتنی من نار چھٹے
وہ یہ جوش حرارت غریزی کا کیا چیز ہے اور کس کتاب علم حکمت مین سے جوش اول و حرارت کا
بیان کیا گیا ہے اور کیا برہان آپ کے پاس ہے پہلے تو مہربانی کر کے حرارت غریزی ہی مین حدت
ثابت کر دیجیے جسکی وجہ سے جوش کہا سکتی ہے اوسکے بعد یہ جوش بتائیے پھر یہ ثابت کیجیے کہ
قوی حرارت غریزی سے مرکب ہو گئی ہین افسوس ہے کہ آپ حرارت غریزی کی تعریف
بھی شاید نہین جانتے نہ قوی کی اقسام و تعریف سے خبر ہے جو جی مین آتا ہے بے تکلف ارشاد
ہو جاتا ہے کاش کسی طب کی کتاب مین تعریف حرارت غریزی اور قوی کی دیکھ لیتے ساتوین کیا دلیل
ہے کہ شخص السلیم ہر شخص کی ایک ہی قوت اوس سے مرکب ہے نہ کوئی دوسری قوت بھی آٹھوین
کس دلیل سے آپ نے ثابت کیا کہ قوت شیطانی سب قوی سے اوپر رہتی ہے اور اوسکے
نیچے باقی قوی رہتی ہین یہ تحت و فوق باعتبار محل و مقام کی ہے یا مجازی ہے اگر مجازی ہے
تو باعتبار غلبہ کے تمام قوی پر ہے یا باعتبار فضیلت مادہ وجود کی ہے شق اول خود ہی باطل
ہے لانسلم کہ قوت عقل و علم بھی مغلوب ہے یا قوت باصرہ و سامعہ و ذائقہ وغیرہ مغلوب ہین ورنہ
تکالیف شرعیہ باقی نہین نہ قوت شیطانی کا کچھ علاج ممکن ہو اور شق ثانی بھی بیکار ہے کیونکہ ہم
ابتک کوئی برہان نہین پاتے ہین کہ قوت علم و عقل وغیرہ اصل مادہ وجود مین مفضول ہین اور قوت
شیطانی افضل ہے نہین معلوم کہ آدم ہی نے ایکو کیا وساوس مین مبتلا کر دیا تھا نوین آپ نے
تو فرمایا تھا کہ آدم کو صرف علم اسماء کا عنایت ہوا ہے حقائق موجودات کا مگر حقائق ذاتیات قوی کا

پڑہے بے اہتمام سے آپکو کہان سے سکہا سے نے شاید اسی وجہ سے غلط اور بے اصل بتا سے تھے
دسوین آپ نے یہ نہین لکہا ہے کہ نار حقیقی کی ہر قسم سے قوت بہیمی بنی ہے بلکہ ایک قسم کی
حرارت یعنی مجازی قرار دی ہے حالانکہ طین کا لفظ معنی حقیقی پر محمول ہے تو اوسکے مقابل مین
نار مجازی بلکہ ایک قسم کی حرارت مجازی بتسلیم کرینکا کیا موقع ہے ذرا غور کرکے معنی قرآن
کے بیان کیجیے کیا ہوین مولوی صاحب اگر چولہے کی آگ ہوتی تو غنیمت تہا کیونکہ حقیقت نار
خارج نہ سمجہی جاتی آخر طین آدم کی بہی زمین سے لی گئی تہی جیسا کہ تبیین الکلام سے ظاہر ہے تو
نار دنیا سے مادہ موجود ہین و ابلیس بہی بنایا ہوتا کچہ بیٹہتا اگرچہ ایک قسم کی حرارت حضور والا نے
پیدا کی ہے کیا وہ نار فرنگ ساختہ مخترع ہے جو قواعد نیچریہ فلاسفہ جدیدہ کے ذریعہ سے خرمن
اسلام کو خاک سیاہ کرنیکی بہ کیفیت مجازی اور محتاج دلیل اور نقص تو یہی ہے مولوی صاحب کی بلا سے
کوئی حرارۃ لازم یا چولہے مین جاے یا انگیٹہی آپ دکہا دی موافق منطوق وظاہر الفاظ کے مولوی صاحب
تو باتفاق جمہور اہل اسلام کے اور مطابق احادیث سید الانام صلعم کے معنی قرآن شریف کے بیان
کرینگے نہ بطریق وساوس آدم وہمی کی آپ کو خدا جانے علماء دین سے کیا نفرت پڑ گئی ہے کہ
ہر موقع پر چوٹ کرتے ہین خیر یہ تو آپ کی لطائف وظرائف کہلاتے ہین اور تہذیب الاخلاق
سکہلاتے ہین اب یہ ارشاد فرماتے ہے کہ سرکش ہونا قوت کا مراد ٹہرائی گئی ہے کلمہ فاخرج منہا کو
تو ہبوط و استکبار کے کیا معنی لیے جاینگے جو سرکشی و غرور پر دال ہے یعنے اب یہ معنی آیت کے بقول
آپکے ہونگے فاخرج منہا سرکشی کی اوس نے ملائکہ مین و استکبار یعنے غرور کیا یہ دونون معنی صیغہ ماضی کے
ہو جاینگے نہ امر کے حالانکہ فاخرج امر کا صیغہ ہے تو کیا خدا نے خود فرمایا کہ سرکشی کر ذرا سوچ سمجہ کر تفسیر
بیان فرمائیے قولہ سوال دادا جان یہ تو بڑی مشکل پیش آئی اسلیے کہ جب انسان سن بلوغ
اور عقل و تمیز کو پہونچنا ایک ضروری اور لازمی بات ہے پہر خدا کا اوس درخت
کے کہانے سے منع کرنا اور انسان کا اوسکے کہانے سے نافرمانی کرکے
گنہگار ہونا کیونکر جائز ہوگا جواب جو تمنے کہا سچ ہے مگر یہان مسئلہ جبر و
قدر کا نہایت خوبی سے حل کیا گیا ہے اقول سوال تو آپکا واقعی سچ ہے مگر
جواب آدم وہمی کا محض غلط ہے کیونکہ سوال کا جواب یہ دیا کہ اسنے قوی کا انسان خود مالک

وہ مختار ہے اور اونکو کام مین لاسکتا ہے پس خدا کا منع کرنا اور انسان کا نہ ماننا بتایا گیا ہے اور چونکہ اوس حالت تک پہونچنا اور عقل و تمیز حاصل کرنا گناہ ہونے کا سبب ہے لہذا خدا نے بتایا کہ آدم اوس حالت پر پہونچنے کے بعد گنہگار ہوا ذرا انصاف کر کے ملاحظہ فرمایئے کہ یہ جواب اوس سوال کا کیونکر صحیح ہو گا نتیجہ سوال کا تو یہ تہا کہ منع کرنا ہی صحیح نہین ہو سکتا کیونکہ ہر انسان موضوع ہے واسطے پہونچنے حالت بلوغ کے تو کیا خدا ایسا حکم دیتا کہ ہمیشہ صغر سن مین رہو یا بوڈہے ہو جاؤ مگر پہر بالغ نہ رہو حالانکہ قوت علم و عقل بہی ماں کے پیٹ سے لیکر نکلا تہا اور تمام قوی قبل بلوغ بہی اپنا اپنا کام کر رہی تہین اور اطاعت آدم مین چلی آتی تہین اور جبکو خود خدا نے اشرف المخلوقات بنایا تہا اور اپنا نائب کیا تہا اور وجہ افضلیت کی اوسکے حق مین تمام حیوانات پر وہی علم و عقل تہا جو اور کسی مخلوق مین نہ تہا تو پہر خود ہی اوس علم و عقل کا بخشش کرنا اور منع بہی کر دینا کہ اسکو مت لینا کیسی لغو بات ہے اور کیونکر قابل تسلیم ہو سکتی ہے گنہگار ہونا کیسا رضاء الٰہی کا موقع تہا تو پہر کیونکر ہم مان لین کہ دادا جان آپکی تفسیر صحیح ہے اور کس طرح شجرہ ممنوعہ سے مراد علم و عقل ہو سکتا ہے آپ غور کیجیے کہ آدم نے اس مشکل سوال کا یہ جواب واہیات دیا کہ انسان اپنی قوی پر قادر تہا لہذا سن بلوغ مین اونکا استعمال کر کے گنہگار ہو گیا سبحان اللہ سوال دیگر جواب دیگر پوچہا تو یہہ جاتا ہے کہ کیونکر منع کیا اور خاصہ و لازمہ انسانی سے کسو واسطے روکا گیا اور اوسکے عمل کرنے پر کیونکر گناہ کا اطلاق ہو سکتا ہے اور جو فعل پہلے سے موجود تہا اوسکا پہر لینا دینا اور منع کرنا کیونکر ہو گا جواب ملتا ہے کہ آدم نے قوی کا استعمال کیا اور جوان ہوا تب گنہگار ہو گیا کوئی پوچہے کہ وہ جوان کیونکر نہ ہوتا اور کس طرح اپنی قوی کو کام مین نہ لاتا کیا مثل شجر و حجر کے رہتا یا وہ ہمیشہ تکلیف مالا یطاق مین گرفتار رہتا عقل حیران ہے کہ آدم وہمی کو سوال کا حاصل اور نتیجہ سمجہنے کا شعور نہ تہا پہر معارف و حقائق سکہانے کو تشریف لاتے اور جبر و قدر کے مسئلہ کو حل کرنے بیٹہے خیر آدم خیالی تو مجبور ہوتے مگر دیکہیے کہ جناب مخاطب اونکے متن کی شرح کرنے پر آمادہ ہو کر مسئلہ جبر و قدر مین اپنی ایجاد کیا دکہاتے ہین چنانچہ فرماتے ہین السعید من سعد فی بطن امہ الشقی من شقی فی بطن امہ تہا صحیح اور سچا قول ہے الخ اقول نجاب

قول رسول صلعم کا مراد ہے تو انہین الفاظ کے ساتھ صحت حدیث مذکور کی جناب تحقیق
تاب نے ضرور سمجھ لی ہوگی تب تو زور شور سے فرماتے ہین کہ نہایت صحیح اور سچا قول ہے
مین بھی مشتاق ہون کہ اس پوری حدیث کے سب الفاظ کو نہایت صحیح ثابت کر دیجیے اسکے
ذریعہ سے ہمکو بھی ایک فائدہ حاصل ہو جائیگا الا اگر یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ منکر نہ
نکلے تو بڑی شرم کی بات ہے کہ اسکو نہایت صحیح فرما دیا غالباً موضوعات ابن جوزی و
تخریجات شرح عقائد وغیرہ کتب موضوعات حدیث تو جناب عالی نے ضرور دیکھی ہونگی اوسسے
حال کھل جائیگا فافہم ولا تکن من الغافلین بحث الفاظ تمام حدیث سے قطع نظر
کر کے اور صحت بالمعنی حدیث مذکور کی بھی تسلیم کر کے مین یہ عرض کرتا ہون کہ حاصل تقریر
حضور والا کا نہایت مشکل ہے جو کچھ سمجھ مین آتا ہے وہ ہرگز معنی حدیث سے مطابقت
نہین رکھتا ہے نہ آپکی تقریر شروع سے آخر تک کسی ایک اصول پر قائم رہتی ہے شروع
تقریر مین آپکا غالباً یہ مطلب ہے کہ قول بین الجبر والاختیار تو محض ہنسنے کے لائق ہے اور
اوسکی یہ مثال دی ہے کہ جیسے ایک شکاری نے مچھلی کو مخمصت پایا تھا لا محالہ بین الجبر والاختیار
سے حضور والا کو انکار ہوگا اب رہ گیا جبر محض یا اختیار محض سو جبر محض اسقدر عبارت
سے پایا جاتا ہے یعنی جو کچھ اسوقت تم انسان کی حالت دیکھتے ہو اچھی یا بری یہان تک کہ
نبیون کی نبوت اور عابدون کی عبادت زاہدونکا زہد معشوقونکا حسن عاشقونکا عشق
شاعرونکی شاعری فاسقونکا فسق کافرونکا کفر سب وہ اپنے مان کے پیٹ مین سے
لیکر نکلے ہین وہ سب باتین اون سبکے واسطے لازمی ہین اور بے ہوئے رہ نہین سکتی ہیں
مگر نہ عابد کی نجات عبادت پر ہے نہ فاسق کی درکات اوسکے فسق پر الخ انتہی محصلاً اب آگے
چلکر حضور کی تقریر سے اختیار محض نکلتا ہے یعنی انسان اپنی تمام قوی پر قادر ہے اور
نجات کا منحصر ہونا اپنی تمام قوای بدنی کے کام مین لانے پر ٹھہرایا ہے پس ظاہر ہوا
کہ اپنے قوی کا کام مین لانا اختیار محض ہے چنانچہ آپ فرماتے ہین انسان کی نجات صرف
اسپر ہے کہ جو قوی خدا تعالی نے اوسمین رکھے ہین اور جسقدر رکھے ہین اون سبکو بقدر
اپنی طاقت کے کام مین لاتا رہے اگر قوای بہیمیہ اوسپر غالب ہین اور قوای ملکیہ کمزور تو وہ

کمزور قوی کو مجبور ٹہرے اونکو بھی کام مین لانا ہے یہی گناہ ہونیکا علاج اور توبہ اور کفارہ
ہے اب مجکو حضور کی خدمت مین کہی التماس ہین اولا قول بین الجبر والاختیار کو آپ نے مخنث
ٹہرا کیر وہ وہ سمجھا ہے مگر خود بدولت بہی اوسی قول کے موافق سابق مین ہو چکے ہین تو
جس آدم وہبی کا تالیان بجانا اور ناچنا گانا بیان کیا ہے اوسکی تعلیم پر عبث افتخار ہے کیونکہ
عقیدہ بین الجبر والاختیار کو مخنث سے تشبیہ دیجاتی ہے ذرا زمانہ سابق اپنا تو یاد کیجیے اور
تصنیفات قدیمہ کو ہاتھ مین لیجیے چنانچہ تبیین الکلام کے صفحہ ۲۷ مین یہ عبارت ہے کہ ہم
مسلمان یہ کہتے ہین کہ انسان کا ہر فعل اسوجہ سے کہ وہ خدا کے علم سے خارج نہین ہے
اور نیز انسان کے ارادہ پر خود خدا اوس فعل کا انجام کرنیوالا ہے خدا کی طرف منسوب
ہو سکتا ہے انتہی بلفظہ ارشاد فرماتے ہین کہ بین الجبر والاختیار اوسکا نام ہے صرف کرنا قوت
ارادہ کا انسان کی طرف اور پیدا کرنا فعل کا خدا کی طرف نسبت کر کے انسان کو کاسب
اور خدا کو خالق اوسکی تقدیر کو سے مان لینا ہوگا فقد ثبت آپ نے اقرار کر لیا ہے
کہ جو کچھ ظہور مین آتا ہے خواہ نیک خواہ بد خواہ ایمان خواہ کفر ہر انسان اپنے مان کے پیٹ سے
لیکر نکلا ہے اور اوسکا ظہور اور وقوع لازمی و ضروری ہے لا محالہ تمام قوی کا کام مین لانا
یا نہ لانا بھی مان کے پیٹ سے لاویگا پھر اوسکو کیا اختیار ہے کہ کام مین لاوے یا نہ لاوے
ایمان یا کفر عبادت و زہد خواہ عصیان و فسق سب کچھ ساتھ لیکر نکلا ہے اور ویسا ہی ضرور
ولازمی ہے تو کیا کوئی انسان ضروری ولازمی کے دفع کرنے پر قادر ہے حاشا وکلا کافر
جبلی کافر ہی رہیگا اور مومن جبلی مومن ہی رہیگا واشکلس کیف لا خود حضور والا نے
جب معارف و حقائق آدم وہبی سے سیکھے تو ارشاد فرمایا کہ ہم ہی ان حقائق و معارف کا
اپنی زبان مبارک سے طفلنا اپنی مان کے پیٹ سے لیکر نکلے تہے بلفظہ جب یہ حال ہی
کہ کسی سے ہمکلام ہونا و فہم و خیال مین بھی بالبطن مادر مین مقدر ہو گیا تھا اور اوسکا ظہور
لازمی تھا تو پھر قواے بدنی کا کلیۃً کام مین لانا نہ لانا کیون نہ ساتھ لایا ہوگا اور ایسے مجبور کو
کس طرح مختار ٹہرایا جاویگا اور کیونکر اپنی نجات کی آپ ہی تدبیر کر سکتا ہے اور قوی پر
اختیار دیا جاتا ہے کیسی بے اصل بات ہوگی لا محالہ انسان مجبور محض ٹہرا اور اوسکی ایجاد

خاص کچھ کام نہ ای تااثنا حضور والا فرماتے ہین کہ نجات منحصر ہے تمام قوی کے استعمال پر اب دیکھنا
چاہیے کہ تمام قوی کا استعمال کیا نتیجہ دیگا قوت شیطانیہ کا جو وقت پورا استعمال کریگا تو کافر مطلق
اور تمام کبائر کا مرتکب ہوگا اور جب ساتھ ہی اوسکی قوای ملکیہ کا استعمال پورا کریگا تو مومن کامل
اور زاہد وعابد متقی ہوگا پس ایک ہی انسان کی دو حالت متفاوت ہوتی رہینگی اور ممکن ہے
کہ دونو قوتون کا ایک ہی وقت مین استعمال کرنا چاہے تو جمع بین الاضداد ماننی پڑیگی وہو کما ترى
اور آپ یہ نہین کہسکتے کہ ایک ہی وقت مین دونون قوای متضادہ کا استعمال بیجا اور نہین ہے کیونکہ
شرع بحث مین بغیر کسی استثناء و قید تخصیص کی یہ لفظ عام اختیار کی ہین کہ قوای انسان کو دیی
گئی ہین وہ خود اوسکا مالک مختار ہے اور اون سبکو خود کام مین لاسکتا ہے جسقدر قوی ہین سب
وہی کام کرتی ہین جسکے لیے مخلوق ہین فافہم رابعًا جب نجات دو رکات ایمان و کفر و نیز فسق
آپکے اصول پر نہین ہے تو پہر قوای ملکیہ یا شیطانیہ کا کام مین لانا ہی عبث ہے کیونکہ غایت مرتبہ قوی
ملکیہ کے ذریعہ سے مومن و زاہد ہوجائیگا اور قوی بہیمیہ کے اغوا سے کافر و فاسق ہوگا مگر یہ کیا حاصل
وہ دونون کفر و ایمان نہ مستلزم ثواب و عقاب ہین نہ اختیاری انسان کی ہین خامسًا آپ فرماتے
ہین کہ قوی بہیمیہ اگر غالب ہون اور ملکیہ مغلوب ہون تو اسقدر کافی ہے کہ اون مغلوب سے
بہی کام لیتا رہے تب نجات ہوگی آپ فرماتے ہین کہ اگر قوای بہیمیہ کے استعمال سے کافر مطلق ہو گیا
اور قوی مغلوبہ ملکیہ کی بدولت صرف اسقدر ہوا کہ کوئی فعل حسن ظہور مین آیا تو کیا یہ فعل حسن دوزخ سے
بچالیگا اور نجات دلاویگا اور یہ بہی آپ نہین کہسکتے کہ قوت بہیمیہ صرف فسق و فجور ہی تک آتی ہے
مگر کفر و شرک تک نہین پہونچاتی ہے کیونکہ جب آپ نے اوسکو شیطان مان لیا تو شیطان کا پہلا حملہ
یہی ہے کہ بنی آدم کو پکا مشرک بناوے اور قرآن شریف مین صاف وارد ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا
یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ پہر قوی ملکیہ کا ہرگز کا استعمال
بے فائدہ ہوجاویگا سادساً آپ نے یہ تسلیم کرلیا ہے کہ شقی و سعید ہی بطون مادر مین ہو چکتا ہے اور انبیا یون
فرماتے ہین کہ انا نبی وآدم بین الماء والطین سعدا یون کہتے ہین انا سعید وآدم بین الماء والطین
اشقیا کا یہ قول ہے انا شقی وآدم بین الماء والطین ہمارا یہ قول ہے انا احمد وآدم بین الماء
والطین بلفظہ تو جنتی و ناری کا نامہ پہلے ہی ٹہر گیا ہے اور وہ لازمی و ضروری ہوئے رہ بہی نہین سکتا ہے

پہر استعمال قوی سے کیا بحث رہیگی الحاصل ایجاد طبع کا کچہہ بہی نتیجہ نہ نکلا وہی بحث جبر و قدر کی
اپنے حال پر باقی رہی جسکو متکلمین لکہتے آئے ہین اور تمام مسائل مین مشکل سمجہتے رہے ہین
ہان اسقدر ہوا کہ دو چار اعتراض آپکی بدولت اور وارد ہوگئے وگر ہیچ جب کسی طرف سے نجات
نملیگی تو آخر حضور کو وہی کہنا پڑیگا جو ہم لوگ کہتے ہین مگر گردن کے پیچہے سے ہاتہ لاکر ناک تک
پہونچانے کا البتہ اختیار ہے کیونکہ مسئلہ جبر و قدر کا نہایت انسانی سے طے کرنیکے پردہ مین آدم
وہی کا جواب جو حضور نے مان لیا تہا وہ تو غلط ٹہرا اور اعتراض بدستور رہا اور بعد اوسکے تمام
تفسیر جدید خود بخود دبی اصل ٹہر گئی اپنی ہی اقرار سے حضرت سلامت کو ساکت ہونا پڑا اور الحمد للہ
علی ذلک تنبیہ ہمارے جناب مخاطب اگرچہ فرماوین کہ ہمنے لفظ ایمان و کفر کا عدم نجات کا تہیہ دور
نہین کہا ہے بلکہ صرف عبادت و فسق کا لفظ لکہا ہے لہذا ہمکو ابہی سر اوٹہانے کی جگہہ باقی ہے
تو خاکسار عرض کرتا ہے کہ گو اپنی زبان سے ایک مقام خاص لفظ ایمان و کفر کا نہین لکہا مگر بہت ثابت
کر چکا ہون کہ آپ نے شقی و سعید و مومن و کافر اور جملہ افعال ہر قسم کے بالعموم والاستغراق جیسے
اور یا در زنا اور لازم الوقوع قبول کیے ہین تو کچہہ تخصیص عبادت یا فسق کی باقی نہ رہی گی بلکہ ایمان و کفر
بہی وسی اصل کے دو فرع ہین اور یہ بہی بیان کر چکا ہون کہ قوت شیطانیہ کا صرف فسق تک پہنچا
لانا ہی کام نہین ہی بلکہ کفر سب سے پہلے اوسکا منشا ہوگا بعد استعمال کامل اوس قوت کی جو نہو وہ تہوڑا
ہے تو آپ کی زبان قلم سے اگر لفظ فسق مطلق کا نکل گیا اور کفر کا کلمہ چہوڑ دیا کچہہ فائدہ آپکو نہ بخشیگا او
سفر جائیگا اور جب ہمنے جبر محض بہی آپکی تقریر سے ثابت کر دیا تو اب یہ فرمانا حضور کا کہ موافق مرضی
صانع انسانکو اپنے قوی کا استعمال کرنا چاہیے سراسر تحکم ہی وہ استعمال ہی کرنا نکرنا ماں کے پیٹ سے
لیکر نکلا ہے اور پہلے سے انا سعید و انا شقی پکارتا تہا اور سرگذشت آدم کا سننا بہی ماں کے پیٹ سے
لیکر نکلا تہا فائدہ ہمکو اصل مسئلہ جبر و قدر کی بحث صرف اسواسطے لکہنی پڑی کہ مخاطب الامر اشتہاب
نے کچہہ نیا خیال بنا کر دعوی کیا تہا کہ وہ مسئلہ نہایت سہل طریقہ سے حل ہوگیا حالانکہ اور بہی زیادہ
مشکل کر ڈالا ہے لہذا ہم اس مسئلہ سے قطع نظر کرنے مین اوسکی بحث موافق عقائد اہل اسلام کے
لکہنے کا موقع نہین اس رسالہ مختصر مین بہی بقدر ضرورت ہماری گفتگو الزامی ہی فقد یہ قول آدم
کا نائب ہونا اور فرشتون کی تکرار اور تعلیم خطابیات کی قسم سے ہے قصیدی

فرشتے کیسے تا ار جسقدر قوی ہین ہمیشہ وہی کام کرتے ہین جسکے لیے مخلوق ہین لَا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ اور تعلیم اسمار سے مراد ملکہ علم ہے جو انسان مین ودیعت کیا ہے الخ اقول اس مقام کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وجود ملائکہ سے بہی شاید حضرت کو انکار ہے یہ لفظ کہ کیسے فرشتے اوس شخص کی زبان سے نکلے جو فرشتون کے وجود کا قائل ہوگا کیونکہ کیسے فرشتے کے جواب مین خود ہی سوچ سمجہہ لیجئے کہ ایسے فرشتے جیسے قرآن مین مذکور ہین کہ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً الخ اور یہہ مزید فیہہ ہے کہ وہ آیت جو خاص فرشتون کی شان مین ہے یعنے لَا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ کو بہی ظاہر سے صرف کرکے قوای انسان پر جمادیا اور قوی کو ملائکہ حقیقی بہی ٹہرادیا اگر یہہ ہم یہی دیکہتے ہین کہ کہین کہین اصلی فرشتونکا وجود بہی خود بدولت کی تحریر سے نکلتا ہے مثلاً فرماتے ہین کہ انسان ایسے اعلی درجہ تک ترقی کرسکتا ہے کہ جہان فرشتونکا بہی مقدور نہین کیونکہ اونہین ترقی کی قوت نہین ہے قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا انتہی خاکسار نہایت حیران ہے کہ مراد جناب عالی کی کیا ہے قرآن مین تو ایک ہی جگہہ سلسلہ کے ساتہہ یہہ مذکور ہے اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْهَا الی قولہ تعالی قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ الخ سوال جواب فرشتونکا ساتہہ خدا کے اور علم اسمار کا عنایت ہونا آدم کو اور پیش کیا جانا اشیار کا روبرو ملائک کے اور عاجز آنا فرشتونکا اور یہہ کہنا سبحانک لا علم لنا سب کا سب اصلی ملائکہ سے متعلق ہے نہ قوای انسانی سے پہر آخر آیت کا ایک جملہ ملائکہ حقیقی پر محمول کرنا اور شروع آیت کا مضمون قوی مطیعہ کے ساتہہ چسپان کرنا کسقدر واہیات ہے اور کیونکر یقین آوے کہ جناب مخاطب کی ایسی مراد ہوگی اور اگر یہہ مراد نہین ہے تو پہر کیسے فرشتے کیون فرماتے ہین اور قوای انسانی پر کسواسطے جماتے ہین اور سب سے زیادہ حیرت انگیز یہہ ہے کہ خود ہی فرماتے ہین کہ خدا نے آدم کو اپنا نائب کردیا اور فرشتے غل مچاتے رہے الحاصل آدم وہمی کے مجذوبون کی سی بڑ کو خود ہی حضرت سمجہہ ہونگے اور جب مجرد دعوی ہر قسم کا بلا دلیل بیان ہوتا چلا جاتا ہے تو ہم کیا پوچہین اور کس سے گفتگو کرین نہ ظاہر الفاظ و منطوق آیات و سباق و سیاق سے کچہہ غرض رکہی ہے نہ اپنی قول کی سند پر کوئی حدیث یا قول صحیح اکابر دین کا لکہتے ہین نہ لغت یا اصطلاح سے سند لاتے ہین محض تحکم کا

کیا علاج ہے کوئی پوچھے کہ جس جگہ آیت لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ مذکور ہے
وہاں قویٰ انسانی کا کیا ذکر ہے اور کسطرح تبادر اذہان بغیر سبق ذکر قویٰ کے اور بدون قرینہ
مقام کے ہو سکتا ہے کہ یہ آیت قویٰ کی شان میں ہے تنبیہ اس مقام پر ہم یہ شبہہ رفع کئے دیتے ہیں
کہ سوال وجواب ملائکہ کا بصورت اعتراض کے تہا جسکو حضرت نے تبرّا ابن تجویز کیا ہے یا کس
طریق پر واقع ہوا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ وہ سوال بطور استفہام وتعجب کے تہا یعنے ملائکہ
نے جب یہ سنا کہ آدم خاکی خلیفۃ اللہ بنایا جاتا ہے تو اونکو یہ شبہہ ہوا کہ لوازم مادہ خاک سے جو امور ہیں
وہ لوازم مادہ نور سے بہتر نہیں ہیں پہر نورانی نفوس قدسیہ کا خلافت کیواسطے اختیار نکرنا کس
مصلحت سے ہوگا اور خلافت کے واسطے علوم کی استعداد درکار ہے مگر سرشت خاک مقتضی
تکمیل شہوت کی ہوگی اور زمین میں فساد وخونریزی واقع ہونے لگیگی لہذا تعجب کرکے
جو سوال کیا وہ استفہام تہا اور استفہام منافی شان معصومین نہیں ہوتا ہے بعض انبیا نے بہی فرمایا
ہے کہ اے رب تو کس طرح زندہ کرتا ہے مردہ کو جواب ملا کہ کیا تو یقین نہیں لاتا تب عرض کیا کہ
ہاں مگر واسطے اطمینان قلب کے پوچہتا ہوں آیات قرآنی میں اس قسم کے امور مذکور ہیں
اسی واسطے خدا تعالیٰ نے فرشتوں پر نافرمانی کا عتاب نفرمایا بلکہ یہ ارشاد ہوا کہ میں سب کچہ
جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو اور پہر اونکے اطمینان کر دینے کی یہ صورت کر دی کہ آدم کو علم اسماء
عنایت فرماکر ثابت کر دیا کہ ملائکہ سے بہی زیادہ اس امر میں عالم ہے تب ملائکہ اقرار کرنے لگے کہ
سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا الآیۃ تفاسیر اہل اسلام میں اس شبہہ کا جواب مذکور ہے پہر کیا وجہ ہے
کہ جناب مخاطب خود ہی تفسیرین کو نہیں دیکہتے اور علوم مشرقیہ سے نفرت کرتے ہیں اور باعث
ضلالت سمجہتے ہیں اور خود ہی اپنے اوہام وظنون سے خدا کو اور ملائکہ کو ہتیاروں سے تشبیہ دیتے
ہیں تعالیٰ اللہ عن ذلک علواً کبیراً باقی رہا یہ قول جناب مخاطب کا کہ خدا نے آدم کو نام تمام چیزوں کا
اسطرح نہیں سکہائی جیسے انسان لڑکوں کو سکہاتا ہی بلکہ علم مراد ہے وہ بہی صرف اسماء کا علم نہ حقائق
اشیاء کا علم معلوم ہوا کہ حقیقت اشیاء سے کیا مراد لی ہے چونکہ ہر جگہ تشبیہ و استعارہ و مجاز بنا
رکہے ہیں حقائق اشیا میں خدا جانے کیا فرماینگے جو سوال کیا جاتا ہے کہ حقائق الاشیاء ثابتۃ
صحیح ہے یا نہیں اگر ہے تو بغیر علم کے اثبات اونکا کیونکر ہوگا اور یہی التماس ہے کہ علم اسماء کا

بقیہ

بغیر علم مسمے کے کیونکر مراد ہو سکتا ہے اور مسمی کا موجود ہونا اگر غلط ہے تو عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ
اور أَنْبِئُونِي بِأَسْمَاءِ هَٰؤُلَاءِ کے کیا معنی ہیں اور پھر اس جملہ کی کیا مراد ہے يَا آدَمُ أَنْبِئْهُم بِأَسْمَائِهِمْ
یہ ضمیریں کسکی طرف راجع ہیں اور اگر وجود مسمی کا متحقق ہے تو علم بغیر معلوم کرنے حقیقت
اشیاء کی کیونکر مان لیا ہے کیا وہ سب معاملہ تشبیہی اور مجازی تھا اور اگر یہ مقصود ہے کہ بقدر ضرورت
حقیقت اشیاء کی معلوم ہوئی تھی گو یہ معلوم ہو کہ تمام موجودات کا اصل مادہ وجود کیا ہے تو علم
محیط تفصیلی مثل خالق اشیاء کے ہونا بحث سے خارج ہے لَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ
ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ اور وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ صحیح ہے اور ہم اگر یہی تسلیم کرلیں کہ
حقیقت اشیاء کی نہیں بتائی تھی تب بھی سماء کی لفظ سے بلکہ علم مراد لینا کس دلیل سے صحیح
ہوگا کیا یہ معنی لغوی ہیں یا اصطلاحی اور کس جگہ ایسا استعمال ہوا ہے اور اس سے کیا فائدہ
حاصل ہوتا ہے بلکہ آپ کے مطلب کے خلاف ہوگا کیونکہ آپ تو حقیقت ذاتی بھی قوی
کی بیان کرتے ہیں اور خدا کسی کی تا بعین انا کا لفظ جو لکہا ہے او خلافت خدا کی ذات کی
ساتھ کی ہے تو آپ ہی کا کام ہے اس خوش بیانی کو ہمارا سلام ہے نہ ہمارا ایسا کلام ہے
نہ ہمیں الزام ہے قولہ خدا نے قصہ آدم کا جو بیان کیا ہے وہ اصلی حالت فطرت
انسانی کا بیان ہے جسکو نیچر کہتے ہیں الخ اقول آپ تو بالکل الٹی تقریر کرتے
ہیں اگر خدا کو یہی انسانی کا بیان قاعدہ نیچر کے طور پر منظور ہوتا تو کیا مشکل معاملہ تھا جسکو آدم
وہی بیان کرکے آپکو سمجھا سکتے مگر خدا تعالی آیات بینات میں ظاہر نکر سکے خدا جانے آپ
ہر مقام میں نیچر نیچر کیا پکارا کرتے ہیں اور جو کچھ معنی حقیقی آیات قرآنی کی جمہور اہل اسلام نے
اب تک اختیار کیے ہیں وہ کیونکہ قانون فطرت کی خلاف سمجھی گئی ہیں اور کس نیچرلسٹ کا قول
آپکے موافق ہے ذرا حوالہ تو دیجیے قولہ قرآن میں شیطان کا نام آیا ہے مگر اوسکی حقیقت
و ماہیت کچھ بیان نہیں ہوئی اقول محض غلط ہے اوسکی حقیقت صاف بیان ہوئی
ہے کہ وہ ایک نوع ہے جن کی اور مادہ وجود اوسکا عنصر نار ہے کما مر اار اقول کچھ صفات
اوسکے قرآن اور حدیث سے پائی جاتی ہیں بڑی صفت یہ ہے کہ وہ دشمن بنی
آدم ہے کما قال اللہ تعالی فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ الخ اقول ہاں یہی صفت

اوسکی ہے اور انہ عدو مضل مبین سے دشمنی بہی اوسکی ساتہ بنی آدم کی ثابت ہے اور بنی
آدم بہی دشمن شیطان کے ہین جو عباد مخلصین اور مومنین مین داخل ہین اور احادیث مین
سب کچہ حالات اوسکے بیان ہوتے ہین چنانچہ کسی قدر شروع رسالہ مین ہم لکہہ چکے ہین
قولہ یہی اوصاف حمیدہ اوس بزرگ ذات کے ہین الخ اقول ہان یہ بہی
صفات مذکور ہین اور علاوہ انکے بہت سے حالات موجود ہین کما عرفت سابقا اب ان
صفات کے ساتہ حضور کو اختیار ہے خواہ بزرگ ذات سمجہ کر عین انسان قرار دیجیے خواہ بد ذات
سمجہکر لاحول پڑہیے مگر شق ثانی متعذر ہوگی کیونکہ جب عین ذات انسان مان لیا ہے تو بزرگی مین کیا کلام
ہے **قولہ اب ان صفات شیطان کا ہم اپنے مین پاتے ہین مگر کبہی وجود خارجی
کو محسوس نہین پاتے الخ اقول** ہمنے مانا کہ حضور والا صفات شیطان کا
اپنے مین اثر بہت پاتے ہین مگر انکار وجود خارجی صحیح نہین ہے وجود خارجی
سے اگر جسم اوسکا مثل اجسام بنی آدم یا حجر و شجر کے مراد ہے تو محض غلطی ہے کیونکہ مادہ وجود
ابلیس کا نار سے ہے نہ خاک سے اور مولوی مہدی علی صاحب آپکو صاف بتا چکے ہین
کہ وجود خارجی کے واسطے ہمیشہ وجود جسمانی ہی مراد نہین لیا جاتا ہے پس وجود ناری ہونا او
اوسکی تاثیرات کا پایا جانا کافی ہے ورنہ وجود خارجی ملائکہ و جن سے بہی انکار کرنا پڑیگا معلوم
نہین ہے کہ آپ وجود خارجی کسکو کہتے ہین آیا یہی کہ ذہنی و خیالی نہو بلکہ عنصری ہو یا کوئی
وجود محسوس البصر خواہ مخواہ درکار ہے شق اول تو ہم خود ثابت کر چکے ہین اور شق ثانی مین
آپکا دعوی بلا دلیل ہے ہان اسقدر ہم اور بہی بیان کرتے ہین کہ شیاطین و جن کو صورت
انسان و حیوان وغیرہ کی بنا لینے پر بہی خدا نے قدرت دی ہے اور اسی طرح فرشتونکو بہی
وہ ہی قدرت پائی جاتی ہے لہذا صورت مین آدمی کی جن اور ملائکہ اور شیاطین کا آنا
اور دیکہا جانا بہی ثابت ہوا ہے کما مر سابقا **قولہ ہم مین ایک قوت ہے جو ہمکو سیدہے
رستے سے پہیرتی ہے شیطان سمجہکر اوسکی ڈاڑہی پکڑ لیتی ہین الخ اقول**
اوس قوت کے متعلق ہم بخوبی جواب دے چکے فلا نعیدہ اور شیطان کی جگہہ جو آپکا ہاتہ
کی ڈاڑہی سفید آجاتی ہے اور اوسکے گال پکڑے آپ ہی کا مونہہ لعل ہو جاتا ہے اسکا کچہ

تعجب نہین ہے کیونکہ آپ قوت انسانی کو شیطان ٹھہراتے ہین تو عین جزو انسان قرار پاوےگی پہر اونکی
ڈاڑہی اگر ہاتہ مین آوے یا گال لعل ہوجای تو آپ کے اصول پر کچہ بعید نہین ہے نہ ہمارے اصول پر
کہ ہم اوسکو جنی ٹھہراتے ہین فافہم قولہ میرے پیارے مہدی مین آپکو ہمیشہ کہا کرتا ہون
کہ جو خراب اثر مشرقی تعلیم کا آپ کے دل اور طبیعت پر ہوتا ہے اوس سے
کبہی انجین نہ رہین آپ سمجہتے ہین کہ نبی صلعم کو امی محض رکہنے مین کیا حکمت
تہی الخ اقول آپ بیٹہے تو ہین بنارس مین مگر لندن سے حساب مشرق ومغرب کا کرتے ہین
مشرقی علوم جو قرآن وحدیث وتفسیر واصول وفقہ وکلام وعقائد اہل اسلام ہین اون سے آپکو
نفرت ہو تو ہو مگر ساری خدائی کے مسلمان تو اوسکو کمال دین سمجہتے ہین خدا نکرے کہ اوسکا
اثر دل سے جاتا رہے اوسی کے حاصل نکرنے کی وجہ سے آپ اس خرابی مین پڑے ہین
کہ نہ تو موافق اہل اسلام کے کسی مسئلہ کی تحقیق بن پڑی تہی نہ علوم جدیدہ کی تحصیل کی ہے
جو حکیمانہ وفلسفیانہ کوئی بات عمدہ نکلی اپنا جی تو چارون طرف آپ دوڑاتے ہین قرآن وحدیث
کو بہی فلسفیت موہومی سے ملاتے ہین مگر ہر مقام پر ٹہوکر کہاتے ہین کسی ایک قوم کے علوم پر
بہی پوری استعداد ہوتی تو کچہ کر دکہاتی بعض معتزلہ کی بہی تقلید کچہ کچہ یا تو نہین اختیار کی باطنیہ
کی طرف بہی رجوع کیا شیعہ امامیہ کی بہی مدد لی مگر ابتک کوئی طریقہ ٹہیک نہوا آخری خطا معاف ہو حضور نے
عقائد اہل اسلام لکہنی شروع کیے لوگ خوش ہوتے کہ افادات جدیدہ سے لطف اوٹہاوینگے
مگر دوسرے عقیدہ کی تقریر دیکہتے ہی علما قہقہہ مار کر ہنس پڑے اور کم استعداد شک مین پڑگئے
کہ شریک باری کی امتناع پر اگر یہی دلیل ہے تو ہماری ایسی متکلمین پر افسوس ہے یعنے پہلے
تو آپ نے فرمایا کہ بغیر سمجہے بوجہے خدا کو واحد مان لینا واجب نہین ہے اور یہ مسئلہ عقلی ہے بعدہ
دلیل عقلی نہایت شدومد کے ساتہ بیان کرکے خود ہی ایک احتمال نقل کیا یعنے فرمایا ہان بیشک
ایک شبہہ اسپر وارد ہوتا ہے کہ اس تمام کارخانہ قدرت سے جو ہم دیکہتے ہین اور سمجہتے ہین یہ خیال
مٹ نہین سکتا کہ کیا عجب ہے کہ مثل اس کارخانہ قدرت کے کوئی اور کارخانہ قدرت ہو اور اوسکا
کوئی صانع اور علت العلل اور موجود بالذات ازلی وابدی ہو الخ محصلًا اس شبہہ کے لیے کوئی
اپنے کچہ بہی قدرت نہ پائی اور یہ جواب دیا کہ ہم اس شبہہ کو تسلیم کرتے ہین اور کہتے ہین کہ بلا شبہہ

یہ ایک خیالی شبہہ ہے جو رفع نہین ہو سکتا مگر اسلام اور ایمان کی بنیاد خیال پر نہین ہے فلسفہ
او رعقلیہ مباحث کو جو حالت غیر وجود یہ سے ہوتی ہین یقین سے اور ایمان سے کچھ مناسبت
نہین ہے مولانا روم نے اوسکے حق مین نہایت خوب فرمایا ہے شعر پای استدلالیان چوبین
بود پای چوبین سخت بی تمکین بود پس یقین کے لیے ضرور ہے کہ معترض اول اسباب کا تغیر
ولاے تاکہ وہ حقیقت الیاہی دوسرا کارخانہ قدرت موجود ہے اور اوسوقت کہے کہ خدائی
توحید ثابت نہین مگر وہمی و فرضی باتون سے خدا کے متعدد ہونے کا ثبوت نہین ہو سکتا
الخ بلفظہ مختصراً خاکسار عرض کرتا ہے کہ پہلے تو آپ نے خود ہی مان لیا تھا کہ یہ مسئلہ عقلی ہے
اور جابجا پھر اور علوم جدیدہ و فلسفیت پر مدار مذہب ثابت ہوتا چلا جاتا ہے منقول تو کوئی
چیز بھی نہین رہی تھی معقول ہی معقول پکارے جاتے تھے آخر کو جب ایک شبہہ حکیمانہ
وارد ہوا تو کس واسطے فرمانے لگے کہ دین و ایمان و مذہب اسلام سے عقلیہ فلسفیہ دلائل
سے کچھ علاقہ نہین ہے مولوی روم صاحب کے قدمون پر جا گرے اگر ایسا ہی کرنا تھا تو صاف
کہدیا ہوتا کہ قل ہو اللہ احد کافی ہے یا باین شور اشوری یا باین بے نمکی اس اپنی تقریر کو جو
آخر بحث مین لکھی ہے ذرا یاد رکھیگا آپ ہمیشہ دلائل عقلیہ سے دین و ایمان کے متعلق رد و جرح
کیا کرتے ہین اب مین بھی کہا کرونگا جو آپنے خود فرمایا ہے خیر یہ تو آپ کی معلومات علم کلام
کا ذکر ہوتا تھا اب مین پوچھتا ہون کہ معترض ممکن ہونا شریک الباری کا بیان کرتا ہے اور
آپنے اوس امکان عقلی کو تسلیم کر لیا اور اوس سے ثبوت موجود ہونے کا طلب کیا وہ بھی
اس خوبی کے ساتھ کہ حضور کو اگر وہ کہا وے تو جھوٹا ہو جاے فرمائیے تو آپ نے تبیین الکلام مین
اقرار کیا ہے یا نہین کہ بہت سے مخلوقات ایسے ہیں جو پیدا ہو چکے ہین جسکا انکار نہین ہو سکتا
کیون نہین فرماتے ہو کہ اگر دوسرا خدا ممکن ہو تو عجز ایک کا خواہ عبث ہونا دوسرے کا خواہ دونون کا
ناقص ہونا اپنے تکمیل ذات مین خواہ معدوم ہو سکنا مخلوق ایک خدا کا دوسرے کی قدرت سے
خواہ اجتماع متضادین کا خواہ ناقص ہونا علم و قدرت دونون کا یا ایک کا لازم آتا ہے اس
اجمال کی بہت بڑی تفصیل درکار ہے کما یعلم من لہ وجدان سلیم و عقل مستقیم حضور والا نے
جو عالم موجود کو گورکھ دھندا اور گھڑی سے مشابہت دیکر مان لیا کہ ضرور ہے کہ اسکا صانع واحد

ف عقیدہ ۵ اولاً دوم جواب مخاطب کے متعلق رسالہ دوم میں بحث تفصیلی ہم نے لکھی ہے انشاءاللہ عنقریب تفصیل سے گذرےگی ۱۲ منہ

عجب

عجیب تقریر ہے جائز ہے کہ ایک گہڑی کے پرزے متعدد کاریگر بلکہ بنا دین اور صنعت مین سب برابر ہون فقد بر معترض تو ممتنع عقلی ہونا شریک باری کا رو کرتا تہا اور ممکن الوجود ثابت کرتا تہا سو اوس قدر اپنے خوشی سے تسلیم کر لیا پہر جو کچہ بحث کی وہ بہی منقول و مسادرہ علی المطلوب پر تمام ہو گئی کیا کوئی جواب لیا کہ شبہہ معترض عقلا باطل ہو جای نہین ہو سکتا تہا جب اسقدر مضطر ہو کر آمنا صدقنا پکارنے لگے یہ رسالہ مختصر اس قابل نہین ہو کہ امتناع شریک باری کی دلائل مشرقی تعلیم یافتہ متکلمین کے اقوال سے ہم لکہدین اور اصل مقصود سے بُعد واقع ہوتا ہے لہذا اسقدر پر قناعت کیجاتی ہے افسوس ہے کہ آپ مشرقی تعلیم کو خراب اور اوسکے اثر کو باعث ضلالت سمجہتے ہین اور اوسکے دفع کرنے پر کوشش کرتے ہین جب ہم مسلمانونکا علم تفسیر و حدیث و فقہ و اصول و نیا سے جاتا رہا اور ہم نیچرل اسٹ خدا نخواستہ ہو گئے تو پہر اچہے خاصے منکر معجزات و معاد ہو جاوینگے جس وقت کوئی آیت و حدیث کا ذکر ہوا کریگا جسمین معاد یا معجزات کا ذکر ہوگا اور اوسکا ظاہر الشان نیچرل مین نہوگا تو مغربی تعلیم یافتہ لوگون سے پوچہتے پہرینگے وہ فرما دینگے کہ یہ سب خلاف نیچر ہے تو ہم لوگ نہ جانے کس مذہب کے ہوتے ہین گریہ سنیگے فرماتے اگر آج مشرقی تعلیم کا اثر نہوتا تو آپ کے خیالات بے اصل کا جواب کہان سے لکہا جاتا اگر یہی نیچر ہے تو اپنا بہی ایک حکیم نیچرل اسٹ ٹہرینگے نہ صاحب معجزہ نہ صاحب وحی کیونکہ قانون قدرت و فلسفیت سے جبرئیل کا آنا کیونکہ محسوسات ظاہری کے موافق ہوگا اور کون مانے گا کہ خلاف قواعد انتظام عالم کے شق القمر واقع ہو سکے یا وہ باتین صحیح ہون جو خاصیت اشیاء و علم طبعی کے ساتہ موافقت نہین رکہتی ہین مثلاً قاعدہ قدرت ہے کہ ایک پیالہ بہر کہانے سے ہزار آدمی سیر ہو کر نہین کہا سکتے ہین خصوصاً ایسی حالت مین کہ وہ کہانا بدستور موجود رہے یا جس بکری نے ابہی بچہ نہین دیا ہے وہ دودہ دیسکے یا جانور انسان کا سا کلام کر سکین یا پلک مارنے مین بلقیس مع تخت حضرت سلیمان کے پاس حاضر ہو جاے یا پتہر سے ناقہ پیدا ہو یا ہوا کسی انسان کی مسخر ہو جاے یا لکڑی کا سانپ بن جاے وغیر ذلک من المعجزات نہیں معلوم یہ سب کچہ کیونکر نیچر سے موافق ہوگا اگرچہ آپ صاف صاف نہین فرماتے ہین اور

ابھی مسلمانونکو نہین بہکاتے ہین اور حتی المقدور تاویلات رکیک کرکے قرآن کو نیچر سے
ملاتے ہین اور اقوال اکابر دین سے نفرت دلاتے ہین تا کہ نیچر کی طرف آہستہ آہستہ لوگ
رجوع لاوین در پردہ تو آپ سب کچھ کر رہے ہین اپنے دوست سید مہدی کو نیچر کیطرف کھینچ
بلاتے ہین اور ابھی اسی پر نیچر کی پابندی جماتے ہین تھوڑا عرصہ گذریگا کہ جو لوگ آزادی طبع کی
حرص و ہوا مین گرفتار ہین قید نماز و روزہ و پابندی احکام شرعیہ منقولی ہین عقلیات کو دخل
دینا پسند کرتے ہین علوم مشرقیہ سے بیزار ہو کر ایکی سنا شریعت بن جاوینگے خصوصاً جس وقت
کتب دین و ایمان کی جگہہ نیچریون کے اقوال پر عقیدہ جمانے کی ٹھہرے گی تو کوئی دہریہ کوئی
ملحد ہوگا کیا عجب ہے کہ ہمارا دین اسلام ہی سلام کر کے رخصت ہو معاذ اللہ ہمارے
رسول مقبول کیون حکیم نیچرل اسٹ ہونگے کسی ایک حدیث مین فرمایا کہ قوی ملکی و شیطانی
کا قصہ قرآن مین مراد ہے نہ حقیقی ابلیس کا اور اُمی ہونا تو حضرت کا اسواسطے ایک معجزہ ہے
کہ الہامی کتاب آسمانی کی طرف دعوت کرتے تھے اور بر ملا فاتوا بسورۃ من مثلہ پکارتے تھے
سامعین حیران تھے کہ جو شخص خود اُمی ہے کسی سے تعلیم نہین پائی وہ کہان سے یہ کتاب
لایا اور کس طرح ایسا کلام بلاغت نظام سنایا ضرور ہے کہ وحی آسمانی و تعلیم ربانی ہو اور اگر
نیچرل اسٹ ہوتا کوئی بڑی تعریف کی بات ہے ہزارون نیچرل اسٹ گذرے ہین اور
ہوتی جاتی ہین خاتم النبیین کا اطلاق سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم پر کیونکر ہو سکے گا
ہر ایک حکیم نیچرل اسٹ نبوت کا مصداق ہو جاویگا خدا نکرے کہ مولوی مہدی علی صاحب نیچر کی
چشمہ کا پانی پین جو جاری جاری رکھنے کی ہم تو یہ دعا کرتے ہین کہ خدا ایسا مقلب القلوب ہے
کہ انکو بھی خیالات نیچر سے بچاوے اور اجماع امت کی طرف لاوے امین یا ارحم الراحمین اور جس
علم کی نسبت آپ حجاب الاکبر کا لفظ لگاتے ہین معاذ اللہ وہ علم قرآن و حدیث و فقہ و اصول ہرگز
نہین ہو سکتا ہے ہان اوسکا خلاف حجاب الاکبر ہوگا قولہ لفظ شیطان سے اگر کوئی وجود
خارج من الانسان مراد لیجاوے تو ضرور قرآن مجید کو نعوذ باللہ غلط یا خلاف
واقع ماننا پڑیگا الخ اقول ابھی کیا ہے آیندہ ارشاد ہوگا کہ احکام معاد و معجزات انبیا اگر حقیقت
پر محمول ہون تو چونکہ خلاف قانون فطرت ہین قرآن مین حقیقت مراد نہین ہے تمثیلی زبان ہے

سمجھا گیا ہے وہ بنص قرآن غلط و خلاف واقع ٹھیریگا آپنے ابتک ثابت نہین کیا ہے کہ ایک
قوت بدن انسان مین ایسی ہے جو اطاعت روح کی نہین کرتی ہے بلکہ روح کے ساتھ
مساوات واقع ہے نہ آپنے اسکا ثبوت دیا ہے کہ حرارت غریزی سے کوئی قوت خاص کسب نار
پاکر مخلوق ہوتی ہے نہ منطوق آیات سے یا اتفاق جمہور امت سے یا احادیث صحیحہ سے
آپنے ثابت کیا ہے کہ قوت انسان کا نام ابلیس ہے پھر کیا فائدہ کہ اپنے خیالات و توہمات پر
انکو جزم و یقین جو کچھ ہوجاوے وہ مان لیا جاوے اپنے دعوی مین آپ ہی مدعی ہین اور اسکی
برہان کوئی نہین ہے ہم تو اپنے دعوی کا ثبوت قرآن و حدیث و اتفاق جمہور اہل ملت سے
دیتے ہین اور ظاہر الفاظ و منطوق آیات سے تائید ہوتی ہے پھر آپکے مخترعات کو صرف نا معقول
کہدینا تو غنیمت تہا یون کہنا چاہیے تہا کہ انکار نصوص قرآنی کا ہے ہم نہین تسلیم کرتے ہین
کہ ہر جگہ تاویل مرفوع القلم ہے مثلا اگر کوئی کہے کہ صلوۃ و زکوۃ و حج و صوم سے معنی لغوی مراد
ہین نہ مصطلح شرعی یا خمر سے مراد یہ ہے کہ اسقدر پینا جو عقل کو زائل کردے مگر خمر قلیل جو
عقل پیدا کرے حرام نہین ہے تو وہ شخص کیا معذور رکہا جائیگا حاشا و کلا ظاہر ہے کہ اسقدر
امور مین آیات قرآنی نصوص قطعیہ ہین کہ جن بمقابلہ انس کے ایک مخلوق ناری ہے اور مکلف
ساتھ ایمان کے ہے اور جابجا قرآن شریف مین جو لفظ جن و انس کا وارد ہوا ہے انس سے
مراد اولاد آدم ہے جن سے مراد بنی جان ہین اور جن کی ایک قسم وہ ابلیس ہے جسنے سجدہ
نہ کیا اور تا قیامت زندہ رہیگا اور وہ مع اپنے تمام جنود و قبیلہ و ذریت کے دشمن اور مغوی اور
اور موسوس بنی آدم کا ہے اور سجدہ سے مراد سجدہ حقیقی ہے نہ قوای بدنی کی اطاعت پھر
کیونکر اسکے خلاف کا نام انکار نصوص قطعیہ قرآنی نہوگا ورنہ لازم آتا ہے کہ وجود خارجی
ملائکہ مین بھی کوئی آیت نص نہ ٹھیری بلکہ آدم کا وجود بھی غیر منصوص ہو کیونکہ تمام تصور آدم
کی اور ساری تفصیل اونکی قرآن مین کب مذکور ہوتی ہے اور ملائکہ کی تصریح تمام و کمال کہان
موجود ہے اور نماز کی پوری ترکیب اور زکوۃ کی تفصیل اور بالکل احکام صوم رمضان کے
اور تمام مسائل مناسک حج کے کس آیت مین موجود ہین یہان تک کہ بصراحت تمام
اوقات پنجگانہ نماز کے بھی مذکور نہین ہین تو کیا نماز بھی منصوص نہوگی اور اونکا تاول

وہنگ معذور سمجھا جاویگا کتاب و سنت کو ساتھ اجماع آیت کی ملاکر دیکھیے اور اوتنشر عیب سے
چشم پوشی نہ کیجیے ورنہ سارا قرآن متشابہات مین داخل ہوگا کہ کوئی آیت محکم نہ رہیگی نہ کسی
لفظ بعربیف ظاہر کی صادق آویگی قولہ یعنی بسم اللہ قرآن مجید مین لفظ قال کا بہ نسبت خدا اور
فرشتون اور شیطان کے آتا ہے وہ اپنے معنی حقیقی مین مستعمل نہین ہے الخ اقول حقیقت کلام
کی باعتبار حقیقت ہر ایک ذات کی صحیح ہے خود حضور معلی نے تبیین الکلام کے صفحہ ۱۶۶ مین
فرمایا ہے ہم مسلمان اس درس کی یون تفسیر کرتے ہین کہ یہ آواز خود اوسی خدا کی تھی
جو اپنی ذات مین اور اپنی صفات مین سب طرح بر واحد حقیقی ہے اور خود ہی بغیر کسی کی
معرفت کے ہم کلام ہوا اور وہ آواز خود اوسی کی آواز تھی نہ کسی دوسرے کی ہم مسلمان
یہ اعتقاد کرتے ہین کہ خدا تعالی کی تمام صفات جیسے سننا اور جاننا اور بولنا اور پکارنا ہمارا
سا سننا اور جاننا اور بولنا اور پکارنا نہین ہے بجز مناسبت اسمی کے اور کسی طرح کی مناسبت
نہین ہے وہ بولتا ہے مگر نہ بذریعہ کسی بولنے والی چیز کے وہ آپ ہی آواز ہے اور
آپ ہی اپنی آواز سنتا ہے الخ مختصراً غور فرمایئے کہ جب وہ خود ہی آواز ہے اور اسکی آواز
اور ذات حقیقی ہے اور خود ہی ہمکلام ہوا تو حقیقت قال ربک مین کیا شک رہ گیا ہان بذریعہ
آلات متکلم کے نہین بولتا ہے مگر اوسی سے نفی حقیقت کلام کی کیونکر مراد ہوگی اور مجاز
کس واسطے ٹھہریگا اور کیا فرمایئنگے جناب عالی قرآن شریف کے باب مین آیا وہ کلام اللہ
حقیقی ہے یا نہین حالانکہ خود ہی تبیین الکلام کی جلد اول کے صفحہ ۳۰ مین لکھ چکے ہین مگر
ہمارے پیغمبر صاحب پر جو وحی نازل ہوئی اوسمین بالذات ایک معجزہ فصاحت کا بھی مقصود
تھا اسلیے ضرور ہوا کہ وہ وحی بلفظہ نازل ہوتا کہ اوسکی سی فصاحت انسان سے نہ بن سکے
چنانچہ قرآن مجید اسی طرح بلفظہ نازل ہوا اور وہی لفظ بلفظ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
لوگونکو پڑھ سنایا اس سبب سے ہم مسلمانون نے اپنی اصطلاح مین کلام الہی کو ایک خاص
معنون مین سمجھا ہے یعنے وہ وحی کہ جسکے لفظ بھی خدا سے ہون اور ایسی وحی کو ہم
کہتے ہین وحی متلو یا کلام الہی انتہی بلفظہ باقی رہا کلام فرشتہ کا اوسکی بھی حقیقت آپ ہی کے
تبیین الکلام سے ہم نشان دیتے ہین صفحہ ۷ پر لکھا ہے دوسرے یہ کہ فرشتہ خدا کا اوسی
کی معرفت

کی صورت میں متشکل ہوکر اوسے اور خدا کا پیغام پہونچا دے اور اس قول کی تائید میں آنا فرشتہ کا اور کلام کرنا حضرت مریم کے ساتھ آیت قرآنی سے لکھا ہے انصاف کیجے کہ کلام فرشتون کا کیونکر حقیقی نہوگا اور شیطان کا کلام بھی باعتبار اوسکی ذات کی حقیقی ہے کیونکہ جن کا کلام کرنا قابل انکار نہیں ہے اور شیطان بھی ایک قسم ہے جن کی اور آدم کا کلام بھی باعتبار ذات آدم کے حقیقی ہے نہ مجازی اگر حضور والا کے نزدیک حقیقت کا اطلاق بغیر ثبوت اجسام کے نہیں ہے تو وجود واجب الوجود کو بھی غالبا مجازی سمجھتے ہونگے اور لفظ شجرہ کا بھی معنی مجازی پر محمول نہیں ہے ہمنے مانا کہ بقول جناب کے الوکلو کا لگایا ہوا نہ تھا مگر الوکلو کے خالق کا پیدا کیا ہوا تھا جب کہ خود آپ ہی اقرار کر چکے ہین کہ طَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ سے مراد یہی ہے کہ جنت کے پتون سے بدن کو چھپانے لگے تو وہ پتے کہان سے آئے فرض کیا کہ آدم بقول حضور کے باغ دنیا مین تھے مگر اوسمین درخت بھی تھے جنکے پتون سے بدن چھپایا پھر کیا وجہ ہے کہ وہ درخت تو حقیقی ہون اور ایک درخت مجازی ہو اور واسطے وجود حقیقی درخت کے لفظ شجرہ کا دلالت مطابقی رکھتا ہے اور کوئی وجہ صرف حقیقت کی نہین ہے پھر بغیر تعذر حقیقت کے منطوق الفاظ سے گریز کرنیکی کوئی وجہ نہین ہے اس مقام پر یہی لکھنا ہم مناسب سمجھتے ہین کہ الفاظ آیت قرآنی صرف وجود شجرہ کیواسطے نص ہین مگر قرآن شریف مین یہ نہین بتایا گیا ہے کہ اوس شجرہ کا مزہ کیا تھا اور اشجار دنیا مین اوسکو سنبلہ یا عنب وغیرہ کس کے ساتھ مماثلت تھی اور اوس شجرہ کے خواص کیا کیا تھے جائز ہے کہ اوسکی خاصیت یا مزاج یا مزہ مماثل گندم کا ہو اور ہم لوگ اوسکا شجرہ گندم نام رکھین یا انگور کا سا ہو اور شجرہ عنب نام لین یا اوسی شجرہ مین ایسے خواص ہون کہ انواع اقسام کے نیک و بد مزے دیتا ہو اور چونکہ قبل اکل شجرہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو علم اوس قسم کے نیک و بد مزہ کا نہ تھا اور تجربہ جدید سے اونکو علم اوسکا حاصل ہوا شجرہ علم کہا جاے یا اس اعتبار سے شجرہ علم کہا جاوے کہ اوسکی خاصیت مزاجی ایسی تھی کہ قوت علم کو بڑہاتی تھی پھر کیف نام رکھنا کسی موجود حقیقی کا باعتبار مناسب صورت و تاثیر و نوعیت کے ہوتا ہے مگر اوس سے نفی وجود حقیقی کی نہین مراد ہوتی ہم دنیا مین دیکھتے ہین کہ بعض نباتات کے نام باعتبار محاورہ ہر ایک ملک کے

ف قرآن شریف میں [illegible] آیا ہے فالت [illegible] [illegible] الملک [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] یہ قول [illegible] [illegible] [illegible] کے ساتھ حقیقی [illegible] الجواب [illegible]

اکثر مختلف ہوتے ہین اور خواص بھی ایسے پائے جاتے ہین کہ بعض نباتات سے تقویت
اعضاء رئیسہ و قوی بدنی کی بالخصوص ہوتی ہے اوسی اعتبار سے حکماء قدیم وجدید نام
بھی رکھدیتے ہین مثلاً اسطوخودوس کہ اوسکو دماغ کے صاف کرنے کی خدا نے خاصیت
دی ہے لہذا جاروب دماغ نام ہوگیا مگر اختلاف اسمار سے اصلیت و حقیقت شجرہ کا انکار
کرنا بالبداہتہ باطل ہے اس صورت مین مفسرین نے اگر نام اوس شجرہ کا یا تو اوسکی خاصیت
کے لحاظ سے خواہ دوسرے قسم کی مماثلت و مناسبت سے درخت گندم یا درخت عنب
یا درخت انجیر یا درخت کافور یا درخت علم استعمال کیا تو بھی حقیقت اصل شجرہ سے کچھ واسطہ
نہین ہے اور ایسا ہی حال حور و قصور و حوض کوثر و انہار و سدرۃ المنتہی او شجرہ ملعونہ وغیرہم کا
ہے اور ہمکو نہین معلوم ہے کہ یہ قاعدہ حضور نے کہان سے پایا ہے کہ بالفرض اگر کسی
آیتہ مین بعض الفاظ مجازی معنی پر بھی محمول ہون تو پھر سارے معنی آیتہ کے مجازی ہی
ٹھہرائے جاوین علاوہ اسکے جو تفسیر آپنے لکھی ہے وہ تو الفاظ آیتہ سے کسیطرح مطابقت ہی
نہین رکھتی ہے کیونکہ قرآن مجید مین شروع حالات آدم و حوا و ملائکہ و ابلیس سے آخر تک
ابلیس کا مردود ہونا اور اوسیکا آدم و حوا دونون کے دلمین وسوسہ ڈالنا مذکور ہے اسیطرح
قالہ قال ابلیس کا بصیغہ واحد اور آدم و حوا کا بصیغہ تثنیہ ہر جگہہ مذکور ہوا ہے اور اسی سے
ظاہر ہوتا ہے کہ ایک ہی ابلیس تھا جسنے سجدہ سے انکار کیا اور قیامت تک زندہ رہیگا او
اوسی کا فعل ہے کہ دونون کو اغوا کیا آپ ذرا انصاف کیجیے کہ حضور نے جسقدر تقریر لکھی ہے
وہ قوت بہیمیہ آدم سے متعلق ہے نہ قوۃ حوا سے بلکہ حوا کا صغر سن سے جوان عاقل بالغ
ہونا اور اوسکے سامنے بھی شجرہ علم و عقل کا پیش کیا جانا اور اوسکو اونکا منظور کرنا اور پورا واقعہ
ہرگز بیان نہین کیا ہے تو کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ قوۃ آدم نے وجود خارجی پیدا کیا اور حوا کو
بھی اغوا کیا بلکہ بیمن الکلام سے ایسا پایا جاتا ہے کہ حوا کی تحریک سے آدم نے شجرہ ممنوعہ
کہایا تہا حالانکہ حضور کا تقریر جدید مین یہ قول ہے کہ آدم ہی کی قوت بہیمیہ نے آدم کو اغوا کیا
تو ضرور ہے کہ کسی ایک کی قوۃ کا وجود خارجی واسطے اغوا دوسرے کے مان لیجیے اور ابلیس
کے وجود خارجی سے انکار کر کے قوای جسمانی کا وجود خارجی تسلیم فرمائیے یا یون فرمایئے کہ

کہ مردود ابلیس نے سجدہ سے انکار کیا گو وہ سجدہ بمعنی متنازعہ حضور ہی کیون نہو تثنیہ کا ہی نے بین ضمیر
واحد کی کچھ بھی تاویل نہین بن پڑیگی اور کیونکر کوئی ذیعلم کہ سکتا ہے کہ ایک ہی آیۃ مین جس جگہ واحد
مراد ہے وہان صیغہ واحد کا مستعمل ہوا اور جس جگہ دو مراد ہے وہان صیغہ تثنیہ کا آوے پہر بہی معنی
خلاف اوسکے مراد لیے جاوین اسی طرح شجرہ کا لفظ بہ صیغہ واحد آیا ہے کہین ضمیر تثنیہ یا جمع کی نہیں
آئی ہے اگر سن بلوغ تک باوجودیکہ آدم گنہگار ہونا و شجرہ سے مراد دو قوۃ علم و عقل کی ٹہرائی جاوینگی
تو دو شجرہ کا استعمال تسلیم کرنا پڑیگا حالانکہ ظاہر الفاظ آیۃ کے خلاف ہے اور یہ تاویل علیل جو حضور
کے ارشاد سے نکلتی ہے کہ شجرہ واحد اسواسطے صحیح ہوگا کہ علم کیواسطے عقل لازم ہے اور حالت
بلوغ مین عقل حاصل ہوتی لہذا شجرہ علم و عقل کا پیش کیا جانا ور بروی آدم کے مراد ہوگا اسکی
نسبت خاکسار عرض کرتا ہے کہ جو کچھ دفع دخل مقدر آپ کی تقریر سے پایا جاتا ہے اور جو اجمال
کے ساتھ آپ نے لکھا ہے وہ ہرگز صحیح نہین ہو سکتا کیونکہ علم کے واسطے کچھ عقل ہی لازم نہیں
ہے بلکہ بہت سی قوتین لازم و ملزوم ہین اور یہ کوئی نہین کہ سکتا کہ اگر مثلاً قوہ واہمہ و حافظہ وغیرہ
بیکار ہون تو مجرد قوۃ عقل واسطے علم کے کافی ہے بلکہ ترکیب انسانی اس قسم کی واقع ہوئی ہے
کہ بعض قوی کے فقدان سے عقل ہی قائم نہین رہ سکتی ہے تو عقل کے واسطے بہت کچھ لازم
و ملزوم ضرور ماننے پڑیگی اور لازم کا لازم ہی لازم ہوگا پہر کوئی وجہ تخصیص عقل کی نہین رہتی آپ نے
صرف اسی خیال سے یہ تقریر بنائی ہے کہ سن بلوغ مین عاقل و بالغ ہونا منشاء عصیان ٹہر جاوے
اور شجرہ علم کو ساتھ عقل کے حسبان کر دیا جاوے اگر تنہا شجرہ علم مراد لیجاتی تو تفسیر مخترعہ مین فتور
واقع ہوتا تہا اسی واسطے عقل کو دخل دیا اور ترکیب الفاظ قرآنی پر نظر نہی کما لا یخفی علی اولی النہیٰ
قولہ کیا سچ مچ آپ یہ یقین کرتے ہین کہ لفظ فبدت لہما سوأتہما سے حضرت آدم کی ہنی لبنی گول
گول چیز دکہائی دینی مراد ہے یا حضرت حوا کی شرمگاہ دکہائی دینے لگی الخ اقول خود جناب مستفتی
صاحب نے تبیین الکلام کے صفحہ ۱۲۵ مین لکھا ہے قرآن مجید مین بیان ہوا ہے کہ جب آدم
و حوا نے اوس درخت مین سے کہایا تو اونکی برہنگی ظاہر ہوئی اس سے ظاہر ہے کہ کہانے ہی سے
منع کیا گیا کیونکہ اگر پاس جانے سے ہی منع ہوتا تو مجرد پاس جانے کہانے سے پہلے اونکی
برہنگی ظاہر ہو جاتی انتہی بلفظہ اب خاکسار نہایت ادب سے سوال کرتا ہے کہ جو الفاظ تفسیر

اور یہ کلمہ خلاف تہذیب الاخلاق کے حضور والا نے زبان سے نکالے ہین اور دل سے تحریر
عالمانہ و کہا یا ہے شاید رسول اینڈ شین اسی کا نام ہے جب حضرت آدم و حوا و بارگاہ جناب باری
تعالی کی نسبت فحش اور تمسخر سے حضور والا کو دریغ نہین ہے تو ایک بیچ بین جو بہشت کو
چکلہ اور حورون کو کسبیان اور امور معاد کو جاہلون کی تخویف اپنے کسی دوست کے نام سے
چھپوایا ہے کس حساب و کتاب مین ہوگا بڑی شرم کا مقام ہے کہ جس قول مین خود بدولت
بہی پہلے شریک ہون اوس سے غافل بنکر تقریر الزامی قائم کرین اور حضرت اول الانبیاء
علیہ السلام اور جناب حوا رضی اللہ عنہا کی شان مین فحش کلام لکہکر خوبی تقریر پر افتخار کیا جاوے
اور مفسرین اہل اسلام پر طنز و تعریض کا حوصلہ پیدا ہو خیر یہ کلمہ بولنا حضور ہی کو مبارک رہے
اصل بحث کی طرف ہم رجوع کرتے ہین کہ تفسیر کبیر کی جس عبارت کا آپ نے نشان دیا ہے
وہ متعلق معنی و مراد لفظ سوآتہما کے نہین ہے بلکہ اصل عبارت یہ ہے البحث الثانی السوءۃ

فرج الرجل والمرءۃ وذلک لان ظہورہ یسوء الانسان قال ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما

کانہما قد البسا ثوبا یستر عورتہما فلما عصیا زال عنہما ذلک الثوب فذلک قولہ تعالی فلما ذاقا الشجرۃ

بدت لہما سوآتہما انتہی بلفظہ اب تو پردہ فاش ہو گیا کہ تفسیر کبیر مستدلہ جناب مین بہی سوءۃ سے
مراد عورۃ ہے ہان مراد اغواے ابلیس کی یہی تہی کہ آدم و حوا کو ذلت و نقص منزلت و
زوال منصب لاحق حال ہو جاوے اور کچہ تخصیص امام رازی یا دیگر مفسرین کی نہین ہے

بلکہ بخاری نے بہی اپنی صحیح مین جو تفسیر اپنے اسناد سے لکہی ہے اوسکے یہ الفاظ ہین یولفان

الورق ویخصفان بعضہ الی بعض سوآتہما کنایۃ عن فرجہما ومتاع الی حین ہہنا الی یوم القیامۃ

الخ اور عبارت تفسیر کبیر سے وہ شبہہ بہی حضور کا رفع ہو گیا جو فرمایا ہے کہ کچا گیہون کہانا اور کہا
برہنہ ہونا ظاہر ہو گیا کہ برہنگی بہ سبب عصیان کے ہوئی کہ حلہ جنت بدن سے اوتر گئے تو اب کیا
استبعاد باقی رہ گیا جیسے تھے اوڑاے جاتے ہین فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا اور بالفرض حلہ نہ
ہی مراد لیجاوے تب بہی مجازی معنی کسواسطے ٹہرینگے ہم کہہ سکتے ہین کہ ہان یہ معنی حقیقی ہین
اور مراد یہ ہے کہ کہل گئے عیب آدم و حوا کے اور وجہ کہل جانے عیب کی دوسری آیات سے
ہم مطابق کر دینگے یعنی عصیان واقع ہونے سے برہنہ ہو جانا اور پتون سے بدن کا چھپانا آگے

سوءۃ سے مراد
ستر شرمگاہ مرد
وزن کی اوریہی
نظر سے ہے کہ کمر
اوسکا بے امعاوم کیا گیا
فرمایا ابن عباس نے
وہ دونون پہنتے
ایسے کپڑے کہ چھپاتا
تہا اونکی شرمگاہ
کو پہر جب گنہگار
ہوئے دور ہوا
اون دونون سے
وہ لباس ...
معنی قول خدا کے
یعنی ...

طفقا یخصفان علیہما من ورق الجنۃ وغیرہ سے بھی ثابت ہوتا ہے یعنی عیب ظاہر ہے ثابت ہوا
اور عیب عصیان کا بھی خود محتاج ثبوت نہیں ہے جسکے واسطے عصی آدم ربہ فغوی وارد
ہے بہت نہیں معلوم کہ مجازی معنی آپ کے مذاق پر بھی کس طرح صادق آئینگی فقط قولہ اسی
سورۃ میں آیا ہے یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا الی آخرہ اور یا بنی آدم لا یفتننکم الشیطان کما اخرج
ابویکم الا نیہ الخ اقول دونوں آیتیں ہمارے ہی قول کی تائید موجود ہے اور آپ کی مراد حاصل
نہیں ہوتی تفسیر معالم التنزیل میں پہلی آیت کی شان نزول یہ لکھی ہے کہ ایام جاہلیت میں عرب
ہو کر لوگ طواف کعبہ کا کیا کرتے تھے اور کہتے تھے لا نطوف فی ثیاب عصینا اللہ فیہا فنہیہم
طواف ننگے کپڑوں کے ساتھ نہیں نادانی کی ہے خدا نے ہمکو خدا تعالیٰ نے منع فرمایا
اور اپنا احسان جتایا اور خلق حسن سکھایا کہ تمہیں لباس پیدا کیا ہے تاکہ تم اپنی عورۃ کو چھپاؤ
اور مال و زینت بھی دیا گیا ہے اور سب سے اچھا لباس تقوی کا ہے الغرض سوائے اسکے
کوئی دوسرے معنی موافق مذاق جناب مخاطب کے ثابت نہیں ہوتے ہیں پھر اس آیت کا
تذکرہ بھی عبث تھا باقی رہی بحث متعلق دوسری آیۃ کے وہ تو بالکل ہماری ہی دلیل ہے
یعنی خدا تعالیٰ نے خبر دیا ہے کہ اے اولاد آدم کہیں تمکو گمراہ نہ کردے شیطان جیسا کہ تمہارے
ماں باپ کو بہشت سے نکالا اور اوتروائے اونکے بدن سے کپڑے تاکہ کھل جاویں اونکی
عورۃ چنانچہ تفسیر معالم میں ہے ای لیری کل واحد سوأۃ الآخر اور اگر صاحب معالم کا اعتبار نہو تو
خود ہی حضور اپنا اعتبار فرمائیں کہ یہیں الکلام میں ننگی کا آپ ہی لفظ لکھ چکے ہیں پھر
کہا مسا اقول تو پھر طول کلام سے کیا فائدہ ہوگا یہ نہ کہ اگر کھل جانا عیب کا بھی مراد ہو تب
بھی مجاز کیونکر ہوگا حالانکہ لفظ مشترک المعنی ہے اور اوسکے متعلق آیت اوسی میں ہم تقریر
لکھ چکے ہیں قولہ اگر قرآن کے یہی معنی لیے جاویں تو یہ بھی کہنا پڑیگا نعوذ باللہ کہ عالم بالا سے
حضرت کو بیگانہ ایسی بھی نہیں آتی پھر یاوی خدای الخ اقول اب تو ہمارے جناب عالی جامی
خود ہی کھل گیا معاذ اللہ معاذ اللہ خدا تعالیٰ کی شان میں اپنے کلمات خلاف کو لکھنے لگا اور
وتہم کے تھوڑے لگی واہ رے تہذیب الاخلاق اور کیا کہنا ہے اس سبیل الرشاد و تعلیم
روشنی جو دیا گیا ابھی ہدایت قومی ہورہی ہے بھلا اور کچھ نہیں ہوسکتا تو آپ کی

بیچ ایک سطر چھوٹ گئی تھی
میں وہ سب عبارت
یہیں نقل کردونگا
فانتظروا انی معکم
من المنتظرین ۱۲

لوگ سیکھ جاوینگے خیر حضرت آپ چاہیں احکم الحاکمین کو خدائی کے لائق نہ ٹھہراویں چاہیں فہم سے
نرے بہرہ بتادیں ہمارا تو وہی خدا ہے اوسیکو ہم مالک جن وانس سمجھتے ہیں اوسی کے کلام بلاغت
نظام کی تفسیر بیان کرنا ہمارا کام ہے کہ حلہ بہشت کا اوترجانا بسبب نافرمانی کے واقع ہوا تہا جیسا کہ
عبارت تفسیر کبیر سے واضح ہے بعد ظہور نافرمانی کے جب حکم جنت سے نکلنے کا اور دنیا میں
اوترنے کا ہوا تو حلہ بہشتی کیونکر ساتھ رہ سکتا تہا نہ یہ امر بہشتی سے ٹھٹے اوڑانے کا ہے نہ خدا کو نافہم بنانیکا
ہے تفسیر دانی حضور کی معلوم ہوگئی چہ جا اجتہاد و ایجاد دین **قولہ** جب زیادہ حقیقت جنت و آدم
وغیرہ کی بیان نہیں کی گئی تو پہر آیات کو نصوص کہنا چاہیے **اقول** حضور ہی ارشاد فرماویں کہ
وجود آدم کا منصوص ہے یا نہیں اگر ہے تو وجود جنت و ملائکہ و ابلیس بہی منصوص ہے ہاں اگر
نص کے واسطے یہی ضرور ہے کہ فوٹوگراف سے تصویر بہی لی گئی ہو اور ایلبم میں رکھدی جاوے
تو بیشک نص نہیں ہے مگر پہر بہی حضور سے یہ پوچھا جاویگا کہ دربارۂ قوای انسانی کی نص کیونکر
مان لی گئی ہے ہاں میں بہول گیا مبالغہ ربی کے ذریعے سے تشخیص ہوگئی ہے **قولہ**
یہ سب مضامین نیچر پر ہیں روحانی تربیت حاصل ہوتی ہے جس طرح شیطان کا وجود خارجی
کوئی شخص خیال کرکے ایک لمبی تسبیح مثل شیطان کی دم کے لیکر لاحول پڑہے اوسیطرح ایک دانا
نیچرل اسٹ اوس حقیقت کو خیال کرکے سمجھے کہ وہ سب نیچر انسان کا بیان ہے دونوں کو قرآن
سے فائدہ برابر پہونچیگا **اقول** الحمد للہ کہ ہم مسلمان قرآن سے فائدہ اوٹہاتے ہیں تو بقول
حضور کے نیچرل اسٹ صاحبوں کے برابر ہیں تو اب ہمکو اپنی تقررات و مسلمات کے ترک
کرنے کی کوئی وجہ نہیں بلکہ جناب نیچرل اسٹ کو اپنی خبر لینی چاہیے اور ثابت کیجیے کہ نیچرل سے
مطابقت معنی قرآن شریف کی کیونکر صحیح ہوگی مہربانی کرکے کتب نیچرل سے قصہ پیدا ہونے
آدم کا اور اوسکے تمام حالات کا مجکو بتا دیجیے ورنہ بمجبوری یہ کہنا پڑیگا کہ حضور ابتک اپنے دین سے
بہی ناواقف ہیں چہ جای مذہب اسلام اور مجکو کمال حیرت ہے کہ اہل اسلام کی تسبیح کو شیطان
کی دم سے کیا مشابہت آپ نے تشبیہ دی ہے کیونکہ بار بار اسکے لاحول پڑہنا شیطان رجیم پر ذریعہ
[illegible] اسلام کا [illegible] شیطان کو [illegible] ہماری تسبیح
[illegible]

کے صفحہ ۱۵۳ مین فرمایا ہے ہم خود ہی شیطان ہین اور ہم خود ہی رحمان ہین بلفظہ اور افادات
جدیدہ مین جو کچھ ارشاد ہوا ہے اوسکا یہ مضمون ہے کہ شیطان کی جگہہ اپنی ہی ڈاڑہی سفید دست
مبارک [illegible] آ [illegible] سے اور اپنا ہی گال لال ہو جاتا ہے جب حضور اپنی ریش سفید کو ایسی
تشبیہات سنے یاد فرماتے ہین تو تسبیح اہل اسلام کی کس شمار مین ہے ہان حقیقت اور مجاز کا
فرق ہے کیونکہ ہم لوگ شیطان کو عین انسان حقیقی نہین سمجھتے ہین مگر حضور شیطان کو انسان کا
جزو لاینفک جانتے ہین لطیفہ جب ہمارے جناب مخاطب نے شیطان کی دم سے تسبیح کو تشبیہ
دی تو وجود مشبہ اور مشبہ بہ کا مع وجہ شبہ بہی ضروری ہی لامحالہ وجود خارجی شیطان کا لطائف و
ظرائف مین بہی ثابت ہوگیا اور تقریر الزامی کا لطف سبکو معلوم ہوگیا فافہم **قولہ** اگر اسکا نام بدعت
ہے تو ہدایت کسکا نام ہے الخ **اقول** شر الامور محدثاتہا کا نام بدعت ہے اور کتاب و سنت
کا نام ہدایت ہے اب حضور والا اپنی تفسیر نیچریہ کو خود ہی مطابق کرلین کہ بدعت ہے یا ہدایت
لوگون سے پوچہنے کی کیا حاجت ہے **قولہ** علمای سابقین نے مصلحتاً یہ اسرار ظاہر نہین کیے الخ
اقول یہ شہادت علی النفی و تصدیق امر معدوم خالیاً عما المعنی ہی مین داخل ہوگی یا شاید
نیچریہ کی کسی فتاوی مین اس قسم کا ارشاد جائز ہوگا خیر علمای سابقین کی سند تو آپ دیجیے
مگر اپنی ہی تالیفات سابق کی خبر لیجیے کہ ہم آپہی کا قول تبیین الکلام کے صفحہ ۱۵۱ مین لکہا ہے نقل کیے دیتے
ہین لیجیے آپ فرماتے ہین رونا بچہ کا بروقت پیدا ہونے کے ہوتا ہے بسبب تحریک قوای
بہیمیہ کے جسکو اس جگہہ شیطان کے چہونے سے تعبیر کیا ہے حضرت مریم و حضرت مسیح علیہ السلام
کو اس بات سے اسلیے مستثنی کیا ہے کہ قوای بہیمیہ غالب تر قوت جو انسانی مین ہے اور جو
اوسکی عفت اور عصمت مین خلل ڈالتی ہے اوس سے اونکا پاک ہونا ہر طرح سے ثابت
کیا جاے انتہی بلفظہ اس تقریر سے ثابت ہوا کہ قوای بہیمیہ سے حضرت مسیح ہر طرح سے
پاک تہے اونمین وہ قوت ہی نتہی جسکو شیطانیہ قرار دیا گیا ہے اور ذرا آگے چلکر صفحہ ۱۷۴ مین
جو لکہا ہے اوسکو بہی ملاحظہ فرمایئے حضرت مسیح نے بہی شیطان کا سر کچلا جبکہ وہ چالیس دن
اور رات امتحان مین ڈالے گئے بلفظہ اب تو کچہ شبہہ نہ رہا کہ شیطان قوت بہیمیہ نہ تہی جسکا وجود انکی
مقصود تہا تو امتحان مین ڈالنے والا شیطان وہ ہوگا جسکے وجود خارجی کے انکار پر تیار جناب عالی

ہیں حوالہ تک نہیں دیا تمام تبیین الکلام اسی عنوان سے مرتب ہوا ہے مگر جب ہم یہ عرض کرینگے
کہ آپنے بھی مقبولہ و مستندہ عبارات کتب و احادیث کے تمام مضمون کو تسلیم کرنا چاہیئے تو جناب
کیا اعتراض کرینگے مثلاً ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ تبیین الکلام کی جلد دوم کے صفحہ ۱۰ میں آپ
مستندہ او مقبولہ عبارت تفسیر سے وجود خارجی شیطان کا ثابت ہے لیجئے آپ نے لکہا ہے
اسکی صحت پر ہمارے یہاں کی کتابوں کے موجب ایک یہ دلیل بھی لائی جا سکتی ہے کہ قابیل نے
بعد اس واقعہ کی آگ کی پرستش اختیار کی جو ایک قدیم پرستش اہل فارس کی ہے اسلئے ہمین
ہوا کہ یہیں فارس کے کہتا ہوں تفسیر کبیر میں لکہا ہے کہ جب قابیل نے اپنے بہائی کو مار ڈالا تو
بہاگ گیا عدن کی طرف زمین یمن ہے پہر آیا اوسکے پاس شیطان اور کہا کہ ہابیل کی قربانی جو آگ
کہا گئی اوسکا سبب یہ تہا کہ وہ آگ کی خدمت اور پرستش کرتا تہا الخ انظروا یا اہل الانصاف غور فرماؤ
کہ اس سے زیادہ کیا اقرار وجود خارجی شیطان کا ہوگا مگر دیکھیے گا کہ حضرت اعلی اسکی تاویل میں
کیسی کیسی عرق ریزی کرینگے اور پہر کہ یہ فرماوینگے کہ ان عبارت تفسیر کبیر کی ہماری منقولہ سے
دو شیطان کا آنا اور کلام کرنا وجود خارجی پر کچہہ بھی دلالت کرتا ہے بہرکیف یہ حال ہمارے جناب
مخاطب کا ہے کہ اپنے واسطے ایسی وسعت دی رکہی ہے کہ اگر کسی حدیث کی صحت بہی نہ ملی
ہو اور قول کسی شاعر کا بہی ہو تو اوسکو بہی بے تکلف قبول کرکے حوالہ دیتے ہیں مگر ہم مسلمانوں
کی زبان بند کر دینے کیواسطے کیسی کیسی تاکیدیں ترک تقلید وغیرہ کی ہوتی ہیں تاکہ نئی بیجا کا
رواج ہو کر بات اسلامیہ سے تنفر پیدا ہو گیا ناظرین تہذیب الاخلاق بہول گئے ہونگے کہ جناب
عالی نے ایک بڑے مجمع اہل اسلام میں خطبہ بلیغ سنایا اور اوس میں ارشاد فرمایا کہ نوشیروان
جو ایک آتش پرست بادشاہ تہا گو عادل اوسکے عہد میں ہونے سے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے بھی اپنی خوشی و خوشنودی ظاہر فرمائی ہے بلفظہ اب کوئی پوچہے کہ اس حدیث
کی تنقید تو آپ کر چکے ہونگے ورنہ کس مونہہ سے دعوی اجتہاد ہے و ترک تقلید و اتباع
اشخاص جائز الخطا پر طعن و تشنیع کا حوصلہ کیوں پیدا ہوا ہے ذرا مہربانی کرکے ہمکو بہی حدیث مذکور
کی سند بہت کیجیے اور قاعدہ محدثین سے تصحیح کر دیجیے اگر خدا نخواستہ ہملوگ ایسا بیان کرتے
تو پہر دیکہیے کہ کیسے کیسے الزام افترا و کذب کے لگانے لگ جاتے اور حدیث من کذب علی متعمدا

۵۵ دیکھو پرچہ دہم محرم ... خطبہ جناب ... کی ایک غرض خاص کے واسطے پڑہا تہا ۱۲

فليبلغوا مقعدهم من النار کس زور شور سے حضرت ارشاد فرماتے مگر اپنے واسطے سب کچھ درست ہے اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم ورکیا کسی نے تہذیب الاخلاق مین نہین دیکھا ہوگا کہ مورخین نصاری کے اقوال کو کیا بے تکلف قبول فرماتے ہین جسے کہ ایک مورخ نے مذہب عیسوی کو حق اور مذہب اسلام کو باطل لکھا تھا اوسکے قول کو بھی تہذیب الاخلاق مین مان لیا اور حالات اہل اسلام پر طعن تشنیع کر کے اوسکو مطابق کر دیا حالانکہ یہ جواب دے سکتے تھے کہ مورخ عیسائی مذہب اہل اسلام کو ناحق باطل قرار دیتا ہے اگر بنظر حالات بعض اہل اسلام کے اوسکو ایسا خیال ہوا ہے تو افعال نامشروع و مخالف عقائد اسلام خود اسلام سے بے علاقہ ہین مذہب اوسکا نام نہین ہے مثلاً اہل اسلام شراب کو حرام سمجھتے ہین مگر شامت اعمال سے اوسکے مرتکب ہون تو مذہب اسلام کیون خدا کی مرضی کے خلاف یا باطل قرار پائیگا قطع نظر اسکے جسقدر قول مورخ عیسائی کا نقل کیا ہے اوسمین ہرگز حالات موجودہ جہلای اہل اسلام و فساق و فجار و مبتدع و فرق ضالہ سے بحث نتھی بلکہ ذکر بھی نتھا حضرت نے خود ہی دین اسلام سے مطابقت کر دی اور مذہب حق سے ٹہرانے لگے اور اوسپر طرفہ یہ ہے کہ نام تک مورخ کا نہ لکھا اور نہ اوسکی کتاب کا حوالہ دیا اور جب حضرت کو یہ خطرہ ہوا کہ لوگ ہمکو بھی مجتہد سمجھکر ہمارے ہی اقوال سے تقلید ہماری باطل اور باعث ضلالت ٹہرائین گے تو شیعہ امامیہ کے مذہب کی طرف رجوع لاکے اور ضرورت ایک مجتہد کی ہر عصر مین بیان کی اور پھر شاہ ولی اللہ صاحب کے قول سے استدلال کو تمام کیا اگر اپنے اصول پر قائم تھے تو کسواسطے نص سے مسئلہ مذکورہ کو ثابت نکیا اب مہربانی فرماکر جن لوگون کے اقوال کا حوالہ کتاب انتباہ مین ہے اونکی کتب ہی کی عبارت نقل کر کے اپنا استخراج صحیح کر دین جہان نص قطعی آوے جس حدیث کا ذکر ہوا اوسمین صاف ضرورت اجتہاد مذکور نہین ہے نہ حضور کے اصول پر وہ حدیث مفید یقین ہے چونکہ شاہ ولی اللہ صاحب کی طرح تہذیب الاخلاق مین اکثر دیکھی جاتی ہے لہذا اونہین کی کتاب حجۃ اللہ البالغہ سے ہم ثابت کرتے ہین کہ شیطان کو خدا نے قوت اس قسم کی دی ہے کہ وہ صورتین بھی بدل لیتا ہے اور خاصان بارگاہ ایزدی کو نظر بھی آجاتی ہین اسیواسطے رسول اللہ صلعم

سنہ ۵ ملحوظ پرچہ یکم شوال ۱۲۸۸ ہجری ۱۲ منہ

صلعم نے فرمایا ہے کہ شیطان اوسکے ہاتھ سے کہاتا ہے وغیر ذلک من الاحادیث عبارت
حجۃ اللہ البالغہ کی یہ ہے واعلم ان من قولہ صلعم ان الشیطان یاکل بشمالہ یحول ذلک من نسبۃ بعض الاعمال
الی الشیاطین علی ما فہمنی ربی تبارک وتعالی ان الشیاطین قد اقدرہ اللہ تعالی علی ان یتشکلوا والناس
ولا ابصارہم فی الیقظۃ باشکال تعطیہا امزجتہم واحوال طارئۃ علیہم فی وقت التشکل وقد علم اہل الوجدان [illegible]
بلفظہ اور کیا کسی نے گردن مروڑی مرغی کی باب میں اور طعام اہل کتاب کی بحث میں جناب
عالی کی تقریر نہ دیکھی ہوگی کہ کس کس قسم کے اقوال پر حلت کا فتوی دیا ہے حالانکہ یہ طریقہ
ہرگز دعوی کے مطابق نہیں ہے اصل بات یہ ہے کہ جب کسی شخص کو مخالفت سواد اعظم
اور جمہور امت کی منظور ہوتی ہے تو وہ ہمیشہ اپنے واسطے اس قسم کے امور جائز کر لیا کرتا ہے
کہ اگر کہیں شاذ قول بے اصل بلا سند بھی بطور احتمال کے کسی عالم یا شاعر یا کم استعداد
شخص کا بھی ملجای غنیمت سمجھکر افتخار کرنے لگتا ہے مگر جب طرف مقابل سے معارضہ عام
ہوتا ہے تو اتنی بری منک پکارتا ہے دوم ہمارے جناب مخاطب کا طریقہ تحریر عجیب قسم کا واقع
ہوا ہے کہ پہلے ایک تمہید ایسی لکھتے ہیں جس سے عوام بلکہ اوساط الناس کو گمان ہو کہ پابندی عمر
بھی اون رسوم آبائی میں داخل ہے جو نہایت خراب ہیں اور جو شخص سچا پابند شریعت و سنت
نبوی کا ہو وہ بھی متعصب ہے مگر کسی کسی مقام پر گول گول ایسا فقرہ بھی لکھدیتے ہیں جس سے
مفر باقی رہے تاکہ صاف کہدیں کہ ہم تو خلاف شرع امور کی توہین کرتے ہو اور متعصب
اوسکو سمجھتے ہیں جو احکام خدا و رسول کا پابند ہو اور بدعت و شرک کے رواج پر کوشش کرے
پہر تو اہل اسلام میں یہ بحث ہونے لگتی ہے کہ جب کوئی رسم ناجائز صاف صاف حضرت اعلی
نہیں بتاتے ہیں تو خدا جانے کیا فرماتے ہیں کوئی سمجھتا ہے کہ فلاسفہ کی نیچرل شمپالجی کے سوا
سب امور کو مذموم ٹہراتے ہیں کوئی کہتا ہے نہیں محض امور نامشروع کو برا سمجھاتے ہیں
ایسی حالت میں واب تحریر سے بعید تھا کہ بالعموم طعن و تشنیع ہونے لگے اور ہر ایک بات کی
تصریح نکردی جاسے غرضکہ عجیب قسم کی عبارتیں دیکھنے میں آتی ہیں علی ہذا القیاس
پیری و مریدی پر جو پردہ طنز و تعریض ہوتی ہے ایک عام لفظ اختیار کرکے ایسی [illegible]
[illegible]

واذکار واشغال ونوافل جو وصول الی اللہ کے ذریعے ہیں عوام کی نظر میں ضائع وقت بلکہ تضییع
شمار ہوتے ہیں مگر اونمین بھی جابجا گریز کر لیتے ہیں کہ ہم تو ہمدردی قومی و اکتساب علوم جدیدہ کو ترجیح
دیتے ہیں حالانکہ خود بھی سمجھتے ہیں کہ اونکا کیا مقصود ہے کیونکہ صاف نہیں کہہ سکتے جانتے ہیں کہ فی زمانا
ضرورت تحصیل علوم جدیدہ کی بہت ہے جس طرح علم حکمت و منطق کی تحصیل ہوتی تھی اب علوم
جدیدہ کی ہونی چاہیے پھر بھی اپنے علوم دینی تفسیر و حدیث و فقہ و اصول و طریقہ ذکر و شغل و
وظائف و عبادات و اخلاق حسنہ کو مقدم سمجھنا چاہیے کہ نجات اخروی اوسپر منحصر ہے اور دنیا
خیالات سے غافل رہنا چاہیے اور کوئی زمانا بعض اشخاص متصوف بھی ہیں نہ صوفیہ حقیقی
مگر بمقتضای ظنوا المؤمنین خیرا ہر شخص کے پوستین میں پڑنا کیا ضرور ہے شعر خاکساران جہان را
بحقارت منگر * تو چہ دانی کہ درین گرد سواری باشد * جو امر خلاف شرع ہوا اوس سے پرہیز کرو
اور شرک و بدعت و فساد و عقائد سے بچو ہر شخص کے دہوکے میں بھی نہ آو کیونکہ بعض نیچر پرست
بھی دینداری کے پردہ میں ایسے امور سکھاتے ہیں کہ اچھا خاصا ملحد و زندیق بنا دیتے ہیں
بہرحال ایک عام اعتراض نکال رکھا ہے کہ اہل اسلام علوم جدیدہ ریاضی سے ناواقف
ہیں لہذا جاہل اور جانور اور بدعقیدہ اور نکما اور وحشی اور ضال و مضل ہیں غور کیجیے
کہ یہ طریقہ کس قسم کا ہے سوم تمام تالیفات میں بلفظ قانون فطرت و قانون قدرت نیچر مسلمانوں
کو اپنے مذہب نیچر کی طرف بلاتے ہیں اور ہر ایک بات میں نیچر نیچر پکارتے ہیں کبھی رسالہ میں لکھتے ہیں
کہ یہ مسئلہ نیچر کے خلاف ہے کبھی حکم ہوتا ہے کہ نیچر کے چشمہ کو جاری کرو مگر اصول و فروع نیچرل
تہذیبی کے صاف نہیں لکھتے نہ بیان کرتے ہیں کہ موجد و مقتدای نیچرل کے کون لوگ تھے
غرض اصلی یہ ہے کہ اگر اصل حال صحیح صحیح نیچرل کا مسلمانوں کو پہلے سے معلوم ہو جاویگا کہ
نیچرل تہذیبی فلاسفر کا مذہب ہے اور اکثر وہ لوگ دہریہ اور ملحد تھے اور بعض خدا کے منکر تھے
اور بعض عقل میں ترجیح کرتا ہے تھے اور بعث و نشر و حساب و کتاب و عذاب و ثواب کے بھی منکر
تھے اون کے اقوال سراسر خلاف دین اسلام کے تھے تو تمام اہل اسلام سنتے ہی لاحول
پڑھیں گے اور کان لگا کر بھی نہ سنیں گے اسی واسطے پہلے آہستہ آہستہ اہل اسلام کے طبیعت
غلطیت جانتے ہیں کہ دوسری مذہب اور ملت کی بات نہ سنی اور اپنی بھی عقیدہ پر اڑ جانا

تعصب اور پیروی رسوم آبائی کی ہے بعدہٗ جب اس ایقاد وسوسہ سے فراغت پائی تو وقعت وعظمت اقوال اہل یورپ کی اور اونکے ساتھ ارتباط پیدا کرنیکی اور اونکی وضع بنانے کی تلقین شروع ہوئی تاکہ پابندی شریعت واتباع سنت جو سد راہ ہے ٹوٹ جاوے اور رغبت ترقی دنیا وحب جاہ وحظ نفسانی وافتخار شرکت قومی اس قابل بناوے کہ آئندہ غرض اصلی اتباع نیچر سے متنفر نہونے پاوے آخرکار وہ شبہ بھی دل سے نکالا جاتا ہے جو کہ جنت ونار وعذاب وثواب خوف ورجا کا لگا ہوا ہے کبھی کبھی تقریر اوسکے نفی حقیقت مین منظور کرکے چھپائی جاتی ہے کبھی دربردہ خود بھی اوسکی تائید ہو رہی ہے رفتہ رفتہ اہل اسلام اس قابل کیے جاتے ہین کہ اپنے عقائد اسلامیہ ومسلمات ومقررات مذہبیہ وحقیقت معاد کے احکام سے بیگانہ ہوجاوین اسکے بعد صرف ایمان خدا ورسول پر رہا جاتا تھا اوسکی بابت یہ ارشاد ہوا کہ رسول بھی نیچرل اسٹ تھے اور عقل بھی ہر بات مین حاکم ہے اور خدا بھی ایک علت العلل ہے اور واقعی وہ ہی بات ہے جو نیچرل سے ثابت ہوتی ہے اب مسلمان جو آزادی منش اور قیود شرعیہ سے بھاگنے والے تھے وہ تو بڑی خوش ہونے لگے کہ بارہ سو برس کے بعد ایسا مذہب نکلا ہے کہ تخویف عذاب وخوف کفر ومحرمات ومنہیات کے احکام سے نجات ملی اور عقل بھی ہر بات مین حاکم ہے جو ہمارا جی چاہے یا جسکو ہم سب لوگ متفق ہو کر کمیٹی سے اچھا بُرا ٹھہراوین وہ ٹھیک ہے کہان کے ابوحنیفہ اور شافعی کہان کے عقائد وفقہ واصول وتفسیر وحدیث کیسی فتاوی اصل حاکم تو عقل ہی عقل ہے ہرگز ہیچ بعض متوسطین کہنے لگے ہین کہ نیچرل تہیالجی کیا چیز ہوگی جسکی مخالفت مین کتاب وسنت واجماع امت بھی بیکار ہے بعض علمای محققین حیرت مین گرفتار ہین کہ الٰہی یہ کیسا زمانہ آیا ہے اور اس کا کیا انجام ہوگا شامت نفس سے ہزارون مسلمان خود ہی اتباع شریعت سے بے بہرہ ہوتے جاتے ہین مگر اب تو دہریہ وملحد وزندیق صاف صاف ہوجاوینگے خدا کی پناہ مانگتے ہین اور بربادی اسلام سے کانپ رہے ہین اور خدا سے دعا کرتے ہین کہ یا مقلب القلوب ہم مین اسلام قائم رہے کہین ہمارا مذہب بھی برہم سماج کا سا نہو جاوے آمین یا ارحم الراحمین ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین +

علت ہی تمام ہوتا جائیگا اور خدا سے تعلق صرف معلول اول کا رہ جائیگا جیسا کہ حکما کا قول ہے دیکھو ذیل من الایرادات ۱۲ منہ

فائدہ جلیلہ

اب مجکو ضرور ہوا کہ جس نیچرل تہیالجی کے طرف ہمارے جناب نیچرل اسٹ دعوت کرتے ہین
اور تابتند مذہب نیچریہ کی کر رہے ہین اور اوسکو ابہی صاف صاف کہنے کا موقع نہین پاتے ہین
ہم اوسکو کسی قدر بیان کردین واضح ہو کہ لفظ نیچر کا معانی متعددہ مین مستعمل ہے لغت انگریزی
کی کتب مین مجکو جسقدر معنی معلوم ہوے ذیل مین لکہتا ہون — مخلوق و کائنات علت
و معلول علت اول عند اہل اسلام خالق علت ضیاء الہی جسکو دنیا پر مالک سمجھتے ہین قوت و خواص اشیاء
مادہ وجود اشیاء طبائع اشیاء قواعد انتظام عالم دستورات عالم و عالم دستور پیدائش و
قدرت خواص انتظام عالم واقعیت و حقیقت اشیاء خواہش قلبی اصلی مادہ اشیاء
ہیئت مجموعی ترکیب موالید ثلثہ اقتضای قوای حیوانات طریقہ و انداز حالات و حرکات
و تاثیرات موجودات علم طبعی اور ایسی لفظ سے الفاظ ذیل مشتق ہین نیچرل یعنے
مسائل علم طبعی نیچرل اسٹ پیروی کرنیوالا نیچر کا نیچرل تہیالجی علم طبعی متعلق مذہب —
نیچرل ایجن مذہبی مسائل علم طبعی وغیر ذلک من المشتقات فلاسفہ متقدمین و متاخرین کا
اصلی طریقہ تہا پابندی قواعد نیچر کی اور اونمین اکثر کا یہ عقیدہ تہا کہ عالم ازلی و ابدی ہے گو
اوسکی تشخصات بدلتے رہین مگر نوعیت اوسکی اور مادہ وجود قابل فنا نہین ہے بلکہ ازلی
و ابدی ہے اور قاعدہ انتظام عالم و خواص اشیاء و دستور مستمرہ عالم کے خلاف ہونا ممکن
نہین ہے اور چونکہ حاصل کرنا علم خواص اشیاء و مادہ وجود اشیاء و انتظام تمام عالم و حقیقت
موجودات کا منحصر تہا عقول انسانی پر لہذا ہر ایک حکیم فیلسوف اپنے اپنے اقوال و عقائد مین
اپنی رای کا پابند ہوا اور اختلافات کثیرہ ایسمین پیدا ہوے جیسا کہ دستور اختلاف آرای انسانکا
ہے اسی واسطے بعض فلاسفہ وجود واجب الوجود سے انکار کرکے عالم کو ازلی و ابدی و غیر
مخلوق مانتے تہے بعض کہتے تہے کہ ابتدای عالم صحیح ہے اور اوسکی بدایت ایک علت
اول سے ہے اوسکو چاہو جس نام سے تعبیر کرو خواہ خالق کہو خواہ علت العلل و علت تامہ و علت
اول سمجھو لاکن اوس علت اول سے سوای صادر ہونے معلول واحد کے اور معلول اول سے
متعلق ہونے علت آخر کی اور اسی طرح ہر ایک معلول و علت کے ظہور مین آنیکی اور کوئی

تخلیق کسی علت کی علت العلل کی نسبت تسلیم نہین کرتے تھے تمام عالم سے علت العلل کو
تعلق تخلیق کا بالواسطہ سمجھتے تھے نہ استقلالاً بلاواسطہ ایسا کہ وہ ہر شے اور ہر جزو عالم کا خود خالق
ہوا اور علت ہر معلول کی سمجھی جاے پس ایک ہی معلول اول کی علت اول خالق کو جانتی تھی
اور عالم کو لم یزل ولا یزال ٹھہراتی تھی اور انتظام عالم کے خلاف ہونا کسی وقت مین تسلیم نہین
کرتی تھی اور فلاسفہ مذکورین نے روح کی باب مین اقوال شتی بیان کیے ہین اکثر ونکا یہ قول تھا
کہ روح مادی اور فانی ہے بعضے متردد فیہ تھے اسقدر کہتے تھے کہ بعد مرنے کے کچھ نہ کچھ انسان کے
واسطے باقی رہ جاتا ہوگا بعضے کہتے تھے کہ دلائل فنا اور بقای روح کی قابل جزم و یقین نہین
ہین مگر فنا ہوجانا تمام عالم کا اور قیامت ہونی اور بعث ونشر وحشر اجساد وحساب کتاب و
عذاب ثواب کا عقیدہ نہین رکہتی تھی اور بعضے تناسخ کے قائل تھے مگر یہ نہین جانتے تھے کہ کس جانور کا
جسم بعد مرنے کے ملیگا اور وحی والہام ومعجزات انبیا علیہم السلام پر یقین لانا خلاف قانون فطرت
وانتظام عالم تہا لہذا اونکا اعتقاد اس قسم کے امور پر پایا نہین جاتا اکثر ونکا یہ قول تھا کہ جو جیز انسانکے
حق مین واسطے تفریح طبع وحظ نفسانی کے اور بقای قوت جسمانی کی عقلاً مفید ہے وہی اختیار
کرنی چاہیے اور جو کچھ عقلاً مضر ہو اوس سے پرہیز کرنا چاہیے یہی قاعدہ گویا اونکی شریعت سمجھنی
چاہیے اور چونکہ حسن و قبح افعال کا مدار ٹھہرا عقل انسانی پر تہا اور تمام عقلا کا اجماع ہر شے کے
حسن و قبح پر محالات عادیہ مین سے ہے لہذا آپسمین اختلافات کثیرہ واقع ہوے بعض نے کہا
کہ زنا کرنا عند الضرورت جائز بلکہ ضروری ہے بعضون کا یہ قول ہوا کہ تمام قوای جسمانی کا جو کچھ اقتضا
ہے وہ پورا کرنا چاہیے کسی قوت کا ضعیف کرنا نچاہیے لہذا جو کچھ جس انسان کی طبیعت چاہی
وہی کرنا ضرور ہے اسی واسطے تمام امور نفس پروری مین مبتلا رہتے تھے اور چونکہ باریتعالی کی
احکام اور انبیا کے اتباع سے محروم تھے لذات پرستی اور افعال ذمیمہ سے اجتناب نکرتے
تھے اور بعض شخص اس قسم کے تھے کہ واسطے انکشاف اسرار نیچر کے ضرورت الہام کی سمجھتے تھے
اور خود بھی منتظر الہام کی رہتی تھی اور جب یہ حال اونکا تھا تو حکماء عیسائی بھی اوس ملت
نیچریہ کے باب مین دو قسم ہوگی بعضے ملی جلی تقریر کرنے لگے اور ملت نیچریہ کو نہایت عمدہ سمجھکر کہنے
لگے کہ واسطے انکشاف اسرار نیچر کے خود خدا نے مجسم ہوکر مسیح کے جسم مین ظہور کیا اور مسیح کا

مصلوب ہونا ذریعہ نجات کا ہو گیا اب بتابع شریعت موسوی کا نظاہر ضرور نہ رہا روحانی ہیبت
باقی رہ گئی ہے اور واسطے معرفت ذات خدا کے نیچر نہایت عمدہ ہدایت کرتی ہے دوسرے
قسم کے عیسائی کہنے لگے کہ یہ ملت نیچریہ مخالف ہے شرائع والہام واحکام انبیا کے اور فلاسفہ
کے حالات کا کتب نیچرل سے استدراک کر کے اونکی الحاد و زندقت و کفریات سے نفرت
کرنے لگے اور اونکے حالات کو اپنی کتب مین نقل کر کے یہ ثابت کیا کہ انسان تعلیم الٰہی کا محتاج
ہے اور الہام و وحی اور بعثت انبیا کی ضرورت ہے مجرد نیچر سے کوئی انسان نجات حاصل
نہین کر سکتا ہے الغرض عیسائی فلاسفہ بھی مختلف طور کی تقریرین لکھتے ہین رفتہ رفتہ یہانتک
نیچر کے مذہب نے یوروپ مین زور پکڑا ہے کہ فی زماننا ستر لاکھ اہل یوروپ جنمین خاص انگلستان
کے چہیاسی ہزار اور خاص شہر لندن کے چالیس ہزار آدمی ہین اس بات پر متفق ہو گئے ہین
کہ خدا کوئی نہین ہے اور ہر قسم کی عبادت اور رسوم آبائی کو ترک کرنا چاہیے اور نتائج علمیہ
و قواعد عقلیہ پر عقیدہ رکھنا چاہیے اور واسطے حاجت روائی شہوات نفسانی کے نکاح کی
بھی قید نہین ہے مذاہب کی پابندی سے ذہن کند ہوتا ہے اور وہ لوگ بادشاہ یا کسی حاکم
کا اتباع بھی برا جانتے ہین الحاصل جب سے ہمارے جناب نیچرل اسٹ لندن کو تشریف
لیگئے اور اشخاص مذکورہ کی دوستی مین نیچر کی طرف رجوع لائے تب سے ہندوستان مین
اگر وہی منصوبہ باندھا ہے کہ رفتہ رفتہ مسلمانون کو بھی ویسا ہی بناوین لیکن اگر پہلے ہی
صاف صاف فرمانے لگتے تو بڑا مطلب فوت ہو جاتا کیونکہ دفعۃً واحدۃً مقررات و مسلمات
مذہبی سے تمام اہل اسلام کا منحرف ہو جانا مشکل تھا لہٰذا ابھی خدا کو علت اول اور رسول کو نیچرل
اسٹ ماننے جاتے ہین باقی اتباع احکام شریعت کو پابندی رسوم آبائی و تعصب قرار دیتے ہین
اور علم اصول و تفسیر و حدیث و فقہ و تقلید و اعتماد اقوال علماء دین و زہد و عبادت وغیرہ کا اچھی
طرح استیصال کرتے جاتے ہین اور اپنے نام سے خواہ غیرون کے نام سے اس قسم کی تقریرین
بھی چھپاتے ہین جنمین احکام اخروی و حقیقت معاد و جنت و نار وغیرہ سب باطل ٹھہر جاوین
اس تمہید کو خیال کیجیے کہ تو تہرے بڑا عمدہ کام کیا کہ دین کو سنبھالا اور ابدالنس نے نہایت مفید
اخبار جاری کیا ہم بھی وہی کر رہے ہین حالانکہ تو تہر وہ شخص ہے جسنے دین پر وسٹنٹ

بجای رومن کیتھلک کے جاری کرتے ہین کوشش کی تھی اور ایڈیس صرف ایک منشی اور
نثار آدمی ہے اوسکی تحریرات صرف واسطے زبان دانی انگریزی کی پڑہائی جاتی ہے نہ وہ محقق
مسلم الثبوت امر دین ہین سب نے نہ بڑا حکیم فیلسوف ہے ہان نیچرل کا مداح ہے وہ بہی ساتہ اعتقاد
تثلیث کے اوسکی تقریرات وتحریرات سے ہرگز کوئی ہدایت اتباع احکام انبیائی دربارہ توحید
ونجات اخروی وامور معاد کی نسبت توحید کی پائی نہین جاتی اکثر لوگ پاس کرنیوالے لڑکون کو
فن انشا سکہانے کے واسطے اوسکے اسپیکٹیٹر پڑہائی جاتی ہے دگبیج فرض کیا کہ اپنے
اخبار مین ہر قسم کے توہمات وخیالات لکہتا ہے مگر کس کام کے ہین بہتیرے اخبار نویس کیا
کیا کچہ نہین لکہا کرتے ہین غالبًا ایڈیس ثانی کہنے سے حضور والا اسی واسطے خوش ہوتے
ہین کہ تہذیب الاخلاق اور ایڈیس کے اخبار کا مضمون واحد ہے اور لوتہر ثانی قرار پانیکا
اسی واسطے افتخار ہے کہ جس طرح لوتہر نے بنا دین پروٹسٹنٹ قائم کر دیا حضور بہی حالت
موجودہ اسلام کو مثل رومن کیتھلک کے سمجہکر ملت نیچریہ پر اہل اسلام کو قائم کیا چاہتے ہین
مگر ہم لوگ خدا سے امید رکہتے ہین کہ ہمارا دین اسلام جسطرح فلاسفہ قدیمہ کے ہاتہ سے محفوظ
رہا اور معتزلہ وغیرہ فرق ضالہ سے نقصان نہ پہونچا اب بہی غالب اور قائم ہی رہیگا چنانچہ
فلاسفہ نیچرل اسٹ کے خرافات کا بیان محض تضیع اوقات ہے ہم مسلمانون کو اونکی اتباع
سے کیا غرض ہے نہ وہ ہمارے مقتدا ہین کہ اونکی جرح وتعدیل سے بحث کیجاوے نہ وہ
ہمارے اصول مذہب کے موافق ہین کہ اونکی ملت نیچریہ ہماری اقتدا ہین کچہ حقیقت رکہتی ہو
مگر مجبوری ہے کہ ہمارے جناب فلسفت مآب ہر مسئلہ شرعیہ مین نیچر نیچر کے سوا کچہ بہی نہین
کہتے لہذا بعض کتب سے بقدر ضرورت تہوڑا سا حال فیلسوفان نیچرل اسٹ کا لکہا جاتا
اسٹار وصاحب کا کلام مندرجہ کتاب ایڈ والنسڈ ریڈر یہ ہی کہ مذہب نیچر اپنے
بعض شکلون مین اکثر تربیت یافتہ لوگونکو مرغوب ہے مگر وجوہ ذیل سے واضح ہوگا کہ بہ تقویت
مذہب حقیقی کے نیچر سے پرہیز کرنا مناسب ہے یہ مذہب طبعی اس لائق نہین ہے کہ آدمی جو
نیک پاک اور بینا ہے فلاسفہ قدیم وجدید کی مکاری اور دروغگوئی اور نفس پرستی اور بد اطواری
اور ضعف ایمان وعادات وخصائل اگر بیان کیے جاوین تو اونکو زیادہ تر نا چیز سمجہنے لگیگے

بڑے حکیم اور عقلمند غیر اقوام کی ہمیشہ انسان کی جہالت کی معرفت اور خدا کی تعلیم کے محتاج رہے ہین
کیا یہ ثبوت کافی نہین ہے کہ اکثر عقلا مذہب نیچر کی ناقابلیت کے معترف رہے ہین اور کیا فی حد ذاتہ
خود نیچر بالبداہت باطل نہین ہے وہ اسقدر سوالات کے جواب مین عاجز ہے کہ خدا کون ہے
اور خدا کو مخلوق کے ساتھ کیسا اور کس قدر تعلق ہے اور عالم کب اور کیونکر بنا اور انسان کیونکر
پیدا ہوا اور اوسکی ہدایت کب ہوئی ہے انسان کی فنا اور بقا کا کیا حال ہے یہ مذہب نیچر زمانہ
آئندہ کی نسبت سخت تاریکی مین چھوڑتا ہے یہ نہین بتا سکتا کہ گناہ کیا ہے اور کیونکر معافی
ہو سکتا ہے اور انسان کس طرح خدا کے نزدیک راستباز ہو سکتا ہے اور انسان کی بھلائی
کس بات مین ہے اور نیکی و بدی کیا ہے یہ مضطرب کمزور کوشش کرنے والون کی
رہنمائی کے لیے کوئی قاعدہ معین نہین رکھتا ان سوالون کے جواب ہمیشہ غیر مقرر اور مختلف
ہوئے ہین جیسے کہ ایک شہر عظیم کی ہلچلی آوازین نیچے سے اوپر کو جاتی ہین پس ایسی حالتمین
کہ آفتاب کلام الہی کا آسمان پر تابان موجود ہے انسان کو کیا ضرور ہے کہ عقل اور نیچر کی کور رہنمائی
کی پیروی کیا کرے انتہی محصلاً و مختصراً و مترجماً از کتاب ہارن صاحب اٹر دکسن تو اسکے [illegible]
افسوس صد افسوس کہ نیچر خاص خاص ضروری سوالون کے جواب دینے مین سراسیمہ و [illegible]
نہین جانتے کہ نجات کسے کہتے ہین کیونکر مل سکتی ہے اور کسکو اوسکی ضرورت ہے اور عقبیٰ
کیا ہے اور سزا و جزا کس جانور کا نام ہے اگر تسلیم کیا جای کہ ہر زمانہ مین عقلا ہوتے رہے ہے تو ممکن
نہین کہ کسی نے خدا کی ہستی کا اقرار نکیا ہوگا اور اپنے مذہب کی سچائی اور مذہب نیچر کے
بطلان پر بھی اقرار نکیا ہو سقراط اور پلیٹو جو بڑے فیلسوف تھے الہام ربانی کے محتاج تھے اور
کہتے تھے کہ کوئی ترکیب نفسانی ایسی نہین ہے جو اوسکے اخلاق کی اصلاح کر سکتی وہ امید
رکھتی تھی کہ خدا سے ضرور کوئی الہام ہوگا جس سے یہ تاریکی دور ہو جای گی گو ہماری عقل
علت اول کو ثابت کر سکتی ہے مگر یہ دھندلی روشنی اوسکی مشیت اور ارادونکو جو ہر ایک
کام مین مخفی ہے چھپا نہین سکتی جو کچھ فلسفہ و انتظام عالم سے معلوم ہوتا ہے بالکل ناکافی
ہے — اگر زمانہ سلف کے فیلسفون کی تحریر کو ملاحظہ کیا جای تو معلوم ہوگا کہ نہ وہ صرف ضروری
دقائق مذہبی سے ناآشنا تھے بلکہ ضروریات مین اختلافات نامتناہی پھیلی ہوئی تھی بعض کی

تعلیم اور مسائل ایسے تھے جنکی پیروی سے دنیا گناہ عظیم سے بھر جاتی کوئی خدا کی ہستی کا قائل تھا
کوئی منکر تھا کوئی بہت سے خدا مانتا تھا جسکو ہوائی یا جنی یا خاکی یا ناری قرار دیتا تھا کوئی خدا کو
جسمانی او مادی کہتا تھا اور اوسکو جوہر کے ساتھ ایک علاقہ لابدی مین گرفتار سمجھتا تھا اور خدا کو
تابع ایک غیر متغیر قاعدہ تقدیر کا سمجھتا تھا اور چونکہ ہر ایک ملک کے خاص خاص معبود ہوا کرتے تھے
فیلسوف ظاہر السلطنت کے مذاہب کی پابندی کیا کرتے تھے اور اوسی کی پیروی کرنے سے
دستور آبائی کو سرگرمی سے انجام دیتے تھے اور بت خانون مین عبادت کو جاتے تھے پیچھے
علم پیدائش خلقت کا صحیح دریافت ہونا دشوار ہے اور اس امر کا خیال کہ ایک ایسی طاقت ہے
جو سب نیست اور چیز سے ناچیز کر سکتی بعید از قیاس ہے یہی وجہ ہے کہ بعض فیلسوف دنیا کو
قادر لایزال قرار دیتے تھے بعض اوسکی پیدائش کی وجہ ذرون کا اتفاقیہ یکجا جمع ہو جانا بتلاتے
تھے اور بعض جو عالم کی ہدایت کے بھی قائل تھے وہ نہین جانتے تھے کہ یہ کیونکر اپنی اس حالت اور خوبی
موجودہ کو پہونچا ہے فیلسوف نہین جانتے تھے کہ برائی کی ابتدا کیونکر ہوئی اور کیا وجہ اوسکی
ہوئی وہ نہین جانتے تھے کہ خدا مین اور انسان مین کیونکر ارتباط پیدا ہو سکتا ہے گناہون
بخشنے کی کوئی ترکیب اونکے پاس نہ تھی اور نہین جانتے تھے کہ خدا کس طرح راضی ہوتا ہے
اور اوسکا غضب کیونکر فرو ہو سکتا ہے بعض فیلسوف اپنے تئین معبودون کے برابر ٹھہراتے
تھے اتنا فرق تھا کہ معبودونکی لیاقت جبلی اور اپنی کسبی کہتے تھے سسرو کہتا ہے کہ فلاسفہ کی
رای اسقدر مختلف ہے کہ اوسکا شمار دشوار ہے مختصر یہ ہے کہ ایک فرقہ کہتا تھا کہ نیکی ہی خاص
بھلائی ہے اور خود اپنی اجر ہے دوسرا فرقہ کہتا تھا کہ حالت مصیبت مین نیکی کرنا جائز نہین ہے
بلکہ دنیا کی عمدہ چیزونکو انسانکی خوشی کی بنا سمجھتا تھا تیسرا فرقہ رنج و درد سے آزاد رہنے کو خوشی
کہتا تھا جب اونکا ایک ایسے امر مین یہ اختلاف ہے تو تمام قواعد زیست انسانی کے متعلق
اختلافات کسقدر ہونگے — بقای روح کی نسبت فلاسفہ کا خیال بالکل تاریک و
بے بنیاد تھا ارسطالیس کی پیرو روح کا بعد موت کے قایم رہنا نہین ٹھہراتے ہین اور
بڑے فیلسوف کی بھی ایسی ہی رای معلوم ہوتی ہے الیٹوبک اسکی نسبت بالکل خاموش
ہے اور جنہون نے اسکی نسبت کچھ کہا ہے نہایت مشکوک ہے جیسے سقراط نے تھوڑی

قبل اپنی وفات کے اپنے دوستون سے کہا مین امید رکہتا ہون کہ مین نیکون پاس جاونگا
اور اپنے حاکمون کے پاس جو سراسر نیک ہین مگر یہ امر یقیناً نہین کہہ سکتا اگر اعتقاد کرنا ایسی
امور پر جائز ہو تو اعتقاد کرتا ہون اور امید کرتا ہون کہ کچھ اون لوگون کی باقی ہے جو مر گئے ہین اور جو نیک
کے لیے مفید اور بد کے لیے مضر ہے ممکن ہے کہ میری رای غلط ہو مگر اس امید سے تا زیست
مجکو کم بیقراری رہی اور میری خطا میری زیست ہی کے ساتھ طے ہو جائیگی سسرو کی تحقیقات
بقای روح کی نسبت بہت فیلسوفون سے زائد ہے پہر بھی جب وہ قیام روح کی نسبت
رای دے چکا تو کہا کہ خدا جانے کہ انمین سے کون سچ ہے اور یہ ایک بڑا سوال ہے کہ انمین
سے کون شدنی ہے وہ ہمیشہ کہا کرتا تہا کہ جب تک مین بقای روح کی نسبت دلایل
پڑہا کرتا ہون تب تک میری دلجمعی رہتی ہے لیکن جب چہوڑتا ہون اور دل مین سوچتا ہون
تو سارا ثبوت ذہن سے جاتا رہتا ہے پس جب فیلسوف لوگ بقای روح کی
نسبت اسقدر مشتبہ اور مشکوک ہین تو اونکی رای سزا و جزا کی نسبت کیونکر صاف ہو سکتی ہے
وہ فلاسفر شہوات نفسانی کی ادا کرنے کو برا سکہاتے تہے ارسطو حکیمون کے
واسطے چوری اور زنا کرنا بوقت ضرورت کبھی جائز ٹہرایا تہا مسٹر بلونٹ جو سترہ صدی کے
اخیر مین تہا خدا کو مانتا تہا مگر دنیا کو ازلی و ابدی قرار دیتا تہا خدا کی عبادت اور دعا مانگنا
خدا سے ضروری نہین سمجہتا تہا بقای روح کا قائل تہا مگر اوسکو مادی جانتا تہا جو کہ اسپر
ناممکن ہے مسٹر کالنس جو اوسی صدی کے اخیر مین تہا اور جسنے بہت سے اعتراض
الہام پر مشتہر کیے ہین کہتا ہے کہ انسان صرف ایک کل ہے اور روح فانی اور مادی
ہے اور انبیا تو تقدیر کا حال بیان کیا کرتے ہین لارڈ ہربرٹ تمام الہامی مذاہب کو بے بنیاد
قرار دیتا ہے مسٹر ہابس کہتا ہے کہ کتاب انجیل خدا کا کلام تو ہے مگر اسپر دعوی کرنا بیہودگی
ہی اور جائز ہے کہ کوئی شخص مجسٹریٹ کے سامنے اپنے اعتقاد کا انکار کرے خدا ہے
مگر جو شے مادی نہو وہ کچہ قابل اعتبار نہین ارل اف شفٹسبری کہتا ہے کہ نجات ایک ہنسنے
کی بات ہے اور الہام بھی الہامی ہے مذہب کو ماننا چاہیے اگر حاکم اوسکو قائم کرے
ڈاکٹر ٹنڈل کہتا ہے کہ مذہب بغیر الہام ایسا صاف عمدہ ہے کہ خدا بھی اس سے زیادہ صاف

نہین کرسکتا ہے مذہب نیچر کی تحقیق بہت لوگون کو نہین ہوتی جیسے خدائی نہین ہوئی
ڈاکٹر مارگن جو ہمعصر ڈاکٹر ٹنڈل کہتا ہی کہ ممکن ہے خدا الہام کرے مگر ثابت نہین
ہے کہ خدا نے الہام سے اپنی مرضی ثابت کی ہو لہذا ہمکو نہین چاہیے
کہ کسی بات کو بذریعہ الہام کے تسلیم کرین مسٹر جب کہتا ہی کہ خدا دنیاوی کامون مین
دست اندازی نہین کرتا ہے نہ اوسکو دنیاوی نیکی و بدی سے کچھ تعلق ہے اور روح فانی
اور مادی ہے انسان اپنے چال چلن کا جوابدہ ہے مگر خدا ناترسی اور ناشکری خدا کا جوابدہ
نہین ہے ہر ایک مذہب یکسان ہے اس امر کی تلاش مت کرو کہ کون مذہب قابل قبول
ہے خدا کی رزاقی کا امیدوار رہنا نہ چاہیے اور قضا پر راضی رہنا فرض نہین ہے لارڈ ہالنگ
بروک لبید بہت سے لغویات کے کہتا ہے کہ روح فانی اور مادی ہے مذہب نیچر خوب شئے
ہے مگر بہت لوگ اس سے لاعلم رہ گئے ہین اور کہتا ہے کہ تہذیب کا اصول اپنے جی کو
خوش کرتا ہے ہر قسم کی اومنگ و ترقی او نفس پروری اور لالچ اور ہوس سے آسودہ
ہونا چاہیے اگر محفوظی کے ساتھ آسودگی ممکن ہو اور خاکساری بیہودگی ہے اور انسان
صرف دنیا ہی تک ہے غرض ہماری فطرت کی صرف رغبت و میلان طبعی کا پورا کرنا ہی
کثرت ازدواج قانون فطرت و مذہب نیچر کا ایک خاص حصہ ہے اور زنا بھی کرنا قانون
فطرت کے خلاف نہین ہے ڈیوڈ ہیوم جو اٹھارہوین صدی مین تھا کہتا ہے علت و معلول
مین کسی قسم کا لگاؤ نہین خیال علت اول کے تعلق کا ایک شعور کی بات ہے ورنہ تجربہ سے
ہرگز ایسا ثابت نہین ہوتا ہے ہم لوگ ایسا خیال نہین کرسکتے ہین کہ جب یک نتیجہ ایک وقت مین پیدا
ہو تو پھر ویسا ہی ہوا کرے خلقت کے طریقے سے ایک قسم علت اول کا قائم کرنا بے فائدہ ہے
بلکہ ناممکن ہے عقل قبول نہین کرتی کہ دنیا کی علت سے پیدا ہوتی ہے کوئی تقریر ایسی مضبوط
نہین ہے کہ خدا کی ہستی کو ثابت کرے نفس کشی اور عاجزی نیکی مین داخل نہین ہے
بلکہ قوت مدرکہ کو کمزور کرنے والی ہے غرور اور دانائی اور فصاحت اور صفائی اور استعمال
قوائے جسمانی کا نیکی مین زنا کرنا بلحاظ مقدرت بہت ضروری ہے اگر زنا کثرت سے انجام
ہو جاوے تو برا نہین معلوم ہوگا اور زنا اگر خفیہ کیا جاوے تو رفتہ رفتہ اوسکی گناہ اور برائی کا خیال

جاتا رہیگا اسی زمانہ مین ڈالٹر اور ڈایڈہی راٹ اور دی البرٹ اور فریڈرک وغیرہ بہت تہے ان لوگون کی باہمی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر متصوف اور بباطن ملحد تہے گو خدا کا ذکر کرنے تہے مگر اکثر دل لگی اور بضحکہ مین خدا کو علت اول بتاتی تہی مگر عالم سے بے علاقہ جانتی تہی روح کو مادی سمجہتے تہے اور بعد مرنیکے انسان کو معدوم مطلق جانتے تہے اور قیامت اور سزا وجزا کے قایل نہ تہے والٹر ہیلوشیس شہوات نفسانی کا آسودہ کرنا ضروری سمجہتا تہا اور زنا کرنا بنظر انتظام نیچر کے جائز سمجہتا تہا اور کہتا تہا کہ انسان اگرچہ اوسکو گناہ سمجہتا ہے مگر بعض وقت ضروری اور مفید ہے بروسی اس کہتا ہے کہ جو کام تم کرو سوچو کہ تمہاری طبیعت اوسکو اچہا سمجہتی ہے تو بہتر ہے برا سمجہتی ہے تو برا ہے ہر فعل کے حسن و قبح کو عقلی ٹہراتا تہا انتی مختصر اً وملتقطاً وحصلاً الطولہ اور کتاب نیچرل تہیالجی مولفہ ڈاکٹر چامرس صاحب مین بحوالہ ڈ اٹلکس نیچرل الیجن بعض نیچرل اسٹ کا یہ قول لکہا ہے کہ جہانتک ہمکو اتبک علم و تجربہ ہوا اوس سے یہ نہین کرسکتے ہین کہ مادہ و ترتیب واصل انتظام عالم مین بہی ویسا ہی نہیز ہوسکتا جو ایک ہنی اور عقلی خدا سے ہوسکتا ہے یہ بات سوچنی کچہ زیادہ مشکل نہین ہے کہ عناصر کی ترکیب خفیہ طور پر عمدہ ترتیب انتظام عالم کو پیدا کرسکتی ہے بہ نسبت اس اشکال کے کہ واجب الوجود کو ترتیب و انتظام عالم کا سبب بطریق نامعلوم مان لیا جاوے بلکہ دونون بات کو مان لینا از روی قیاس کے برابر درجہ رکہتا ہے اگر یہ مادی عالم قیاسی وذہنی علت کی علم پر منحصر ہو تو اوسکا بہی ایک دوسرا اسباب ور عالم ماننا پڑیگا اور اسی طرح الی غیر النہایات تسلیم کرنا ہوگا اس سے تو یہی بہتر ہے کہ اس مادی عالم کے باہر نظر کو نہ دوڑا او جب ہم یہ سوچ لینگے کہ ترتیب انتظام کا مادہ اسی عالم مین موجود ہے تو فی الحقیقت ہم ایسے عالم کو خالق قرار دینگے اتنی دور جا نا کہ علت ہوتے ہوتے ایک علت العلل تک پہونچ گیا ضرور ہے اس سے قریب تر یہ ہے کہ پہلے ہی عالم کو اصلی علت مان لیا جای مگر جب ہم اس ازلی عالم سے آگے قدم رکہو گے تو تمکو استدراک کا ایسا شوق پیدا ہوگا جو کبہی ختم نہوگا خیالات متفرق و اصول جداگانہ دلائل کا واسطے اثبات خدا کے پیش کرنا ایک بے معنی اور مبہم بات ہے اور قابل قبول نہین ہے یہ کیون نہ مان لیا جاے کہ اس مادی

جاز

جہان کی ترتیب حصص کی ایسی ہی جو خود بخود منتظم ہوجاتی ہی جیسا عالم کے وجود کے واسطی اثبات کسی علت کا ضروری
ویسا ہی علۃ العلل کیواسطے بہی ہو اور اگر دونوکی ترتیب مساوی ہی تو علت بہی مساوی ہوسکتی ہے انتہی
محصلاً اس تقریر پر مصنف کتاب مذکور نے جو اپنی رای لکہی ہے اوسکا حاصل تقریر یہ ہے
کہ جہان کی ہدایت معلوم ہے لہذا اوسکے واسطے علت اول درکار ہے مگر خدا کی ہدایت نہین
ہے بعدہ باب نقائص و فوائد نیچرل مین لکہتا ہے کہ اس عالم سے جسقدر صفات
خدا کی ہم پاسکتے ہین یہی ہین کہ وہ ازلی اور حاضر و ناظر اور واحد اور قادر اور دانا ہے مگر اسکے
سوا یہ نہین پاسکتے ہین کہ وہ پاک اور عمدہ بہی ہے نہ اوسکا رحیم ہونا پاتے ہین نہ کسی دوسری
صفت کا ثبوت ہے کیونکہ عالم مین صرف مفید اشیا ہی نہین ہین بلکہ تکلیف و ضرر کی بہی
ترکیب عالم مین موجود ہے جس سے کہ سکتے ہین کہ گو حکیم مطلق ہے مگر ہر جگہہ نیکی کی طرف
رجوع نہین ہے مثلاً سانپ کے منہ مین زہریلا دانت ہے کہ مقصود اوسکا نیکی سے بہرا
ہوا نہین ہوسکتا گو عالم کی ترتیب سے خدا کی یاد ہوسکتی ہے مگر یہ کہا جائیگا کہ یا تو وہ
رحیم ہے یا تو ظالم ہے پاک یا ناپاک ہے صفت عدل بہی ہم ٹہیک نہین پاتے ہین آدمی کی
ترتیب اور سلسلہ اور حالات سے ہمکو کسی قدر خدا کا عادل اور پاک ہونا خیال ہوتا ہے مگر
نہ ایسا کامل جیسا کہ چاہیے بعض نیچرل اسٹ نے اس بات مین کوشش کی ہے کہ خلقت
کی برائی اور بہلائی کو تولے تو بہلائی کا پلہ گران ہوگا اور وہ لوگ علم حساب کو بہی دخل دیتے
ہین تاکہ خدا کا رحیم اور مہربان ہونا دکہا دین مگر ہم لوگ اوسکا فیصلہ نہین کرسکتے کیونکہ ہم کچہ
نہین پاتے ہین اس خلقت سے کہ خدا عادل اور نیک سچا ہے اور نیکی کا پلہ بہاری ہونا
بہی قابل قبول نہین ہے علاوہ اسکے یہ بہی مشکوک ہے کہ نیکی زیادہ ہے یا بدی بعض لوگ
یہ دلیل لاتے ہین کہ انسان زندگی کی خواہش کرتا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نیکی بہت
زیادہ ہے مگر یہ دلیل غیر کافی ہے بلکہ خواہش زندگانی کی بخوف تکلیف موت کی ہوسکتی
ہے الخ بطولہ محصلاً قدر الضرورۃ الغرض فلاسفہ نیچر اسٹ کے توہمات کا کہانتک بیان
کیا جاوے زمانا جو کیفیت ہے وہ سن لیجیے کہ تہذیب یافتہ قومین ایسے ہی خیالات عقلیہ
و تجربہ سے کہان تک الحاد و زندقیت کی نوبت پہونچی ہے یعنے مستر کارپنٹر صاحب

صاحب میمبر پارلیمنٹ نے جو حال بیان فرمایا ہے اور ہندو پیٹریٹ مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۸۷۱ء کے
کالم ۳ مین نقل کیا ہے اوسکا یہ مضمون ہے کہ ہم بہت خطرہ کرتے ہین اس حال سے کہ ایک
بڑا گروہ سینے سنر لاکہ اہل یورپ جسمین انگلنڈ کے چہیاسی ہزار اور خاص لنڈن کے چالیس ہزار
آدمی ہین اس بات پر متفق ہوگئے ہین کہ خدا کا انکار کرتے ہین اور ہر طرح کی عبادت اور رسوم
آبائی کو ترک کرتے ہین اور بجای عقائد کے نتائج علمیہ کو اور بجاے قانون خدا کے
قانون عقل بشری کو قائم کرتے ہین اور ازدواج و سلطنت کے منکر ہین اونکے اصول مین حقوق
صرف محنت کے ہین اور وہ کہتے ہین کہ اب ہم مذہب کو نہین مانتے ہین کیونکہ مذہب ہمارے
ذہنون کو کند کرتا ہے الخ مختصراً فقط بضرورۃ عقلای اہل اسلام تمام تقریرین تہذیب الاخلاق
کی ملاحظہ کر دیکہین کہ جو اقوال اون لوگون کے بیان ہوے ہین وہی تعلیم رفتہ رفتہ ہم لوگون کو
جناب نیچرل اسٹ بہی کر رہے ہین یا اور کچہ ہے پہلی رسوم آبائی و مذہب کے اصول جو فروع
خاک مین ملایا بعدہ یقین کرکے مذہب اسلام پر قائم رہنا داخل حماقت ٹہرایا اور یہہ تلقین
ہوئی کہ دیگر مذاہب کو بہی جانچنا چاہیے جو مذہب موافق نیچر کے ہو اوسکو قبول کرنا واجب ہے
اجماع امت و جمہور اہل اسلام کا اتباع بہی غیر ضروری ٹہرایا حدیث صحاح ستہ بہی جس اصول
سے صحیح و معتمد سمجہی جاتی ہے اوس اصول کو محض ناقابل وثوق قرار دیکر ماننا خواہ نماننا کسی حدیث کا
عقل پر رہ گیا علم اصول و فقہ و سیر و پابندی قواعد کے واسطے اخذ معانی حدیث و قرآن کے
سب بیکار کردیے گئے ایک قرآن رہ گیا تہا وہ بہی تعلیم روحانی و اصول نیچرل پر مبنی
کیا ہے نہ حقیقت و ظاہر پر بلکہ جس اصول پر اشخاص جائز الخطا کا اقوال و اجتہادات و اجماع غلط
ٹہرائے گئے ہین قرآن شریف کا بہی ساتہ الفاظ و ترتیب موجودہ کے قائم رکہنا نہایت مشکل
ہے فرائض پر عمل کیسا اور حلال و حرام کے احکام کا استخراج کیا چیز ہے ہر مسئلہ مین آیات
قرآنی متشابہ او مجمل ٹہرینگے جب احادیث کی طرف رجوع لاوینگے ارشاد ہوگا کہ قطعی الصدور
کوئی بہی حدیث نہین ہے جب اجماع امت کی طرف ہم لوگ چلین گے تو حکم ہوگا کہ اجماع
ثانی ناسخ اجماع اول کا ہوتا ہے لہذا ضرور ہے کہ پہلے کوئی شخص اختلاف کرے سو وہ شخص ہمارے
ہم مین جیسا کہ آرٹکل تہذیب الاسلام سے واضح ہوتا ہے اور احکام معاد جنکا خوف ہر مسلمان کو

وہ تو تہذیب الاخلاق کی بدولت ایسے واہیات ٹھہرے ہین کہ جاہلون کے ڈرانے کیواسطے
بنائے گئے ہین جنت اگر حقیقت پر محمول ہو تو رنڈیون کا چکلہ ہے اور حورین کشمیر کی کسبیان
ہین تو شہر ثانی وائڈلسن لاثانی بنجانے پر اور موجود ہین ٹھہرنے پر اقتصار ہے مسلمانون کی صورت
اور وضع اور اخلاق و علوم و زہد و عبادت و پیروی و مریدی و نشست و برخاست و تمام حالات
پر سب و شتم کی بوچھار ہے غور کیجیے تو دین اسلام مین حضرت اعلی نے کیا باقی رکھہ چھوڑا ہے
اور آئندہ جلسہ اجانے کیا کیا ہوتا ہے ابتدا سے انتہا تک تہذیب الاخلاق کی سب تقریرونکو
تدبر و تعمق کے ساتہ سوچکر دیکھیے اور اون سبکے نتائج کو جمع کیجیے تب معلوم ہو جائیگا کہ حضرت
کیا چاہتے ہین اور اس بھروسہ پر نہ رہنا کہ کہین کہین محرمات شرعیہ سے اجتناب رکھنا بھی
ارشاد ہوا ہے یا صرف نماز روزہ کے جواز کا فتوی بھی لکھدیا ہے کیونکہ محرمات شرعیہ سے
اجتناب کا تعین جسوقت بحث مین آئیگا اوسوقت سارا ملمع کھل جائیگا قرآن تو خود ہی ظاہر پر
محمول نہین ہے نعمای جنت و حالات دوزخ سے زیادہ کیا تصریح ہوگی اوسکو کسنے مانا ہے
جو کسی دوسرے حکم حرام و حلال کے اثبات کا حوصلہ رہیگا باقی رہی حدیث سو قطعی الصدور
ٹھہرنا کسی حدیث کا ممکن ہی نہ رہا رہ گیا جواز وہ تو عقلی ہے اور حسن و قبح اشیاء کا جب عقلی
ہے تو نیچرل انسٹ صاحبون سے پوچھتے پھرا کیجیے کہ آپ لوگ کسی چیز کو جو مفید بدن انسان ہو
حرام جانتے ہین یا نہین جیسا کہ کمیٹی سے حکم ہوا کریگا چاہو یا ان سمجھو چاہو پھر بھی جلسہ آئندہ کے
منتظر رہنا علی ہذا القیاس نماز فرض کی ترکیب و تعین کو سمجھ لو اوس قسم کی نماز نہ سمجھنا جسپر تہذیب
یافتہ قومین ہمکو حقارت سے دیکھین جنکی خاطر تمام دین و ایمان کو سلام کرکے رخصت ہوتے
آتے ہو بلکہ وہ ہی نماز ہوگی جو روحانی تربیت سے متعلق ہے ایسا ہی روزہ کا حال ہے اور
زکوۃ تو خود ہی حضرت نے اپنی ایک تقریر مین اوڑا دی ہے اور حج تو کسی طرح جائز ہی نہوگا
وہان تو بہت باتین قبیح موجود سمجھی گئی ہین اسی واسطے ایک تقریر مین صرف نماز روزہ کی قید
لگا دی ہے زکوۃ اور حج کو اوڑا دیا ہے اور بالفرض وہ بھی فرض ہون مگر اونکی تفصیل مسائل
کا ہرگز ثبوت ممکن نہین ہے خیر یہ تو سب کچھ ہے ذرا حضرت انسان کی ہدایت کا حال سنیے کہ علوم
جدیدہ کے ذریعہ سے جنکے مقابلہ مین قرآن بھی حجت نہین ہے کیا تحقیق کیا گیا ہے کتاب

ڈسنٹ آف مین جو لفٹنٹ وارون صاحب کی ہے اور اوسمین علم طبعی متعلق حیوانات
کا ذکر ہے اوسمین لکہا ہے کہ آدمی پہلے جانور تہا بندر اور لنگور سے صورت بدلتے بدلتے
انسان ہوگیا ہے اسی واسطے ہمارے جناب نیچرل انشٹ نے پہلے سے تمہید شروع کردی
ہے یعنے سرگذشت آدم مین حضرت آدم کا بابا جاتا دنیا کے جانورونمین اور اونمین مین
رہنا لبنا بڑا ہوتا ارشاد ہوا ہے ایک کنایہ سی ہزار تصریح کا کام نکالا ہے یہ تو قصہ نیچریہ قوای
ملکی وبہیمیہ کا اسواسطے نکالا ہے کہ شیطان کے خوف سے لوگ یہ نہ سمجہین کہ مذہب حق کا مر
کرنا خطرہ شیطانی ہوگا ورنہ کیا استقدر خود حضور عالی نہین سمجہین ہین کہ کسی کتاب علم حکمت
وشریعت مین کوئی قوت ایسی نہین مذکور ہے جو روح کی اطاعت نہ کرے اور دشمنی کو نفس
انسان سے رکہتی ہو اور نفس انسان اوسکا دشمن ہو اور سوای وسوسہ فاسدہ دلون مین
ڈالنے کے اوسکا اور کچہ کام نہو پہلے تو تبیین الکلام کی تصنیف کے وقت قوای بہیمیہ کو
بصیغہ جمع شیطان ٹہرایا تہا اب اچہا خاصا ایک ابلیس آدم کے جسم مین قایم کردیا اور اس
نام کی قوت بہی پیدا کردی قطع نظر قرآن وحدیث کے بڑا وثوق اعتماد ورسوخ عقیدت
جناب عالی کو مستر ایڈیسن کے اسپکٹیٹر پر ہے جسکی مماثلت تہذیب الاخلاق کے ساتہ قایم
کرکے افتخار ہو رہا ہے حالانکہ اوسکا بہی کوئی قول ایسا نہین لکہا جس سے قوت مخترعہ جناب
کا ثبوت دیکہا جاتا مین نے جہانتک غور کیا استقدر قول حکما کا پایا کہ انسان مین دو قسم کی قوتین
ہین شریفہ ورذیلہ اول کو ملکیہ دوسری کو بہیمیہ کہتے ہین کیونکہ قسم ثانی مشترک ہے درمیان
حیوانات اور انسان کے مگر کوئی یہ نہین کہتا کہ قوای بہیمیہ عداوت روح سے رکہتی ہین
یا اونمین سے کوئی قوت خاص موسوس اور مخالف روح کی ہے بلکہ قوای مذکور کی حفاظت کرنا
اور اونکے فوائد سے بقای زندگی اور اونکو خیر خواہ طبیعت جانتے ہین اور اونکو بمنزلہ ایک روح
انسان کی سمجہتی ہین علی ہذا القیاس بعض علماء اہل اسلام کا یہی قول ہے کسی محقق نے
کوئی قوت موافق ایجاد جناب عالی کے ثابت نہین کی ہے اور ہم پہلے یہ لکہہ چکے ہین اور
بیان کرتے ہین کہ صوفیہ کرام جو اپنے ہی نفس کو اپنا دشمن اور بمنزلہ شیطان سمجہتے ہین اوسکی یہ
وجہ ہے کہ وہ لذت دنیاوی کی طرف میل کرکے خدا کی یاد سے کبہی غافل ہونے پر راضی

ہو جاتا ہے لہذا نفس کشی پر آمادہ رہتے ہین کوئی صوفی محقق ہی ہو جو ابلیس حقیقی کا منکر نہین ہے جسکا ذکر
قرآن شریف مین آیا ہے اور مین نے اسکے بین ایک تقریر نمبر ۹۰ مہ دیکہی اوسکا بہی ماحصل مطلب ہے
کہ نیچر نہایت عمدہ ہے سقراط کا مدار غور و فکر کا اوسی پر تہا افعال ذمیمہ جو انسان سے سرزد ہوتی ہین
وہ سب عقل کے کام نہین ہوتے ہین بلکہ پیشن سے ظہور مین آتی ہین یعنے جوش اور اوسنگ
سے اوسکو عقل کے ساتھ وہ نسبت ہے جو جہاز کو ہوا کے ساتھ ہے پیشن عقل کو اوبہارتا ہے اور
اوسکو اکثر برباد بہی کر دیتا ہی اور کبہی عقل کو اوس سے مدد ملتی ہے کبہی خطرہ مین پڑجاتی ہے نیچر نے
انسان کو ایک سلسلہ متوسط بین الملائکۃ البہائم مین قائم کیا ہے انسان کی ترکیب روح اور
جسم سے ہے اوسمین ہمیشہ تنازع قوای غضبیہ کے قائم رہتے ہین چونکہ انسان کبہی مائل طرف قوای
بہیمیہ کے کبہی جانب قوای ملکیہ کے ہوتا ہے لہذا ملقب بہ نیک و بد ہوتا ہے اگر محبت و رحم دلی
و خوش مزاجی اوسمین ہو تو وہ اثر قوای ملکیہ کا ہے اور اگر عداوت و سنگدلی وغیرہ غالب ہون
تو تاثیر قوای بہیمیہ کی ہے بعض حکماء قدیم کی یہ رای ہے کہ چونکہ انسان اس زندگی مین قوای بہیمیہ
اور ملکیہ کا تابع ہوتا ہے پس جسطرح سے اوسکا میلان اس زندگی مین زیادہ ہوگا بعد موت کے
وہ بہی ایک یا دوسرا ہو جائیگا یہ خیال کرنا زیبا ہوگا کہ جو حیوانات ہم دیکہتے ہین وہ پہلے انسان
بخیل یا متکبر وغیرہ تہے اصلیت قوای بہیمیہ کی ہر شخص مین ہے گو اوسکا اثر بعض سے نہو مگر
تخم اصلیت کا موجود ہے لہذا تہوڑی تحریک سے ظہور ہو جاتا ہے مین نے ایک اچہے مذہبی شخص کا
حال سنا ہے کہ اوسنے بکری کے دودہ سے پرورش پائی تہی اور خلوت مین اوچہل کود کیا کرتا تہا
الی تولہ مگر خبردار رہنا چاہیے کہ اس قوت کو ایسا کمزور نکردو کہ ضرورت احتیاط کی جاتی رہی کیونکہ
قوت مدرکہ نہایت سست ہے وہ خود اپنا کام نہین کر سکتی ہے اوسکو حرکت مین لانے کیواسطے قوای
غضبیہ ضروری ہین جو اوسکو کند ہونے سے باز رکہتی ہین یہ قوی درستی ذہن کیواسطے ایسی
ضروری ہین جیسے جسم کے واسطے روح حیوانی کی گردش ہے یہ ذہن کو کام مین آمادہ کرتی ہین
بغیر اونکے ذہن ہرگز اپنا کام انجام نہین کر سکتا ہے یہ قوی ہم لوگون کے واسطے ایک چہوٹی روح ہین
ہمارے ساتہ پیدا ہوتی ہین ہمارے ساتہ مر جاتی ہین یہ قوی بعض اشخاص مین حلیم اور بعض
مین سرکش اور تند ہوتی ہین عقل اور پیشن مین ہم ایک مناسبت پاتے ہین جیسے

دہین لوگون مین اکثر ہمتین زیادہ اور چہوٹون مین کم ہوتا ہے جنہین وہ ہمتین تند ہو اوسکی جوانی کی
آگ بجہہ جاتی ہے اور اوسکے بڑے ہونے کی امید نہین ہے زور کا گہٹ جانا بڑا نقص ہے
لہذا ہمتین کی حفاظت کرنی چاہیے اوسکو بالکل بجہا دینا نہ چاہیے نہ بالکل اوسکے موافق کام
کرنا چاہیے اسکول مین طالب علمون پر زیادہ سختی کرنے سے ہمتین زائل ہوجاتا ہے ہمتین
کی بی تہی قلیل کو گوارا کرنا اور اوس کے حفظان کی اعانت کرنا ضرور ہے ورنہ عمدہ عمدہ ہمتین
کیونکر پیدا ہونگی انتہی مختصراً ومحصلاً قدر الضرورۃ غور فرمائیے کہ قوای بہیمیہ خواہ ہمتین پر کیونکر ابلیس کی
تعریف صادق آسکتی جو آیات قرآنی مین مذکور ہے اور کیونکر کہا جائیگا کہ وہ مصداق انہ عدو مضل مبین
اور فاتخذوہ عدوا وغیرہ آیات کا ہوسکتا ہے وہ تو بمنزلہ روح انسانی کی ہے اور کوئی قوت
ایسی نہین پائی گئی جسکی تعریف حضور والا نے لکہی ہے فتدبر علاوہ اسکے جب قوای بہیمیہ
انسان کے ساتھ مرجاتے ہین تو آدم و حوا بہی انسانیت سے خارج نہ تہی اونکی قوت تا قیامت
زندہ نہین رہ سکتی حالانکہ ابلیس جسکا انکار سجدہ سے قرآن مین مذکور ہے اور جسنے آدم کو
اغوا کیا تا قیامت زندہ ہے اور ہمتین ایسی چیز ہے جو مخصوص واسطے قوای بہیمیہ کے نہین
ہے بلکہ قوای شریفہ کے جوش کو بہی ہمتین کہتے ہین مثل جوش رحم جوش سخاوت جوش
محبت وغیرہ لامحالہ قوت بہیمیہ ہرگز ابلیس نہین ہوسکتی اور سالکین مسلک نیچر بہی موافقت
ساتھ ہمارے جناب نیچرل اسٹ کے نہین رکہتے ہین ہان بعض قدمای فلاسفہ کا یہ قول بہی
معلوم ہوا کہ وہ بعد مرنے انسان کی تناسخ کے قائل تہے اسکی تائید حضور معلے سے ابہی باقی رہ
ہے شاید انکار معاد کا اسی دن کے واسطے کنایہ اور اشارہ مین ہو رہا ہے مخفی نہ رہے کہ
ہمارے جناب عالی نے نیچرل تہیالجی کو مسلمانون کے دہوکانے کیواسطے رشی کا سنا سنت
بنا رکہا تہا وہ تو خوب معلوم ہوگیا اب یہ بہی بیان کرنا ہمکو ضرور ہے کہ نیچرل فلاسفی کو مذہب سے
بہی زیادہ یقینی خود ہی اپنی تحریرات مین تسلیم کرتے ہین اور فرماتے ہین کہ وجود افلاک اور
سکون ارض اور حصر عناصر اربعہ کا اور مضمون مندرجہ تفسیر آیت کریمہ ولقد خلقنا الانسان
من سلالۃ الخ خلاف علوم جدیدہ کے ہے مگر اسقدر عرض خاکسار کی بہی یاد رہے کہ انکار وجود افلاک کا
ہرگز قطعیات مین نہین سے ہے اور کوئی استحالہ عقلی ثابت نہین ہمیشہ اس مین رای فلاسفہ

کی اونکی نسبت بدلتی رہتی ہے چنانچہ شروع رسالہ میں کسیقدر لکہا گیا اور سکون ارض کی
باب میں کوئی آیت قرآن شریف میں نہیں ہے اور عناصر اربعہ کا حصر موجود ہے ہان فلاسفہ قدیمہ
وجدیدہ میں کچہ بحث جاری ہے وہ ما نحن فیہ سے خارج ہے پہر بہی استدعا عرض کیجاتی ہے
کہ اپنے کلام کو ساتہ براہین کے خود مدلل فرمایئے اور زیادہ عناصر کا نام لیجئے فقط یہی چہوڑ کر تقلید قومی پر بجا ہے
سنی سنائی باتون سے الزام دینا اچہا نہیں ہے جس مسئلہ علوم جدیدہ میں بحث کرنی منظور
ہو اپنی تحقیقات بیان کیجئے پہر اوسکا جواب لیجئے اس سے کام نہیں چلتا ہے کہ فلان صاحب
نے ایسا خیال کیا ہے اور فلان حکیم نے یون سمجہا ہے کسی کتاب کی عبارت بہی نقل
کیجئے اور دلائل بہی ظاہر کر دیجئے افسوس ہے کہ اقوال علمای اہل اسلام بلکہ جمہور یا اجماع
امت وکتاب وسنت کو تو کسی استناد میں پیش کرنے سے قیامت غصہ آتا ہے اگر اقوال
اہل یوروپ پر اعتقاد جم جاتا ہے خیر و لک غیر مرکبات بلا سوای عناصر اربعہ کے بیان تو
کیجئے کہ کیا کیا ہین اور کیا ثبوت اونکے وجود کا ہے کہین مرکبات عناصر اربعہ کو تو آپ نے
غیر عنصریات مین داخل نہ سمجہ لیا ہو اور اپنا مشاہدہ جو حضور نے لکہا ہے کہ ابتک ہم نے بہت
ہوتے نطفے سے لیکر بچہ تک ہمنے دیکہے ہین عجیب استدلال ہے خدا جانے آپ نے کیا دیکہا
ہے اور کیا سمجہا ہے کتب علم تشریح کے مضامین کا حوالہ دیجئے ورنہ اس قسم کی استدلال
سے ہمکو معاف کیجئے جب حضور معلی کسی مسئلہ علوم جدیدہ مین بحث کا ارادہ رکہین اپنے کلام
کو ناتمام اور غیر مدلل نہ چہوڑین ورنہ مجرد خیالات حضور کے اہل اسلام کی نظر مین کچہ وقعت نہ رکہینگے
ہمنے مانا کہ جناب بڑی نیچرل اشٹ ہین مگر پہر تو ارشاد فرمایئے کہ معجزات انبیاء کے باب مین جناب
عالی کا کیا اعتقاد ہے اور قیامت کا آنا اور تمام نظام عالم کا فنا ہوجانا کس قاعدہ نیچر کے موافق
ہے اور یہ بہی فرض کیا کہ خدا کو آپنے ایک علت اول مانا مگر منکرین علت اول کو غلطی پر سمجہا ہوگا
یا اونکو ملحد جانا ہوگا نیچرل اشٹ حکما مین بہی بعض کا یہ قول ہے کہ علت اول کا وجود ضروری
ہے تو بہی فنا ہوجانا تمام نیچر کا کس دلیل سے حضور نے سمجہا ہے اور اگر نیچر مین یہ بات
جائز ہے کہ اوسکے خلاف بہی ظہور مین آتا ہے یا ماسوای مادیات ومحسوسات کے غیر محسوسات
پر بہی یقین لانا درست ہے تو وجود ابلیس کی بحث بیفائدہ ہے اور ہمکو یہ بہی سمجہا دیجئے کہ

کہ وجود خارجی ملائکہ کا نیچرل کے کس قاعدہ سے مطابقت رکہتا ہے اور حضور کی تحقیق اس باب مین کیا ہے
کہ بذریعہ نیچرل کے علم انسانی ختم ہوگیا ہے یا آیندہ اسرار نیچر کے کہلتے جاتے ہین اگر شق اخیر صحیح ہے
تو مخبر صادق کی تکذیب کی کوئی وجہ نہین ہے نہ تعدد حقیقت معنی قرآن وحدیث مین ہوسکتا ہے اور
میرا یہی سوال ہے کہ انسان کی پیدائش کی ابتدا اور تمام کیفیت اوسکی نیچرل کی کس کتاب سے
جناب نے تحقیق کی ہے جو صاف دعوی کردیا ہے کہ قرآن مین نیچر انسان کا بیان ہی مین بہت
مشتاق ہون کہ نیچر کی کتب سے مطابقت مضامین کی کردیجیے اور کیا آپکے نیچرل تہا لجی تصدیق
کرسکتی ہے کہ انبیا صاحب وحی تہے اگر تہے تو کیا دلیل اوسپر قائم ہے اور ختم ہوجانا نبوت کا حضرت
نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر نیچر کی کس اصول پر سمجہا گیا ہے یا حضور کو ختم رسالت سے بہی
انکار ہے اور جناب نے جو خطبات احمدیہ مین دعوی کیا ہے کہ جو مذہب موافق نیچر کے
نہو وہ غلط ہے لہذا میری یہ گذارش ہے کہ نیچر کے عقائد تو پہلے بیان کردیجیے اور یہ بہی ضرور
ارشاد کیجیے کہ نیچرل اسٹ فلاسفر مین باہم اختلافات اقوال مین ہین یا نہین اگر ہین تو حضور
مقتدا اور مسلم کون کون حکیم ہین اور کس کس کتاب نیچر پر حضور کو اطمینان ہے اور آپس کے
اختلافات نیچرل اسٹ صاحبون کا کیا علاج حضور نے سمجہا ہے خود بہی تحقیق کرلیا ہے یا وہ
بہی ایک شخص بلمی جو لندن مین حضور کا دوست تہا اور مسیح کے ذکر پر ہنستا تہا سب کچہ
اعتقاد درست کرگیا ہے اور جو قاعدہ تنقید منقولات کا حضور نے اسلام کے احادیث
وکتب سیر واجتہادیات وغیرہ مین بڑے زور شور سے لکہا ہے اور اجتہادیات صحابہ تک بہی
بیکار ٹہرائے ہین اور اشخاص جائز الخطا کے اتباع اور تقلید کا نام ظلمت اور ضلالت ٹہرایا
آیا وہ منقولات فلاسفہ واقوال حکما کے باب مین بہی جاری ہے یا وہ لوگ خدا و رسول
سے وصحابہ کرام سے زیادہ معتمد ہین کہ جس کتاب مین جو کچہ لکہا ہو یا جسکا مقولہ بیان ہوا ہو
وہ آمنا وصدقنا کہنے کے لائق سمجہا گیا ہے اور تبیین الکلام کی جلد اول مین واسطے تصدیق
ہر نسخہ بیبل کے جو قاعدہ جناب نے بیان فرمایا ہے اوسمین سلسلہ اسناد کیوں واسطے ضروری
نہ سمجہا گیا اور وہ بہی قاعدہ کتب سیر اہل اسلام کے واسطے کیون نہین ارشاد ہوا اور بیبل کی
منسوخی اعتقاد حضور کا کس اصول پر ہوگیا تہا واتفاق جمہور اسلام واجماع امت محمدیہ جو حضور کو

اسواسطے بیکار سمجہا ہے کہ اپنی متفقین وہم مشرب اشخاص کا اجماع کس لائق ہے اور جائز ہے
کہ غلط ہو مفید یقین نہین ہے اور آزادی رای کو بڑی دہوم دہام سے رونق دی ہے تا کہ کوئی
مسئلہ قطعیات مین نہ سمجہا جاوے فرمائیے کہ اقوال فلاسفہ کے باب مین بہی وہ ہی قواعد شرعی ہین اگر
اور قاعدہ ہے ہمکو اونکی مسلمات کو قطعی کر دکہائیے اور ممنون منت فرمائیے ورنہ خیر بالقضا
اور میری سمجہ مین نہین آیا کہ جناب عالی نے دیباچہ خطبات احمدیہ مین شاہ ولی اللہ صاحب کے تین
قول درباب تکالیف شرعیہ کی نقل کرکے دو قول مردود اور ایک قول مقبول کیا سمجہ کر لکہا ہے
کیونکہ قول ثانی جو شروع صفحہ ۲۵ تہذیب الاخلاق مین ہے اوسکا حاصل مقصود یہ تہا کہ خدا تعالے
نے اپنے بندونکو ایک حالت مرض کفر وعصیان وارتکاب امور غیر مرضیہ مین مبتلا سمجہکر اپنی طرف سے
مع ادویہ انبیاء کو بطور طبیب حاذق کے بہیجا اور اونکو وہ علم دیا اور کتاب عنایت کی جو اوس
مرض سخت کے اسباب علامات وکیفیات حدوث وتدابیر دفع مرض واصلاح سوء مزاج
عباد وتدابیر معالجہ جمیع اقسام وخواص ادویہ مرکبہ ومفردہ ومزاج وتاثیرات وبدلہ ومنافع ومضار
ومقدار وتعینات اوقات استعمال ادویہ وتدبیر پرہیز وانتظام ستہ ضروریہ وغیرہ قواعد کے جامع ہے
اگر وہ مریض اوس طبیب کی طرف رجوع نہ لاوینگے اور اوسکی دوا نکرینگے تو خود ہلاکت مین
پڑینگے کیونکہ نافرمانی کا نتیجہ ہلاکت ہے اس قاعدہ سے کوئی ذیعقل انحراف نہین کرسکتا ہے
کیونکہ عقل انسان کی اگر بہت کام آوے تو وجود باریتعالی ووحدانیت بعض اخلاق مناسب حال
انتظام معاشرت وتمدن وسیاست کو سمجہ سکتی ہے مگر ادراک تمام امور مرضیہ الٰہی کا اور طریقہ
نجات اخروی واحکام معاد وغیرہ فوائد کثیرہ کا عقلاً محال ہے اور کوئی نہین سمجہ سکتا تہا کہ
عبادت معبود حقیقی کی کس طریق پر مقبول ہے بلکہ عقول عباد مین اختلافات کثیرہ واقع ہوئے ہین
یہانتک کہ جو لوگ ضرورت بعثت انبیاء کے قائل نہین اب تک وجود باریتعالی ووحدانیت
وصفات باری واخلاق انسانی مین بہی مختلف ہین حکماء نیچرل اسٹ کے حالات ماضی وحال
کے زمانہ مین بہی وہی کیفیت موجود ہے اور جمع ہونا تمام عباد مکلفین کا ایک سلسلہ اور
قاعدہ پر متعذر ہے جیسا کہ تجربہ سے ظاہر ہے لامحالہ کوئی صاحب شریعت علیہ السلام آنا چاہیے
کہ اس مرض اختلاف کے بہی رفع کرنیکا معالج ہو اور یہ بہی ظاہر ہے کہ مریض کو ضرورت طبیب

حاذق کی ضرورت ہی کیونکہ وہ اپنی عقل سے اگر اپنا علاج خود ہی کرنے سکیگا تو ضرور غلطی واقع ہوگی اور
اگر مریض خود ہی علم طب کو کماحقہ سمجھتا ہو تو دنیا مین بہی کسی طبیب کی حاجت نہ ہے بلکہ
ہر مریض طبیب سمجہا جاوے اور یہ محالات سے ہے اور احکام الہی کا عقل سے سمجھ لینا بغیر علم
انبیاء کے ممکن نہین ہے پہر جبکہ جملہ مریضون کا ادویہ کے نفع وضرر اور امراض کے رفع
ہونیکی تدابیر اور سبکا متفق ہونا طریقہ علاج واقعی پر متعذر ہے ایسی حالت مین جناب والا
کا یہ فرمانا کہ مین اسکو نہین مانتا اور پوچھتا ہون کہ دوا کا کرنا باعث نجات کا تھا یا مصاحب
کے حکم کا ماننا تھا اگر بے حکم مصاحب کے بھی وہ دوا کرتا تو نجات ضرور پاتا اسلیے کہ اوس دوا سے
نجات پانا قدرت کا قانون تھا جو کسی طرح بدل نہین سکتا فقط نہایت حیرت انگیز ہے کیونکہ
بالبداہت ظاہر ہے کہ صرف دوا کا استعمال واسطے شفا کے کافی نہین ہوتا ہے جب تک
دونون باتین اختیار نکی جاوین یعنے طبیب جس امر کو منع کرے وہ ترک کیا جاوے اور
جسکا حکم دے وہ اختیار کیا جاوے اور جو دوائی وہ استعمال کیجاوے پس اوس سول
طبیب حاذق کا حکم ماننا اور اوسکی تجربت پر بہی مستعد ہونا اور اوسکے طریقہ علاج کو قبول کرنا
ضروری ہے کوئی مریض ایسا نہین ہے کہ وہ علم طب خود ہی جانتا ہی ہو اور خود ہی خواص ادویہ و
طریقہ استعمال سے واقف ہو ورنہ تمام عباد انبیاء کے برابر ٹھہرینگے حالانکہ ایسا کسی کا قول نہین ہے
نہ ممکنات عادیہ سے ہے اور جب ایسا نہین ہے تو مریضون کو وہ دوا یعنی شرع مرضی الہی
کیونکر خود بخود مل سکتی ہے جس سے مرض کفر و عصیان دفع ہوجاتا آخر کسی نہ کسی ماہر فن سے
مریضون کو دوا پوچھنی پڑتی اور جانتے ہے کہ بسبب اختلافات رای بتانے والون کے مریض
کی مٹی خراب ہوتی ہے کیونکہ وہ طبیب حاذق نہ سمجھا جاتا جسکا علم قطعی ہو اور علاج واقعی اور
وہ ہی ادویہ اور خواص ادویہ کے بہی بیان کرے اور اسکے ذریعہ سے شاگردون کو معلوم ہو
اور بالفرض کوئی دوا کسی کو عقلا معلوم بہی ہو جاوے مگر تمام ادویہ و تدابیر علاج خود بخود کیونکر حاصل
ہو سکتی تہی وہ اوسی طبیب کا کام تہا کہ ہر مرض کی تدابیر اور جملہ ادویہ کے خواص و طرق استعمال
بیان کرے آپکی تقریر سے نہ ضرورت بعثت انبیا کی باقی رہتی ہے نہ تعلیم شرائع کی بلکہ ہر ایک
فیلسوف نہین ہین ہر ایک کافر و مشرک و فاسق و فاجر انبیاء سے مستغنی قرار پاتا ہے جیسا

منکرین انبیا کا گمان تہا کہ الہام کی ضرورت نہین ہے اور اپنا مذہب جو حضور نے یہ لکہا ہے کہ نبی
کی ایسی طبیب کی تمثیل ہے جو نہ تو خود کسی چیز کو امرت بناتا ہو اور نہ کسیکو ہلاہل ٹہہراتا ہو بلکہ جو چیز
قدرت نے جو اثر کہا ہے اوسیکو بتاتا ہوتا ہے کہ جو لوگ صحیح ہین اپنی حفظ صحت کے اصول
جانین اور جو بیمار ہین وہ حصول صحت کی دوا کو پہچانین اور مذہب بہ نسبت اسکے کہ صرف بیمار
علاجون ہی کے لیے ہو سب کے لیے عام ہو جاوے الخ اور بعد اس تحریر کے یہ بہی ارشاد ہوا کہ
یہ مذہب قانون قدرت وکتاب وسنت کے موافق ہے خاکسار عرض کرتا ہے کہ حلت حرمت
جملہ اشیا کی عقلی ہے یا شرعی اگر عقلی ہے تو اوسکو ثابت کیجیے ورنہ قبول کیجیے کہ شارع نے بعض اشیا کو امرت
اور ہلاہل بہی بتایا ہے کیا آپ غافل ہونگے کہ بلحاظ اختلاف اوقات ومصالح وحکمت الہیہ کے
بعض اشیا بعض انبیا کیوقت مین حلال اور بعض کے وقت مین حرام کیے گئے ہین اور ہمیشہ
تبدیل ہوتی رہی ہے علی ہذا القیاس عبادات کا حال ہے ایسا ہی حال مریضون کا ہے کہ ہر
وقت کے مناسب استعمال ادویہ کا اور تدبیر علاج کی بدلنی پڑتی ہے بعض اوقات مین جو دوا
سم قاتل ہے اوسکو دوسری کسی وقت اور حالات مرض کے لحاظ سے طبیب حاذق امرت
ٹہہرا دیتا ہے وکذا عکسہ اور صرف ارشاد دینے سے ہر وقت اور ہر مریض کے حالات اور ہر زمانہ
کے فساد کا علاج ممکن نہین ہے مثلاً تجربہ کے ذریعہ سے معلوم ہے کہ سنکہیا قاتل انسان زہر ہے
لاکن جائز ہے کہ اوسیکو ایک ایسے مرض مین دیا جاوے اور اس تدبیر سے استعمال کیا جاوے
کہ وہ امرت ہو جاوے علاوہ اسکے ہم نہین تسلیم کرتے ہین کہ قبل بعثت انبیا کے یا بحالت
نہ مبعوث ہونے کسی نبی کے تمام عباد مرض سے خالی اور صحیح المزاج تہے یا ہو سکتی تہے خواہ
حفظ کر سکتی بلکہ غایۃ الامر یہ کہا جاویگا کہ ایک مرض انکار وجود باریتعالی یا شرک سے حفظ صحت
کر سکتی تہی لامرض ارتکاب امور نامرضیہ الہی کا علم ہی نہ تہا جو بذریعہ انبیا کے مرض ٹہہرایا گیا
اور صاف صاف بتایا گیا دیکہو بہت آدمی ایسے ہین کہ بہ سبب ناواقفیت اقسام امراض کے
نہین جانتے ہین کہ بہت پہڑکنا چہرہ کا مقدمہ ہے لقوہ کا یا ہوا کی کیفیت مزاج ایسی ہو گئی ہے
کہ ضرور فلان قسم کا مرض خاص قسم کے امزجہ مین پیدا ہو گا تو وہ حفظ صحت خود نہین کر سکتے ہین
لامحالا کوئی طبیب حاذق اونکو پہلے سے تدابیر مناسبہ ٹہہرانے کیو اسطے آنا چاہیے اور

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اخلاط مین فساد موجود ہوجاتا ہے اور مریض مسہل سمجھتا ہے
بالکل ناواقف ہوتا ہے حالانکہ وہ مریض ہی ایسی طرح عباد کا حال ہے کہ اپنے اوہام وظنون
سے کسی فعل کو حسن اور کسی کو قبیح سمجھتے تھے اور پہر بھی اتفاق آرا نہین ہوتا تو کیونکر یہان لیا جائے
کہ ہر فعل کا حسن یا قبیح ٹہرانا اور احکام مرضی و نامرضی الٰہی کا بتانا بذریعہ انبیاء کے ضروری نہین ہے
ورنہ لازم آتا ہے کہ کسی نبی کے وقت مین کوئی حکم شرعی تبدیل نہ کیا جائے کیونکہ ہر نبی بقول
آپ کے صرف تاثیرات ادویہ کا موافق قاعدہ عقلیہ نیچریہ کے بتانے والا ہے دیکھو سجدۂ تحیت
کہ انبیاء سابقین کے زمانہ مین حرام نہ تھا اور شریعت محمدیہ صلعم مین حرام ہے یہ وہی ایک
دوا ہے کہ اب ہلاہل ہوگئی ہے اور سبت کے روز جو امر حرام تھے وہ اکثر اب حلال ہین توریت کو
قرآن شریف سے ملا کر دیکھیے کہ انبیاء نے ایک شئ کو کبھی امرت اور کبھی ہلاہل ٹھہرایا ہے
یا نہین اور آپکے مسلمہ تقریر کی مخالفت کتاب و سنت سے شاہ ولی اللہ نے خود ہی بیان کی
ہے اوس سے چشم پوشی کسواسطے اختیار فرمائی ہے مہربانی فرما کر کتاب و سنت سے اپنے
دعوی کو ثابت کر دیجیے اور حجۃ اللہ البالغہ کی تمام عبارت کو دیکھکر ارشاد فرمائیے کہ آپ کی
مقررات عقلیہ و تاویلات بعیدہ کو وہ کس خوبی سے رد کر چکے ہین اونکا جواب بھی تحریر کر لینا
مناسب ہے فافہم چونکہ آپ کا اعتقاد فلاسفہ کے عقول پر ہے اور نیچرل اشٹ اکثر انبیاء کے منکر
ہین اور بعضے اونکو بھی مثل ایک حکیم کے جانتے ہین لہذا آپ بھی ہمارے سید عالم صلعم کو
نیچرل اشٹ سمجھتے ہین اور خلاف نیچر کے جو قول قرآن و حدیث مین نظر آتا ہے اوسکو صاف
باطل کہنا خلاف مصلحت جانکر تاویلات بعیدہ سے ابطال کر دیتے ہین اور پہر بھی صاف
صاف فرماتے ہین کہ جو مذہب نیچرل کے خلاف ہو وہ باطل ہے سچ تو یہ ہے کہ حضور کی تحریر
مین ہر ایک قول فلاسفہ کی تصدیق موجود ہے مگر کہین صاف صاف کہین زیر پردہ کنایہ
اور اشارہ مین ہے اور حضور کی بدولت وہی سامان نظر آتا ہے جو یورپ مین ستر لاکھ
آدمی کا حال ہوگیا ہے ابھی تو قریب وہی برس کے اجرا ہے تہذیب الاخلاق کو گذرا ہے
نہین آئندہ دیکھا چاہیے کہ کیا افادات تازہ ہوتے جاتینگے اب حضور والا کی خدمت مین کمترین
نہایت ادب سے دست بستہ عرض کرتا ہے کہ آپ اپنے عقیدہ نیچریہ کیطرف دعوت کرنے کے

اہل اسلام کو مسلمات و اجماعیات و عقائد و حدیث و تفسیر و تقلید ائمہ دین سے باز رکھنا چاہتے
ہین تو یہ بہی صاف ارشاد فرما دیجیے کہ کس کس حدیث کو آپ مفید یقین سمجہتے ہین تا کہ باقی
احادیث سے انکار صریح آپکا معلوم ہو جاسے اور منجملہ عقائد کے صرف وجود باریتعالی و حکیم
فلسفی ہونا رسول صلعم کا آپ کے نزدیک اسلام ہے جیسا کہ گول گول عبارت سے مترشح
ہے یا فرائض و واجبات و حلال و حرام بہی آپ کے نزدیک ثابت ہین اگر ثابت ہین
تو ہیئت مجموعی نماز کی اور تمام مسائل زکواۃ و صوم و حج کے حضور والا کے نزدیک مسلم ہین
یا نماز سے مراد کوئی ترکیب خاص ہے اور زکوۃ وغیرہ بہی قابل اصلاح ہین جو مسئلہ چارون
فرائض کا آپ تسلیم کرین اوسکی نسبت میرا دوسرا سوال ہے کہ آپ کے نزدیک کس
اصول پر قطعی ٹہرا ہے اور اوسکی نسبت کیون کر تاویلات و احتمالات کا انسداد کیا گیا ہے
آخر وہی احادیث ہین جن پر یقین کرنے کی آپ نے کوئی راہ نہین رکہی ہے اور وہی
اجماع اشخاص جائز الخطا کا موجود ہے جو مسئلہ استغراق و وجود ابلیس مین تہا اور جسم
رجم کا مسئلہ قائم تہا اور آپ نے بے تکلف سبکو اوڑا دیا اور قول مجتہدین و صحابہ و تابعین تو
آپ کے نزدیک محض واہیات ہے لہذا ضرور ہے کہ چارون فرائض کے وہ مسائل
لکہ دیجیے جنکی نسبت مرتبہ یقین کا بلحاظ اوسکی ازادی رای و تنقید احادیث وغیرہ کی حاصل
ہو سکے بعدہ اسیطرح حلت و حرمت اشیاء کی اگر کل نہین تو بعض ہی بیان کر کے اسطرح
ثابت کر دیجیے کہ آیت قرآنی مین تاویل ہو سکے اور آزادی رای کا اوسمین دخل نہو اور اگر حدیث
سے بہی حرمت کسی شئے کی آپ کے نزدیک ثابت ہو تو اوس حدیث کو بہی اپنی اصول
سے مطابق کر کے قطعی کر دکہائیے نہ تو روایت بالمعنی ہو نہ احتمال غلطی فہم راوی کا ہو
نہ وہ نقص موجود ہون جو آپ نے بحث حدیث کی ارٹکل مین لکہے ہین اور اگر آپ مجبور ہون
تو پہر صاف لکہ دیجیے کہ ہمارے نزدیک سوای نام صلوۃ و زکوۃ و صوم و حج کے اور کچہ
نہین ہے علی ہذا القیاس حلال و حرام کی نسبت بیان صریح فرما دیجیے اتنک مسلمان ہمارے
ایسے دہوکے مین پڑے ہین کہ حضور والا کے نزدیک نماز و روزہ و حج زکوۃ بہیئت مروجہ موجودہ
قطعی اور یقینی ثبوت سے فرض یا واجب ہے اور بعدہ مجکو بہی سمجہا دیجیے کہ فرائض پنجگانہ

تو عقلاء نیچرل کے ذریعہ سے سمجھہ مین آنے مشکل ہین یہ چارون دوا طبیب حاذق مخبر صادق صلعم نے
بطور اشارہ ارشاد فرمائی ہین یا دوا موجود تہی اوسکے استعمال سے خود ہی قاعدہ تجربہ سے شفا ہوگئی
تہی اور یہہ گمان یہہ ہے کہ جناب فی الاہل اسلام کے ایمان کو اپنے ایک ارٹکل مین قطعی نہین
ٹہراتے ہین بلکہ باعتبار منقولات کے اونکا ایمان لانا قرار دیکر الزام لگاتے ہین مگر خود حضور کے
ایمان کا جزو یا و یقینیات ان لینا محتاج برہان ہے اور ترجیح بلا مرجح لازم آتا ہے بلکہ عدم امکان وجود ثانی
باری کا عقیدہ دوم سے صاف نہین پایا جاتا صرف عدم موجودگی مین گفتگو کی گئی ہے اور یہ امر ابہی
ہنوز محل گفتگو مین ہے کہ مواد خواہ عناصر کا آخر تک پہونچکر جو اصلی مادہ ہر ایک کا باقی رہتا ہے
وہ ضرور ہے کہ ایک ہی علت سے ظہور مین آوے بلکہ استحالہ عقلی اصول نیچرل سے نکلتا ہے کیونکہ
علۃ واحد سے معلول واحد ہی قائم ہوسکیگا نہ متعدد اور کیونکر ثابت ہوسکتا ہے کہ تینون مواد
آخر مین واحد رہ جائینگے چنانچہ خود ہی حضور کی تقریر سے واحد رہ جانا یقینی نہین معلوم ہوتا
رہ گیا تعلق کسی نسبت کا انہمین وہ تو ذات مواد سے علحدہ داخل صفات ہوگا اور صفات
مواد اوسی وقت تک مان لیے جائینگے جب تک تشخصات و صور نوعیہ کا اطلاق رہیگا مگر
بعد معدوم سمجہنے تمام تشخصات کی سب کا ایک ہی علۃ پر تمام کیا جانا فرض کیا جائیگا تو بجز ذات ایک
کے مواد ثلثہ مین سے کچھ نہ رہیگا پس ضرور ہے کہ ہر ایک کی علۃ اخیر جدا گانہ ہو پہر کس طرح علۃ
اول کا لفظ کہکر ذات واحد باری تعالی پر آپ کے مذہب مین یقین کا مرتبہ حاصل نہین ہوسکتا ہے
ہان احتمال کے طور پر اقرار ممکن ہے باقی رہے رسول اول تو اصول نیچر سے کیسے ایک انا حکیم
سے بڑہ کر نہونگے ثانیاً جس قدر امور کا نام آپ کے نزدیک اسلام ہے اور وہ مجموعہ موجودہ
مراد نہین ہے جو ہم لوگ مانتے ہین اور کسقدر کی تعلیم کیواسطے بعثت انبیاء کی ضرورت نہ تہی
بلکہ عقلاء نیچرل اسے سمجہہ لیتے اور وہ لوگ باتفاق الہام و وحی و نبوت کی طرف رجوع کرنے سے ہی
دور بہاگتے ہین اور بالفرض نبی کی ضرورت بہی ہو مگر تمام انبیاء کیواسطے دلیل نبوت اور کچھ
نہین ہے سوای معجزہ کے اور معجزہ صریحاً خلاف نیچرل کے ہے یعنے آتش کا واسطے ابراہیم
کے سرد اور سلامتی ہونا اور موسیٰ کی لکڑی کا سانپ بن جانا اور آسمان سے سوائے
پانی و ژالہ و شبنم وغیرہ معمولات کے دوسری چیزونکا برسنا اور ہوا و طیور کا سلیمان کے حکم کا

تابع ہوجانا اور جانورونکا کلام کرنا اور پتھر مین سے ناقہ کا پیدا ہونا اور مردہ کا جی اوٹھنا اور شق القمر واقع ہونا اور تہوڑے سے کہانے کو بہت سے اشخاص کا سیر ہوکر کہانا اور پھر اوسکا بدستور باقی رہجانا وغیرذلک مین المعجزات کوئی حلیم نیچرل اسٹ ہرگز تسلیم نہین کر سکتا ہے کیونکہ خلاف قانون فطرت ہے اور جو مذہب خلاف قانون فطرت و قواعد قدرت ہووہ آپ کے نزدیک باطل ہے لامحالہ نبوت پر ایمان لانا آپکا یا تو بلا دلیل اور غیر قطعی تقلیداً ہوگا یا بالکل نہوگا اور جب نبی کی یہ کیفیت ہے کہ وہ حشر اجساد و فنائی انتظام عالم وغیر محسوسات وغیر مسلمات فلاسفہ امور معاد مین سکہاتے تہے تو اونکا خود ہی مذہب اصول جناب پر صحیح نہوگا یہ حال تو آپ کے اقرار خدا و رسول و عذاب ثواب و حلت و حرمت اشیاء و فرائض واجبات کا ہے پھر آپ کس دین کیطرف دعوت کر رہے ہین اور بیفائدہ پردہ اسلام مین کتاب و سنت کا کیون نام لیکر عوام کو شبہ مین ڈالدیا ہے جب تک آپ کے اصول و فروع ملت نیچریہ کا حال اہل اسلام کو معلوم نہ تہا دہوکہ کہا رہے تہے مگر اب ذرا سوچ سمجھکر ہمارے اصول و فروع سے بحث کرنی چاہیے اور جب تک کسی دعوی کو برہان سے ثابت نہ کیجیے ہرگز اقوال اشخاص جائز الخطا کا حوالہ نہ دیجیے ورنہ یہ کہنا پڑیگا کہ ابتک حضور کسی ایک مذہب پر یقین نہین کرتے ہین وہی حالت باقی ہے جو پرچہ پندرہوین ذیحجہ سنہ ۱۲۹۲ ہجری مین آپ نے لکہا ہے کہ مجہہ مری

عمر مین ایک زمانہ ایسا گذرا کہ تہوڑی دیر کے لیے مین نے خیال کیا کہ شاید چینی مذہب حق ہے

الی قولہ اور سفر کی سیر مین مجہپر ایک ایسا زمانہ گذرا کہ تہوڑی دیر کے لیے مین نے خیال کیا کہ شاید عیسائی مذہب حق ہے کیونکہ ہر مقام پر جو خوبی اور عزت اور برکت خدا نے عیسائیون کو دی ہے وہ اور کسی کو نہین دی بالفظہ گستری عرض کرتا ہے کہ اسقدر اور بہی فرمانا ضرور تہا کہ جب سنا کہ ملحدونکا حال لندن مین سنا اور بعض سے ملاقات اور دوستی ہوگئی اور اونکے مقولات پر دل جم گیا تو یقین ہوگیا کہ مذہب نیچرل تہیالجی حق ہے اور ابتک وہی پر وثوق ہے مگر پہر بہی خاکسار یہ امید رکہتا ہے کہ جب مذہب کے باب مین حضور کی ایسی طبیعت واقع ہوئی ہے کہ بہت جلد انقلاب ہوجاتا ہے تو کیا عجب ہے کہ میرے اس رسالہ کی تالیف مین سعی مشکور ہو اور حضور والا انصاف کر کے تابع معقول ہوکر ہمارے دین

اسلام کو ساتھ تمام اصول کے اور مع اکثر فروع کے قبول کرلین خدا سے یہی توقع ہے کہ
کہ ایسا ہی ظہور مین آوے آمین یا ارحم الراحمین خاتمہ آب مین اپنے بھائی مسلمانون کی
خدمت مین عرض کرتا ہون کہ ہمارا دین اسلام مثل اوس چراغ کے ہے جسپر ہزارون پروانے
گرتے ہین اور بجھانے کا قصد کرتے ہین مگر آپ ہی جل مرتے ہین فلاسفہ اور ملاحدہ اور زنادقہ
اور فرق ضالہ نے ہمیشہ چاہا کہ اسکے اصول و فروع کو مٹا دین مگر الحق یعلو ولا یعلی اب تک بدستور
قائم ہے اور انشاء اللہ تا قیامت قائم رہے گا مگر یہ بھی ہے کہ زمانہ حال مین علوم دینی کی تکمیل بہ نسبت
سابق کے کم رہ گئی ہے اور ایسی وجہ سے اکثر اہل اسلام اپنی کتب سے ناواقف ہوتے
جاتے ہین لہذا جب کوئی تقریر کسی مخالف مذہب کی سنتے ہین بمقتضائے بشریت گمراہ ہوجاتے ہین اب یہ وقت
پرآشوب ایسا ہی آگیا ہے جسمین ضرور ہے کہ کتاب و سنت و اجماع امت و صراط مستقیم شریعت
و سواد اعظم پر عمل کرنے مین کوشش بلیغ رہے اور علما جو وارث انبیا کہلاتے ہین اونکو بھی
وقت ظہور آفات جدیدہ کی تقویت اسلام و تائید دین فرماتے ہین ہدایت امت مرحومہ پر
زیادہ متوجہ ہون ایسا نہو کہ تھوڑی سی غفلت مین کوئی فاسد العقیدہ ہوجاوے اور خدا
و رسول صلعم کے سامنے منہ دکھانے کی جگہ نرہے ای بھائیو سیدھی بات یاد رکھو کہ کرورون
علما و مفسرین و محدثین و مجتہدین و مرشدین اب تک گذرے سبکا طریقہ اعتقاد یہی قران
و حدیث و اجماع امت اتباع سواد اعظم رہا اور اسی پر قائم رہنے کی تاکید قرآن و احادیث
صحیحہ مین وارد ہے کیا کوئی عاقل خیال بھی کرسکتا ہے کہ تمام امت مرحومہ جو بارہ سو برس تک
گذری چلی آئی ہے سب کے سب معاذ اللہ ضال اور مضل اور ظلمت اور جہالت و فساد عقیدت
مین گرفتار تھے حاشا و کلا ہرگز نہی یہ دعا ہے کہ ہمکو اپنے اکابر دین کے ساتھ قیامت کی روز خدا تعالی
اوٹھاوے فاطر السموات والارض انت ولیی فی الدنیا والاخرۃ توفنی مسلما والحقنی
بالصالحین ہمزاد کہ شیطان رجیم سب کے پیچھے پڑا ہے اور عبادات الہی سے ہمکو باز رکہنا
چاہتا ہے مگر لاحول بھیجو اور باقیات صالحات کی فکر رکھو اتباع سنت و التزام شریعت سے
ہرگز منہ نہ موڑو فساد عقائد سے ہوشیار رہو جس روز احکم الحاکمین کے سامنے کھڑا
ہونا ہے کتاب و سنت پر عمل کرنے سے نجات ملنی ہے نہ تو اوس روز سقراط و ارسطو بچاوینگے

اوسکے نہ مسئلہ علم وحکمت کے پوچھے جاوینگے وہی عمل خیر کام آویگا جو زمانہ شہود بالخیر سے
ابتک مسلمات اہل اسلام سے چلا آتا ہے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم بیچارونکے
واسطے بڑا قانون حکمت حقیقی الٰہی کا قرآن شریف چھوڑ گئے ہین اور اوسکی
بڑی شرح اپنی احادیث سے عنایت فرما گئے ہین ہمکو فلاسفہ وملاحدہ کی حکمت سے امید
نجات آخروی رکھنے کی کوئی وجہ نہین ہے انہی باتوں مین نے دردو دلی سے اور [illegible]
خیرخواہی سے حق کو باطل سے جدا کر دیا اور صاف صاف سمجھا دیا ہے کہ غلطی مین نہ پڑو
فساد عقائد وضعف ایمان سے بچو حب جاہ ودنیا طلبی کے واسطے مذہب اسلام کو خیرباد
نہ کہو میرا [illegible] کام ہے تو بعد اسکے جو نہ مانے اوسی پر الزام ہے جس وقت یہ چند صورتین
علما کی باقی نہ رہین گی اور زمانہ آیندہ کا رنگ بنا دیکھوگے تو فقیر کی یہ نصیحت ہی یاد کیا کروگے
اور یہ میری ہمدردی وخیرخواہی دینی کسی وقت تو ضرور یاد آویگی انشاء اللہ تعالی وآخر دعوٰنا ان
الحمد للہ رب العالمین ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۰

قطعہ تاریخ ریختہ قلم اعجاز رقم محمد صفدر حسین صاحب ناظر تخلص

زہی تصنیف مولانا علی بخش — کہ ازو تایید دین ہر آن باداد
چو شد مطبوع ناظر گفت تاریخ — شہاب ثاقب شیطان باد

تقریظ وتاریخ کتاب شہاب ثاقب از نتائج افکار عالی مولوی غلام محمد خان صاحب

بیخش اوڈیٹر اودھ اخبار

ہزار شکر کہ روشن ہے ملت اسلام — ابھی ہے ہند مین باقی حرارت اسلام
جناب خان علی بخش افضل العلما — کہ جسکی ذات سے قائم فضیلت اسلام
وہ پاس شرع سے ہر دم نگاہ رکھتا ہے — کہ کس طرح ہو زمانہ مین حالت اسلام
مجال کیا کہ خیال وقیاس سے کوئی — چلے خلاف طریق وشریعت اسلام

فلاسفہ سے ہی مطلب نہ کچھ تعصب سے — اوسی تو چاہیے تقلید سنت اسلام

لکھی کتاب اونہون نی ہی کیا آپ تو — بجا ہے کہئیے اگر اوسکو حجت اسلام

یقین ہے اونکو بھی آتے یقین اب بس پر جو — سلام کرتے ہین جو بعض حضرت اسلام

سکے ہے عام جنہین فی قلوبہم مرض — خدا کرے کہ اونہین ہو ہدایت اسلام

فروغ پائی نہ کیون یہ کتاب عالم مین — ہے واقعی سبب فخر و عظمت اسلام

مجھی خیال تھا تاریخ کا کہ کیا لکھئے — فزون ہو جس سے زمانہ مین سطوت اسلام

کہا یہ دل نے رقم کر تو پیش یہ مصرعہ سال — کتاب انور زیب حمیت اسلام

۱۲۸۹ ہجری

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ کہ کتاب مستطاب شہاب ثاقب جسکے مصنف مولانا بالفضل و الکمال اولانا حضرت مولوی محمد علی بخش خان صاحب بہادر جج ماتحت گورکہپور ہین ماہ جنوری سنہ ۱۸۷۳ عیسوی مین مطبع جناب منشی نول کشور صاحب مین تمام ہوئی یہ کتاب حضرت مولانا سید احمد خان بہادر سی ایس آئی جج ماتحت بنارس کے اون خیالات کے جواب مین ہے جنکو وقتاً فوقتاً مولانا ممدوح نے اخبار تہذیب الاخلاق مین چھپوایا چنانچہ وہ مضمون بھی اول اس کتاب مین نقل ہوکر بعدہ اوسپر حاشیے چڑہائے گئے ہین جو عام کے عقاید کے لیے نافع ہین و اللہ ولی التوفیق

صحیحنامہ شہاب ثاقب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۲۳	اشعار	شعار	۳۵	۱۰	خلقت	خِلقت	۵۳	۱۰	اصلی	چلی
۵	۸	اونہوں	انہیں	〃	〃	وصف کہم	وصف کم	〃	۱۸	حال	حاصل
〃	حاشیہ	جملہ	حواہ	۳۶	۲	اطلاقی براد	اطلاق مراد	۵۴	۱۲	چیزیں	خبریں
۶	حاشیہ	اجسام نہیں ہیں	اجسام ہیں یا ہیں	۳۶	۱۳	اورمگر دو مفسرین	اور دیگر مفسرین بھی	〃	۱۵	قوہ کا عقل	قوہ عقل
〃	〃	موت	قوت	۳۶	۱۶	غفنا	حبنیا	۵۵	۱	فائدہ	قاعدہ
۶	۲	پہر	پہر	〃	〃	معمورا	مشہورا	〃	۲	کام ہیں	کام لیتے ہیں
〃	۱۱	بالغ	بالغ	۲۸	۵	عبادت	عادت	〃	۱۱	اورایسا	ایسا اور ایسا
〃	۱۳	جیت پیٹہہ	چھٹ پنجہ	۲۸	حاشیہ	بوچہنے	پوچھنے	〃	۱۸	انباع	اتباع
۹	حاشیہ	کیا جاتا ہی	کہا جاتا ہی	۳	۴	دونون دشمن	دودونکو دشمن	〃	۲۴	احاد	اجساد
۱۰	حاشیہ	متعلق	منطق	〃	۲۳	زیبا	اپنا	۵۶	۱۹	اگرچہ	دیگر صحیح
۱۱	۳	الخلیفہ القبیحہ	الحلۃ القبیحہ	۳۱	۱۹	بدل نہیں ہوسکتی	بدل نہیں سکتی	〃	۲۳	کتبیہ جسات ہیں	کتب صحیحات
۱۱	حاشیہ	من سبا ملیفلرجع الیہ	من شاء فلیرجع الیہ	〃	۲۲	ارسارا	تو سارا	۵۸	۲۳	ہیں	رسن
〃	〃	لتواالانسان	لسوء الانسان	۳۶	۱۴	کئی سو غلطی	کئی غلطی	۶۴	۴	آیات کے	آیات سے
〃	۱۰	یعنی	معنی	۳۷	۲۱	بہرا	تبرا	۶۶	۲۱	کہیگا	ہوگا
۱۱	۱۷	جڑہی	جڑی	〃	〃	واسطواست	واسطے تعلیم مت	۶۸	۱۳	بیان کیا گیا ہی	بیان نہیں کیا گیا ہی
۱۲	۱۲	فرمایش	فرمایش ہی	۴۳	۳	ابلیس کا تسلیم ایک	ابلیس کا قائل	〃	۱۸	فرمایا جاہی	فرمایا جاے
۱۳	۱۳	شہارت	شبہات	〃	۱۰	سحالہ	لامحالہ	۶۹	۸	رکہیگا	رہیگا
۱۴	۱۹	بیٹھا	بنیا	۴۵	۱۷	ہیں	بن	۷۰	۱۳	مگر	اگر
۱۶	۱	نہیں	ہیں	〃	۱۸	چلتی	بیٹھتی	۷۱	حاشیہ	مسیلہ	مسئلہ
۱۷	۶	اعتراض	اعراض	۴۸	۲۰	نہیں ہی	مفید نہیں ہی	۷۳	۱۸	اپنے ضروری	ضروری
۱۸	۲۳	اورتہی	اوربھی	۴۹	۵	اباقرانی	آیات قرانی	۷۴	۶	میعاد	معاد
۱۹	۲۱	اربالی	زرانالی	۵۱	۱۰	خارجی	خارجی ہی	〃	۱۷	حدیث	خدمت
۲۰	۱۰	مجدد	محمد	۵۲	۳	اول	اون	۷۶	۱۲	بنیہ بنیا	بنیہ ہونیا
۲۱	۳	رہتی	ابھی	〃	۱۳	وس	والبیس	〃	۲۰	سرگذشت	سرنوشت

صحتنامہ شہاب ثاقب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۶	۲۱	جنبش	جس	۱۰۴	۱۹	تسبب	تعصب	۱۱۷	۱۹	دنیاکی	دنیاکے
۷۹	۲۱	نہو	ہو	〃	۲۳	کیسی ہین	کہتی ہین	۱۱۹	۴	ہدایت	ہدایت
۸۴	۲	ببین الجبیر	ببین الجبیر	۱۰۵	۷	تقابل	قابین	۱۲۱	۴	پہودی	پیری
۸۵	۹	زید	زہد	〃	۱۵	[illegible]	ہین	۱۲۳	۱۳	وہ بہی	وہی
۸۶	۵	انسانی	آسمانی	〃	۱۶	گیا	کیا	〃	〃	زیبا نہوگا	نازیبا نہوگا
〃	۱۰	خاک	خاکسار	۱۰۷	۱۵	تم تو	ہم تو	۱۲۵	۲	اورعناصر	اورنہ عناصر
〃	۱۰	خاص لفظ	خاص ہین لفظ	〃	〃	ہو	ہین	۱۲۶	۱۴	وہ بہی	وہی
〃	۲۱	کرنے ہین	کرتے ہین	۱۰۸	۱۳	مین	ہین	〃	۲۱	کیواسطے	کسواسطے
۸۸	۲۰	کہکہ	کہ	۱۰۹	۱	اپقار	اقار	〃	۲۲	بہی	ہی
۸۹	۱۱	خداکہیں کی	خداکی	〃	۱۰	بہی	ہی	۱۲۷	۱۵	حدہنیت بعض	وحدانیت بعض
〃	۱۱	اقول	قولہ	〃	حاشیہ	رضا	خدا	۱۲۸	۱	کرنے سکیگا	کرنے لگے گا
۹۳	۳	مسادرہ	مصادرہ	〃	۱۴	بہی	ہی	〃	۱۱	دوائی	دوادی
〃	〃	علی العالیب	علی المطالیب	۱۱۰	۱۲	نیچرل الحن	نیچرل ریحن	۱۲۹	۲۰	بیبیت اثقیبیت	بیبیتہ و ثقیبیت
〃	۴	جرب	جوآپ	۱۱۱	۱۴	مدار شہر اعقل	مدار عقل	۱۳۰	۲۲	نہین آئیدہ	آئیدہ
〃	۲۱	بلقیس مع	بلقیس کا	۱۱۲	۲۲	اپڈیشن	اڈیسن	۱۳۱	۱۶	ہوسکے	نہوسکے
۹۶	۱	اجتماع ایت	اجماع امت	۱۱۳	۱	کرتے ہین	کرنے ہین	۱۳۲	۷	کسب ہین ہر	بحث ہین ہر
〃	۱۴	الات متکلم	الات تکلم	〃	۸	ریس	اڈیلس	〃	۱۸	کسقدر کی	اسقدر کی
۹۷	۲۲	مناسب	مناسبت	〃	۹	ایڈرس	اڈیرسین	〃	۲۲	موسی آگی	موسی کی
۹۸	۷	تو بہی حقیقت	تو بہی انکار حقیقت	〃	۲۳	پاک ور بنا سکے	پاک بنا سکے	۱۳۳	۱۵	چنہیں	جنہیں
۱۰۰	۲	رسول ایڈیشن	رسول ایڈیشن	۱۱۴	۱	معرفت	معترف	〃	۱۶	سفرکے	مصرکے
〃	۲۰	ویکوا	ولیکوا	〃	۷	بخشش	تجسس	۱۳۴	۱۷	ضیال	ضال
۱۰۱	۸	جدر	خدا کی اس	〃	۱۰	بلی جلی	ملی جلی	۱۳۵	۱	مشہود بالخیر	مشہود لہا بالخیر
۱۰۳	۱۳	داتہ	داتا	۱۶	۱۳	کہتا ہون	رکہتا ہون	〃	۴	بی حکمت	کی حکمت
۱۰۳	۱۳	مقصود	مقصود	〃	۵	ڈالرہی	بتقراردی	〃	۵	اخروانی	اخروہی